اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (القرآن)

صدائے دِل

المسمی

بالمقالات فی اوائل المراقبات

اصلاحی بیانات کا حسین گلدستہ

مرتب

مفتی ناصر اقبال

فاضل ومدرس دار العلوم انجمن تعلیم القرآن

از افادات

شیخ المشائخ پیر طریقت

شیخ الحدیث حضرت مولانا

عبد المنان

صاحب نقشبندی

دامت فیوضہم

ناشر

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ والشرعیۃ دار العلوم انجمن تعلیم القرآن

پراچہ ٹاؤن کوہاٹ

صدائے دل

صدائے دل

المسمی

بالمقالات فی اوائل المراقبات

اصلاحی بیانات کا حسین گلدستہ

از افادات

شیخ المشائخ پیر طریقت

شیخ الحدیث حضرت مولانا

عبد المنان

صاحب نقشبندی

دامت فیوضہم

مرتب

مفتی ناصر اقبال

فاضل و مدرس دار العلوم انجمن تعلیم القرآن

جامعۃ العلوم الاسلامیہ والشرعیہ دار العلوم انجمن تعلیم القرآن

پراچہ ٹاؤن کوہاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: القالات فی اوائل المرقبات
ازافادات: شیخ المشائخ پیر طریقت حضرت مولانا
عبدالمنان صاحب نقشبندی دامت فیوضھم
مرتب: مفتی ناصر اقبال متّانی (0314-5753529)
کمپوزنگ: حافظ عبدالحمید درویش
موڈیفیکیشن: مولانا میجر سید محمد عادل مکی
قیمت:

زیر سرپرستی
حاجی عبدالجمیل پراچہ صاحب

ملنے کے پتے
(۱) دفتر ومکتب الحاسوب دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ
(۲) مکتبہ دیوبند کمال پلازہ کوہاٹ دکان نمبر 44

باہتمام
جامعۃ العلوم الاسلامیہ والشرعیہ دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن
پراچہ ٹاؤن کوہاٹ

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی	7
2	عرض مرتب	11
3	انتساب	12
4	میرے مرشد میرے شیخ	13
5	حالات زندگی حضرت شیخ صاحب دامت برکاتہم	13
6	ولادت	13
7	ابتدائی تعلیم	13
8	مشہور اساتذہ کرام	14
9	تدریسی خدمات	14
10	عاجزی اور مہمان نوازی کا عظیم پیکر	14
11	علمی ولولہ	15
12	عالی سند	16
13	تلامذہ	16
14	تصانیف	17
15	تصوف کے میدان میں	17
16	اصلاحی بیان و مراقبہ معیت	18
17	خطابت	18
18	سفر حج وعمرہ	18
19	ایک خواب اور اسکی تعبیر	18
20	تعبیر	19
21	میرے مرشد	20
22	مراقبہ کا تعارف	23
23	حال اور ملکہ میں فرق	24
24	اکابر کی تواضع	26
25	شاہ رفیع الدین صاحب اور طالب علم	28
26	لطیفہ	30
27	خودی اور کبر کا ازالہ	30
28	تصوف سے مقصود اپنی اصلاح ہے	31
29	دنیا کی زندگی	34
30	حضرت اقدس صاحب الکشف والکرامات احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت	36
31	ایک مختصر بات	38

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
32	اہل اللہ کے واقعات بیان کرنے کا مقصد	40
33	نعم الٰہیہ دو قسم پر ہیں	42
34	ہمارے مرشد حضرت مولانا عبد السلام پیر سباق رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات	43
35	سلطان الاولیاء اور اس کے مرید کی حالت	44
36	شیخ سید احمد کبیر کی روضہ مبارکہ پر حاضری	45
37	اشعار	45
38	لوگ اولیاء اللہ کو مجنون سمجھتے ہیں	46
39	اگر صحابہؓ ہماری حالت دیکھ لیں	47
40	حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی احساس ذمہ داری اور ترک خواہشات	50
41	حضرت علی ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ کا خواب میں حور کو دیکھنا	53
42	احمد چشتیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نوجوان کے ساتھ عبادت میں مقابلہ	54
43	{ایک نحوی عالم کا ملاح پر اظہار افسوس}	57
44	{ایک ظاہری عارف کی سرگزشت}	58
45	{مجنون کا زمین پر لیلیٰ لکھنا}	67
46	لطیفہ	67
47	بدنظری کی وجہ سے ایک ولی اللہ کی روحانیت کا ختم ہو جانا	67
48	ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نوجوان کو نصیحت	68
49	ایک نوجوان کے بدنظری کرنے پر شیخ کی تنبیہ	68
50	باطن کی صفائی	71
51	روم اور چین کی ہنر آزمائی کا واقعہ	73
52	ایک بزرگ کا واقعہ	74
53	انسان کی مثال بادشاہ کے باز کی مانند ہے	76
54	خوف الٰہی	78
55	ایک بادشاہ کا غلط ارادہ اور مالی کی بیوی کا سبق آموز جواب	80
56	مرشد کا خلافت دینے کے لئے مریدین کا امتحان	81
57	استاد محترم کی طلباء کو ایک خاص عمل کی نصیحت	81
58	احمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے نماز کے بارے میں سوال	83
59	عزیز طلباء کرام صفات باری تعالیٰ دو قسم پر ہیں،	85
60	دنیا سے زہد اختیار کرنا	86
61	خواجہ ابو محمد ابن احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا ذکر	87
62	بانی دار العلوم دیوبند قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا زہد	89
63	دورۂ حدیث کے ایک طالب علم کو خواب میں حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ کا ارشاد	92
64	نوافل کی اہمیت	94
65	{طریق کار}	96

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
66	بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا خواب میں دیدار الٰہی	97
67	حضرت احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے احوال	98
68	جنت کی حوروں کا مہر	101
69	مشاہدہ کیا ہے؟	104
70	ابراھیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں ایک اجنبی نووارد	106
71	اقسام مشاہدہ	109
72	دین کے کسی ایک عمل کو بھی ادنیٰ سمجھنا باعث محرومی ہے۔	112
73	فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ	114
74	فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت	116
75	علم بڑی نعمت ہے	119
76	حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال	121
77	حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق تحقیق	122
78	ایک شخص کا سوال کہ تہجد کی توفیق نہیں ملتی؟	125
79	ہدایت اللہ کی طرف سے ہے لیکن محنت ضروری ہے	127
80	ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	129
81	خواہشات نفس پر عمل ہلاکت ہے	135
82	ایک بزرگ کا خواب میں دیدار الٰہی	137
83	ابراہیم بن خواص رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	138
84	ذکر الٰہی روح کی غذا ہے	144
85	علم کسبی ہے یا وہبی	150
86	حضرت عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ	151
87	مہلکات کا بیان	153
88	امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ؓ کا طرز معیشت	156
89	{حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوا پر حکومت}	157
90	{پیران پیر صاحب کا واقعہ}	160
91	اپنی گناہوں پر ندامت	162
92	انفرادی مسخ کا ایک واقعہ	164
93	اصلاح کے لئے صحبت شیخ ضروری ہے	167
94	تقدیر دو قسم پر ہے	168
95	کشف و کرامات سے اتباع سنت بہتر ہے	169
96	تصوف کیا ہے؟	172
97	اعمال تین قسم پر ہیں	173
98	پہلی قسم	173
99	دوسری قسم	173

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
100	اعمال کی تیسری قسم	173
101	اللہ جل جلالہ کی محبت کا حصول	174
102	حضرت مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	175
103	ولی اللہ کی بات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہلاکت	177
104	صحبت صالح	179
105	ایک طالب علم کا خواب	180
106	صحبت کا اثر	181
107	بیعت کے باوجود اصلاح کیوں نہیں؟	182
108	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث میں ہندو کا بیٹھنا	184
109	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اذکار	187

تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا الی الایمان والی تحصیل ما یتوقف علیه العرفان من علوم الحدیث والقرآن والصلوٰة والسلام علی سیدنا رسول الانس والجان وعلیٰ اٰله واصحابه الذین بذلوا فی سبیل الله بالرؤس والابدان۔

امّا بعد:

یہ بات روز روشن کی طرح صاف واضح ہے کہ اس عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ یہ اس ذات کی طرف سے ہے جو موصوف بالصفات الکمالیہ ہے، جن کا مظہر قرآن کریم کا سب سے پہلا جملہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔ جس طرح اللہ جل جلالہ کی کوئی نظیر نہیں }لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ{ اسی طرح اللہ جل جلالہ کے کلام کی بھی کوئی نظیر نہیں۔ نہ حسن بلاغت میں نہ افادہ اور جامعیت میں اور نہ حسین اور بہترین ارتباط میں اللہ جل جلالہ کے کلام کا دوسرا جملہ مظہر ربوبیت ہے }رَبِّ الْعَالَمِيْنَ{ جو کمال صفت کیلئے "مشت نمونہ خروار" کی طرح آئینہ ہے اس صفت ربوبیت پر تمام عالم کے نظم ونسق کا دارومدار ہے۔ خواہ ربوبیت جسمانی ہو یا روحانی ہو۔ بندہ کے مرشد اول شیخ المشائخ والمحدثین حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کی وفات کے بعد تکمیل سلسلہ بیعت شیخ المشائخ مولانا عبد السلام پیر سباق صاحب سے کی، جو کہ صاحب کشف بزرگ تھے اور حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ

اللہ علیہ کے نہایت معتقد تھے کبھی کبھار بیان فرماتے تھے۔ کہ جب میں ان کے مزار پر جاکر مراقبہ کرتا ہوں تو مولانا صاحب کی قبر پر انوارات کا اتنا نزول ہوتا ہے کہ قبر شریف لباسِ انوار میں مستور ہوکر میری نظروں غائب ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالی جل شانہ اُن کی روح کو غداۃً و مساءً اپنی دیدار سے مشرف فرماکر جنت الفردوس کے اعلٰی مقامات نصیب فرمائے۔

ربوبیت اُولی: (یعنی ربوبیت جسمانی) کے مظاہر زمین و آسمان ہیں مزید تفصیل کی حاجت نہیں (عیاں راچہ بیان)۔

ربوبیت ثانیہ: (یعنی ربوبیت روحانی) جو کہ عمدہ اور مقصد حیات ہے اور مخدومیت کے مقام پر جلوہ افروز ہے اسلئے اللہ جل جلالہ نے ان مدارج ربوبیت کی تکمیل میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام بنی آدم سے منتخب کرکے انسانیت کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمائے۔ اور آخر میں ان مدارج کی تکمیل آقائے نامدار خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوئی۔ ربوبیت ثانیہ کا مظہر علماء ربانیہ اور مشائخ عظام ہیں جو اس عالم آب و گل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوّابِ اصلاح اور مصروف کار ہیں۔ خواہ اصلاح ظاہری ہو یا باطنی تقریر سے ہو یا تحریر سے یا مشائخ کی توجہ سے الحمد للہ مدارس عربیہ اور مشائخ کی خانقاہیں خوب آباد ہیں۔ اسی سلسلہ میں بندہ حقیر پر اپنے مرشد حضرت مولانا عبدالسلام پیر سباق کی طرف سے جو ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ اگرچہ بندہ حقیر اس ذمہ داری کی تکمیل سے بعید بمراحل ہے۔ مگر "مالا یدرك كله لا یترك كله" کی وجہ سے اور بعض طلباء کا اصرار بھی تھا، کہ آپ ہماری اصلاح کیلئے ایک وقت مقرر کردیں۔ کچھ بعید نہیں کہ اللہ جل جلالہ

ہمارے قلوب میں انقلاب پیدا کرکے مُصَفّٰی مثلِ آئینہ بنادے۔ چونکہ طلباء کرام کا مطالبہ یوماً فیوماً شدید ہوتا گیا اور میرے اَعذار کو نگاہ قبولیت سے پس پشت ڈال دیا گیا، تو میں نے مجبوراً تو کلاً علی اللہ لبیک کہہ دیا۔ اور وعظ و تذکیر کیلئے سوموار کی رات منتخب ہوگئی۔ اور یہ طے ہوا کہ سوموار کی رات عشاء کی نماز کے بعد مراقبہ کریں گے۔ مراقبات بہت زیادہ ہیں۔ کما لا یخفی علی من له بصیرة فی کتب التصوف، مگر ہم مامور ہیں مراقبہ معیت کے جو کہ آیت [وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ ۚ] کے مفہوم پر کیا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالی کی معیت ہمارا حال اور کیفیت راسخہ بن جائے۔ تمہیداً مراقبات سے پہلے اور ترغیباً کچھ نہ کچھ بیان فرماتے۔ اگر چہ اس حقیر کا دامن ان علوم سے خالی تھا، مگر اکابر کے خرمنِ علوم سے خوشہ چینی کرکے طلباء کی سیر چشمی ہوتی رہی چند سال سے یہ معمول چلتا رہا۔ امسال خوش قسمتی سے اللہ جل جلالہ نے مولانا ناصر اقبال صاحب کے قلب سلیم میں یہ بات بطور الہام ڈالی کہ ان مقالات کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔ تاکہ سامعین کے علاوہ لوگ بھی اس سے منتفع ہوجائیں۔

"برکریماں کارہا دشوار نیست"

چنانچہ مولوی ناصر اقبال نے باتعاون حافظ عبدالحمید کمر ہمت باندھ کر صدہا مصروفیت علمی کے ساتھ ساتھ اپنی آرام وراحت قربان کرکے چند مقالات کو قید تحریر میں لاکر حسین صورت میں پیش کیا۔ اللہ جل جلالہ جامع مقالات کو اجر عظیم سے نوازیں،

حَتّٰى يُقَالَ لِنَفْسِهٖ: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى

صدائے دل

رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي ٥

{اور تمام دنیاوی پریشانیوں سے محفوظ کر کے اطمینان وسکون کی زندگی نصیب فرما کر اس شعر کا مصداق بنائے۔

ے بہشت آنجا کہ آزارے نباشد　　کسے راباکسے کارے نباشد

اور اللہ تعالی اس مجموعہ کو باقیات الصالحات کی شرف سے نوازیں تا کہ دیکھنے والوں کیلئے مشعل راہ بن کر ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔ امین ثم امین۔

وماذلك على الله بعزيز۔

کتبہ احقر عبد المنان

مورخہ:۔ ۲رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

بمطابق ۴ جون ۲۰۱۱ء

عرض مرتب

جس دن سے راقم الحروف نے مادر علمی ''دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن'' میں علم کی پیاس بجھانے کی غرض سے قدم رکھا تقریباً اسی زمانے سے دل میں یہ خواہش اور تمنا تھی کہ اپنے شیخ ومرشد استاذ العلماء والمشائخ پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المنان صاحب مدظلہ العالی کے بیش قیمت مقالات ''جو حضرت ہر سوموار کی رات مراقبہ معیت سے پہلے وعظ ونصیحت کیلئے بیان کرتے ہیں'' کو جمع کیا جائے تاکہ سامعین کے علاوہ لوگ بھی ان سے منتفع ہوجائیں۔ اور یہ بات تقریباً دارالعلوم کے ہر طالب علم کے دل کی صدا تھی۔

بندہ نے بہت کوشش کی لیکن نصاب کی مصروفیات کی وجہ سے اپنی اس خواہش کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ چنانچہ درس نظامی کے آخری سال اسی تمنا کو لیکر قلم اٹھایا تو پھر اللہ جل شانہ کی توفیق شامل حال رہی اور حضرت کے مقالات کا مختصر سا حصہ ضبط تحریر ہوا۔ جو قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔ رب جلیل سے دعا ہے کہ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وختم لنا بالایمان خیر ختام۔

اور اس سلسلے میں اپنے گرامی قدر استاد مفتی نور زمان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا نہایت مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی تدریسی مشاغل ومصروفیات کے باوجود نظر ثانی فرمائی۔

آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ مرتب اور اس کے والدین، اساتذہ کرام اور جملہ احباب واقارب کو اپنی نیک دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

ابن رشید ناصر اقبال

دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن ہراچہ ٹاون کوہاٹ

مورخہ ۳ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

بمطابق ۵ جون ۲۰۱۱

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اس ہستی کے نام سے منسوب کرتا ہوں جن کے دیدار کو میری آنکھ ترستی ہے اور جن کے نصیحت بھرے کلام کے سننے کو میرے کان بے چین ہیں لیکن اب اس سے زیادہ کیا کہا جا سکتا ہے

لكل خليلين من اجتماع فرقة
وكل الذى دون الفراق قليل
وان افتقادى واحدا بعد واحد
دليل على ان لا يدوم خليل

اور جو علماء، طلباء اور مدارس سے بے حد محبت رکھتے تھے اور اپنی زندگی کے آخری ایّام میں شدید علالت کی حالت میں بھی مدارس کی آبادی کی فکر دامن گیر تھی اور جن کی آخری تمنا اپنی اولاد کو دینی محنت میں مصروف دیکھنا تھی اور ان کے دل کی صدا تھی کے اب میری کوئی تمنا باقی نہیں رہی کیونکہ میرے بچے علماء بن گئے ہیں اور یہی میرا مقصود تھا۔

"والد محترم حاجی رشید محمد" "مرحوم"

ابن

حاجی بہادر شاہ "مرحوم"

غفر الله لهما وجعل الجنان مثواهما

میرے مرشد میرے شیخ

حالاتِ زندگی حضرت شیخ صاحب دامت برکاتہم

بارہا یہ تمنا دل میں آئی کہ مرشدی وسیدی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمنان صاحب کی حالات زندگی کا کچھ حصہ ضبط تحریر میں لایا جائے لیکن اس کام کو عملی جامہ نہ پہنا سکا امسال جناب محترم حاجی عبدالجمیل پراچہ صاحب نے حضرات مشائخ کرام دامت برکاتہم کے حالات زندگی لکھنے کا کام بندہ ناچیز کے سپرد کیا تو استاذ محترم سیدی ومرشدی حضرت شیخ الحدیث صاحب کی حالات زندگی کے متعلق چند سطور زیب قرطاس کیں اگرچہ راقم کو حضرت کی صحبت میں زیادہ عرصہ رہنے کا موقعہ نہیں ملا لیکن پھر بھی درس بخاری ......ترمذی اور جلالین شریف...... میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔

ولادت

حضرت شیخ دامت برکاتہم ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو جمعہ کی رات اولئی لاچی ضلع کوہاٹ میں مولوی جنت خان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم

اپنے والد محترم مولوی جنت خان صاحب رحمہ اللہ تعالی اور مولانا رسول شاہ المعروف ڈھوڈہ صاحب رحمہ اللہ تعالی سے حاصل کی۔ اعلی تعلیم دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن محلہ پراچگان کوہاٹ سے جبکہ ۱۹۵۴ء کو اپنے مرشد شیخ الحدیث نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی۔

مشہور اساتذہ کرام

آپ کے مشہور اساتذہ میں شیخ الحدیث نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا صدر عبدالغفار صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اور حضرت مولانا فضل الرحمن سورزی شامل ہیں۔

تدریسی خدمات

جس دن سے دارالعلوم میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لئے تشریف لائے تا حال اسی انجمن کے پھولوں کی آبیاری میں مصروف ہیں۔(وزاد الله فی ذلك)

استادمحترم 1955ء سے تاحال تقریباً ۵۸ سال سے دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔اور 1971ء تک فنون اور حدیث کی مختلف کتابیں پڑھاتے رہے اور 1971ء کے الیکشن میں شیخ الحدیث مولانا نعمت اللہ صاحب نوراللہ مضجعہ کے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہونے کے بعد آپ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور تاحال یہ خدمت سرانجام رہیں ہیں (کل عرصہ ۴۳ سال)

{ وللہ الحمد* اللّٰھم زد فزد }

عاجزی اور مہمان نوازی کا عظیم پیکر

باجود اس کے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتھم عصر حاضر کی ان چیدہ چیدہ شخصیات میں سے ہیں جو صحیح معنوں میں بقیۃ السلف کا مصداق ہیں لیکن حضرت انتہائی سادہ اور بے تکلف زندگی بسر کرتے ہیں جب کبھی حضرت کے گھر پر حاضری دی تو جب چائے وغیرہ آتی تو حضرت خود اپنے دست مبارک سے

چائے پیش کرتے اور اپنے مریدین کی ایسی خدمت کرتے جیسے کوئی اپنے پیر کی خدمت کرتا ہے، والد گرامی کی علالت کے ایام میں ایک مرتبہ جب ہم علاج کے سلسلہ میں کوہاٹ آئے اور حاجی نثار احمد صاحب جو حضرت کے مرید خاص ہیں کے گھر ایک رات کے لئے ٹھہرے جب ہم عشاء کی نماز پڑھنے آئے اور حضرت دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے اول تو بہت اصرار کیا رات کو میرے ساتھ ضرور ٹھہریں گے لیکن حضرت کے معمولات میں خلل نہ آجائے اس لئے ہم ٹالاتے رہے آخر میں فرمایا کہ رات تو آپ ان کے ساتھ گزاریں لیکن صبح کا ناشتہ میرے ساتھ ہوگا جب ہم نے صبح کا ناشتہ کیا اور ہم باہر نکلے تو راستہ میں والد صاحب نے فرمایا کہ اللہ والے کیا عجیب لوگ ہوتے ہیں ۸۳ برس کی عمر میں تو لوگ دوسروں سے خدمت لیتے ہیں اور یہاں حضرت شیخ صاحب خود خدمت کر رہے تھے مجھے تو حضرت شیخ صاحب کی عاجزی اور سادگی، اور مہمان نوازی نے حیران کر دیا، اور یہی تاثرات تقریباً ہر اس شخص کے ہونگے جس کو حضرت شیخ دامت برکاتہم کے ہاں حاضری دینے کا موقعہ نصیب ہوا ہو۔

علمی ولولہ

علم کے میدان میں حضرت دامت برکاتہم کو اللہ جل شانہ نے دسترس عطاء فرمائی تھی اور نحو وصرف کی ابتدائی کتابیں طالب العلمی کے زمانہ میں زبانی یاد کر لی تھیں علم النحو کی عظیم الشان متن ''کافیہ'' زبانی یاد تھا اور علم المعانی کی شہرآفاق کتاب ''مختصر المعانی'' کے اشعار کو ایک کاپی میں جمع کر کے زبانی یاد کیا تھا ابتدائی کتابیں درس کرنے کے زمانہ میں حضرت کی شرح ملا جامی اور مختصر المعانی کا بہت

چرچا تھا اور بہت دور دور سے طلباء حضرت کے درس میں شریک ہوتے حتی کہ جو طلباء تکمیل کرتے وہ بھی حضرت کے حلقہ درس میں شامل ہوتے۔ استاذ محترم کے درس کا انداز نہایت محققانہ ہے جلالین شریف کے درس کے دوران حواشی کی اغلاط کی نشاندہی کرتے اور پھر صحیح عبارت لکھواتے

عالی سند

علو سند کی اہمیت اور افادیت محدثین سے مخفی نہیں، حالات محدثین میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ علو سند کی خاطر حضرات محدثین مہینوں سفر کرتے لیکن حضرت دامت برکاتھم کے تلامیذ کو یہ گوہر بے بہا مفت میں مل جاتا ہے کیونکہ حضرت کی سند حدیث ملتقی الاسانید حضرت شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ تک صرف تین وسائط سے پہنچتی ہے (۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت کے مرشد اور استاد خاص ہیں (۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا قمر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

تلامذہ

آپ کے مشہور تلامذہ میں شیخ الحدیث مفتی اجمل صاحب کرک، شیخ عین اللہ صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عفیف صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا اصیل بادشاہ صاحب کرک، شیخ الحدیث حضرت حافظ عطاء المنان صاحب، مولانا عبد الوہاب صاحب مرحوم (چونترہ) کرک، شیخ الحدیث مفتی سردار صاحب، شیخ محمد امین شہید رحمۃ اللہ علیہ (شاہو) حضرت مولانا مطیع اللہ، حضرت مولانا محمد اشرف صاحب

،حضرت مولانا فضل مالک صاحب، مفتی ارسلان صاحب، مفتی آصف محمود صاحب،

تصانیف

(۱) مطلع البدرین جو منظر عام پر آچکی ہے اور اسے استاد محترم حضرت مولانا اشرف شہیدیؔ صاحب نے ترتیب دی ہے۔اسکا دوسرا ایڈیشن بھی تیار ہونے والا ہے۔

(۲) تفسیر القرآن المسمی بدرس القرآن جو فی الحال مخطوطہ ہے اور راقم الحروف نے اس پر کام شروع کیا ہے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ جل شانہ اس عظیم کام کو حضرت کی نگرانی میں پایۂ تکمیل تک پہنچادے۔

(۳) انوار الفاتحہ: سورت فاتحہ اور معوذتین کی تفسیر پر مشتمل ہے جو عنقریب منظر عام پر آجائے گی ان شاء اللہ جل جلالہ۔

(۴) صدائے دل المسمی بالمقالات فی اوائل المرقبات ''اصلاحی بیانات'' جو کہ قارئین کرام کے ہاتھ میں ہے۔

(۵) تقریر جلالین (سورت بقرہ) راقم الحروف نے اس پر بھی کام شروع کیا ہے انشاءاللہ عنقریب اس کی پہلی جلد منظر عام پر آجائے گی۔

تصوف کے میدان میں

تصوف کی ابتداء حضرت دامت برکاتہم نے مرشد اول شیخ المشائخ والمحدثین حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور ان کی وفات کے بعد تکمیل سلسلہ بیعت شیخ المشائخ مولانا عبد السلام پیر سباق صاحب سے کی، جو کہ صاحب کشف بزرگ تھے اور حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت معتقد تھے کبھی کبھار بیان فرماتے تھے۔ کہ جب میں ان کے

مزار پر جا کر مراقبہ کروں تو مولانا صاحب کی قبر پر اتنے انوار کا نزول ہوتا ہے۔ کہ قبر شریف لباس انوار میں مستور ہو کر ہمارے انظار سے غائب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی جل شانہ ان حضرات کی ارواح کو غداءً و مساءً اپنی دیدار سے مشرف کر کے جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات نصیب فرمائیں۔

اصلاحی بیان و مراقبہ معیت

دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن کے نگران حاجی عبدالجمیل پراچہ صاحب کی خواہش اور طلباء انجمن کے شدید اصرار پر ہر اتوار کو عشاء کی نماز کے بعد حضرت شیخ مراقبہ کرتے ہیں اور مراقبہ سے پہلے چند منٹ اصلاحی وعظ بھی کر لیتے ہیں "المقالات فی اوائل المرقبات" انہی مواعظ کا مجموعہ ہے۔

خطابت

حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم عرصہ دراز سے جامع مسجد کوتوالی میں خطابت کی فرائض انجام دے رہیں ہیں۔

سفر حج و عمره

۱۹۷۸ء میں حج کا سفر کیا، اور عمرہ کی سعادت ۲۰۰۷ء میں حاصل کی۔

ایک مرتبہ دوران درس فرمایا کہ جس سال ہم حج گئے اسی سال شیخ الحدیث حضرت زکریا رحمہ اللہ بھی تشریف لائے تھے اور ان کے ساتھ ملاقات ہوئی۔

ایک خواب اور اسکی تعبیر

زیر نظر بیانات کو ترتیب دینے کے بعد جب یہ مسودہ راقم اپنے مربی و مرشد کی خدمت میں پیش کرنے کی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو استاذ جی نے ایک الہامی خواب سنایا،

فرمایا کہ میں طلباء کو درس دے رہا تھا درمیان درس مجھے معلوم ہوا کہ ان طلباء میں تو حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما ہیں ''لیکن چونکہ میری طبیعت ہی ایسی ہے کہ جب میں نے مطالعہ کیا ہوتو جو شخص بھی درس میں بیٹھا ہو اس کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ)

تعبیر

اور اس کی تعبیر استاذ محترم نے یہ نکالی کہ اللہ جل جلالہ میرے تلامذہ ایسے علماء پیدا فرمائے گے جو میری افادات کو تصنیفی شکل دیں گے اور

''تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں — می دہد یزداں مراد متقین''

کا مصداق بن کر اللہ جل جلالہ نے اس خواب کو اسی تعبیر پر منطبق کر دیا اور مرشدی وسیدی ومحبوبی کی افادات کا پہلا مجموعہ استاذ محترم حضرت مولانا محمد اشرف شہیدی دامت برکاتہم العالیۃ نے ''مطلع البدرین'' کے نام سے تحریر کیا جس کا دوسرا ایڈیشن گلدستہ بخاری کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے۔

اور الحمدللہ بندہ ناچیز پر اللہ جل جلالہ کا بہت ہی احسان ہے کہ حضرت والا دامت برکاتہم کی افادات کو کتابی شکل میں منظر عام پر لانے کی خدمت مجھ سیاہ کار سے لی ہے۔

(ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ)

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ

وَاجْعَلْهُ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَمُعَلِّمِيَّ وَجَمِيْعِ اَقَارِبِيْ

مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ (اٰمِيْن يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ)

میرے مرشد

ع

علم کا ایک بحر ہے وہ عمل میں ذیشان ہے
قاسمِ علم نبوت، کامل الایمان ہے

ب

بندگی کا ایک نمونہ ،مرکز عرفان بھی
محدث علم حدیث مفسر قرآن ہے

د

دل پسند و ارجمند حلقۂ علم حدیث
عام ہرسو ہرجگہ ان ہی کا پیغام ہے

ا

اہل حق کا راہنماء ہے مرشد دین متین
دین کے ہر امر پر وہ ہر وقت قربان ہے

ل

لعل وگوہر بیش قیمت ان کا ہر ایک قول ہے
موتیوں کا ہار سمجھو ان کا ہر بیان ہے

م

مرشد عالی مقام زاہد دنیا بھی ہے
پُرتدبر پُرتفکر ان کا ہر ایک کام ہے

ن

نورحق کا ہے شیدائی عاشق احمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے
نور کی تلاش میں بے تاب ہر ایک آن ہے

ن

نم ہے ان کی آنکھوں میں ہر وقت غمگین ہے
فکرِ امت دل میں ان کے ہر صبح ہر شام ہے

ا

امتنانِ حق ہے ہم پر فضل ہے ان کا بہت
ہے منور ہر وہ مجلس جس میں عالی شان ہے

ن

نرم گوشہ ہر کسی کو پیکرِ عجز و سخا
ان کی سبھی خصلتوں پر ناصرؔ قربان ہے

خاکپائے اکابر: ناصر اقبال

{مقالہ 1}

مراقبہ کی حقیقت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد
فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللّٰھم صل علی سیدنا محمد ﷺ وعلی آل سیدنا محمد ﷺ افضل صلوٰتک بعدد معلوماتک۔

عزیز طلباء کرام اس وقت بہت طلباء کرام مراقبہ میں شرکت کرتے ہیں لیکن ان میں سے بعض طلباء کو مراقبہ کا معنی اور مفہوم معلوم نہیں ہوتا اس سے پہلے بھی چند طلباء کرام نے یہ گزارش کی تھی کہ ہم مراقبہ میں شرکت تو کرتے ہیں لیکن ہم مراقبہ کا معنی اور مفہوم نہیں جانتے۔

قابل قدر طلباء کرام جب تک آپ مراقبہ کا معنی اور مفہوم نہ جانیں مراقبہ کی حقیقت کو جاننا مشکل ہے۔

مراقبہ کا تعارف

قابل قدر طلباء کرام آپ حضرات کو یہ بات معلوم ہے کہ مراقبہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور تراقب کا معنی انتظار ہے، تو مراقبہ کا معنی یہ ہوا کہ مراقبہ کرنے والا شخص مراقبہ میں ہر وقت اللہ جل جلالہ کے فیض کے وُرود کا انتظار کرتا ہے کہ اللہ جل جلالہ ہم پر اپنا فیض نازل فرمائیں، شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کی تعریف میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اے سالک! اپنے دل کو تمام وساوس سے خالی کر اور اپنے رب کریم اللہ جل جلالہ کے فیض کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جا۔ آپ حضرات کی خدمت عالیہ میں اس سے پہلے میں یہ بھی بیان کر چکا ہوں کہ مراقبہ ایک خاص مضمون پر کیا

جاتا ہے جس طرح اللہ جل جلالہ کے اس قول [وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ] میں اللہ جل جلالہ کی توفیق سے آپ حضرات کے سامنے بیان کر چکا ہوں کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ آپ کے ساتھ ہیں آپ جہاں بھی ہونگے اللہ جل جلالہ آپ کے ساتھ ہوں گے بلکہ اللہ جل جلالہ تو کائنات کے ہر ذرہ ذرہ کے ساتھ ہیں "کیف یلیق بشانہ" لیکن اس معیت کے معنی کو آسان فہم بنانے کیلئے ہم باعتبار العلم والقدرۃ کی قید لگاتے ہیں (مطلب یہ کہ) اگر ہم آسمان پر جائیں یا زمین کے نیچے غرض اگر ہم "تحت الثریٰ یا فوق الثریا" بھی چلے جائیں پھر بھی ہمیں ایسی جگہ میسر نہ ہوگی جہاں ہم علمِ الٰہی کے احاطہ سے باہر نکل سکیں اور نہ ہمیں کوئی ٹھکانہ مل سکتا ہے جہاں ہم قدرت الٰہی کی دسترس سے باہر جا سکیں تو یہ "اللہ معنا" "اللہ ہمارے ساتھ ہے" کا عام فہم مطلب ہوا۔

اب وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ کے مضمون پر مراقبہ میں غور وفکر کریں لیکن ایسے رنگ سے اس فکر میں مستغرق ہوجائیں کہ یہ فکر آپ کا حال اور آپ کی کیفیت راسخہ بن جائے۔

حال اور ملکہ میں فرق

حال: حَالَ يَحُوْلُ حَوْلاً، سے ہے اور حول کا معنی پھرنا ہے اور سال کو بھی حول اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ بھی گردش کرتا ہے اور چکر لگاتا ہے ایک حالت پر برقرار نہیں رہتا۔ اور حال بھی وہ کیفیت ہے جسے قرار حاصل نہیں رہتا بلکہ بدلتی رہتی ہے۔

ملکہ: ملکہ اس کیفیت راسخہ کو کہتے ہیں جو بدن میں اس طرح مضبوط ہوجائے کہ اگر آپ اسے زائل بھی کرنا چاہیں تو زائل نہ کر پائیں یہاں تک کہ بعض علماء نے تو لکھا

ہے کہ ملکہ اس صفت کو کہتے ہیں جو آپ کی مالک بن جائے یا آپ اس کے مالک بن جائیں ،مثال کے طور پر نحو کا ایک مسئلہ پیش آئے اور آپ کو نحو میں ملکہ حاصل ہے تو آپ اس مسئلہ کو حل کر سکتے ہیں اس مسئلہ کی معرفت آپ کی کیفیت راسخہ بن گئی ہے تو وہ آپ سے زائل نہیں ہوسکتی کیونکہ آپ اس کے مالک بن گئے ہیں اور جب آپ مالک ہیں تو یہ کیفیت مملوک ہے اور مملوک مالک کی مخالفت نہیں کرتا۔

اور اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ آپ کے بدن میں اس کیفیت کو اتنی مضبوطی حاصل ہو جائے کہ یہ آپ کی مالک بن جائے کہ اگر آپ اسے زائل کرنا بھی چاہیں تو زائل نہ کر سکیں پس جب ایک کیفیت بدن میں اس حد تک پہنچ جاتی ہے تو اسے ملکہ کہتے ہیں۔

بطور مثال آپ کے سامنے کسی نے ''ضرب زید عمرواً'' کہا اب اگر آپ ہزار مرتبہ بھی یہ کہیں کہ میں اس ترکیب کو نہیں جانتا کہ زید فاعل ہے اور عمرو مفعول ہے، بلکہ بے اختیار آپ کو یہ بات معلوم ہوگی کہ یہ آپ کے بس کی بات نہیں۔آپ سوچیں یا نہ سوچیں آپ کو دیکھتے ہیں معلوم ہو جائے گا کہ زید فاعل ہے اور عمرو مفعول ہے اور یہ اس لئے کہ اس کیفیت کو آپ پر ملک ثابت ہو چکا ہے اور آپ اس کو زائل نہیں کر سکتے اور یہ کیفیت کہتی ہے کہ اب میں آپ میں اتنی مضبوط ہو چکی ہوں کہ آپ میرے ہیں اور میں آپ کی ملکہ ہوں۔

عزیز طلباء کرام!اب ذرا توجہ فرمائیں،شعر

در بہاراں کئے شود سر سبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

ترجمہ:۔موسم بہار میں پتھر کیونکر سرسبز ہو جائیں (کیونکہ پتھر تو سخت ہوتا ہے اسی

وجہ سے اس میں اُگانے کی صلاحیت ہی نہیں لہذا آپ پتھر نہ بنیں) بلکہ مٹی بن جائیں تاکہ رنگارنگ پھول نکل آئیں۔

آپ دیکھتے ہیں کہ موسم بہار میں پتھروں میں پھول نہیں اُگتے بلکہ مٹی میں اُگتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مٹی میں عاجزی، تواضع اور انکساری ہے جو کہ ایک عظیم صفت ہے اور ہمیں چاہیے کہ اس عظیم جوہر کو اپنے آپ میں پیدا کریں، اور یہ تواضع ہم میں تب پیدا ہوگی جب اللہ جل جلالہ کی عظمت اور کبریاء ہماری کیفیت راسخہ بن جائے از اللہ جل جلالہ کی بڑائی اور کبریائی کا معنی یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کو کوئی بھی عاجز نہیں کرسکتا۔ اور اللہ جل جلالہ کی معیت کہ اللہ جل جلالہ ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے یہ ہمارے دل میں آجائے اور ہم اپنے آپ کو مٹی سمجھ لیں اسلئے انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ جلُ جلالہ عظمت اور کبریاء کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھے تاکہ اس میں تواضع پیدا ہوجائے۔

اکابر کی تواضع

عزیز طلباء کرام یہ بلند مرتبہ اولیاء اللہ جو گزرے ہیں اور خصوصاً ہمارے اکابر یہ بہت ہی عظیم الشان لوگ تھے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ جب ان کے جلسہ دستارِ فضیلت کا انتظام ہوگیا، تو حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ تھے) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت ہم نے سُنا ہے کہ آپ حضرات نے ہماری دستار بندی کا فیصلہ کیا ہے، میں ایک گزارش پیش کرتا ہوں کہ ہم جیسے نالائقوں کی دستار بندی نہ کریں کیونکہ جب لوگ دیکھیں گے کہ ان نالائق طلباء کی دستار بندی ہے تو اس سے مدرسہ کی بدنامی ہوگی۔

عزیز طلباء اب آپ خود اندازہ لگائیں حکیم الامت اشرف علی تھانوی کی نام نامی کو دیکھیں اور اس تواضع اور عاجزی کو دیکھیں جو انہوں نے اختیار کی۔ ایک مرتبہ مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتھم کو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پیش کی گئی کہ اس پر تقریظ لکھ دیں یہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب ہے (یہ کافی عرصہ کی بات اور دوسری بات یہ ہے کہ اس سے مراد وہ کتاب ہے جو بعد کے علماء نے حضرت تھانوی کی مختلف کتابوں سے اخذ کر کے ترتیب دی تھی) [یعنی جوہرات حکیم الامت] تو مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتھم نے فرمایا کہ اس کتاب کو تقریظ کی کوئی ضرورت نہیں صرف حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہی کافی ہے۔) الغرض ''حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کا جواب شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے یوں دیا'' کہ آج آپ کو اپنے اساتذہ کے سامنے اپنا آپ کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن جب تم مدرسہ کی چاردیواری سے باہر نکلو گے تو تم ہی تم ہو گے اور بعض اساتذہ نے دستار بندی کے وقت یہ شعر کہا

ہمارے مدرسے کی یہ بڑی نشانی ہے
ہیں شیخ زمان مگر ابھی جوانی ہے

عزیز طلباء کرام اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ ان حضرات کی عاجزی بھی کمال کی عاجزی تھی کہ کہیں ہم مدرسے کی بدنامی کا سبب نہ بن جائیں اور آج ہم میں سے ہر ایک کو اپنا آپ علامہ نظر آتا ہے کہ مجھ جیسا فہم وفراست والا اور کوئی نہیں ،عزیز طلباء کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ کسی شخص نے تواضع نہیں کی مگر اللہ پاک نے اس کی عزت بڑھا دیتے ہیں۔

''ما تواضع للّٰہ احد الا رفعہ اللّٰہ۔ رواہ مسلم''

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بہت عظیم انسان تھے کتابوں

میں ایک قصہ مذکور ہے کہ بھاولپور میں ایک نواب نے مدرسہ بنانے کا ارادہ کیا پھر طلباء سے کہنے لگا کہ مدرسہ تو میں نے بنالوں گا لیکن اس کی آبادی کا انتظام کس طرح ہوگا تو طلباء نے جواب دیا کہ آپ مدرسہ بنادیں ہم اس کے لئے ایک ایسا جوہر دیں گے کہ آپ کا مدرسہ کامیاب ہوجائے گا جب مدرسہ تیار ہوا تو وہ نواب آیا اور کہا کہ وہ ہیرا کون ہے جس کے متعلق آپ نے مجھے بتایا تھا، طلباء نے جواب دیا کہ وہ ہیرا اور موتی ''حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحب'' ہیں، نواب نے پوچھا کہ وہ کتنی تنخواہ لیں گے انہوں نے جواب دیا کہ اُن کی تنخواہ پانچ روپے ہوگی، نواب نے کہا کہ میں اسے سو ۱۰۰ روپے تنخواہ دوں گا لیکن اسے ضرور لائیں، جب طلباء حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت نے ان کی خوب تکریم کی اور آنے کا غرض پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ایک بہت خوبصورت مدرسہ تعمیر ہوا ہے، اور اس میں آپ کو سو ۱۰۰ روپے تنخواہ ملے گی آپ ہمارے ساتھ ضرور جائیں تو مولانا صاحب نے فرمایا کہ میری تنخواہ ۵ روپے ہے اس میں سے ڈھائی روپے میرے گھر کا خرچہ ہے اور ڈھائی روپے میں طلباء پر خرچ کرتا ہوں اگر میری تنخواہ سو روپے ہو تو پھر تو میرے پاس ۹۵ روپے باقی رہ جائیں گے اور میں اس کو صدقہ کرنے کے لئے سارا دن مستحقین کے پیچھے لگا رہوں گا پھر طلباء کو پڑھانے کا وقت کہاں ملے گا،

عزیز طلباء کرام آپ اندازہ لگائیں اُن حضرات نے اپنے آپ کو اس چیز میں بالکل فنا کیا تھا اور وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ میں تو بہت اعلیٰ مقام والا ہوں میرے لئے اتنی تنخواہ مقرر کروگے اس لئے تو اللہ جل جلالہ نے ان حضرات کو اتنے بلند مقامات دیئے تھے۔

شاہ رفیع الدین صاحب اور طالب علم

شاہ رفیع الدین صاحب کے پاس ایک طالب علم آئے اور کہا کہ یہ آپ کے مدرسے

کی ترکاری ہے اس ترکاری کے ساتھ تو وضو بھی جائز (مطلب یہ ہے کہ یہ تو خالص پانی ہے اس میں تو ترکاری کا نام ونشان بھی نہیں) غرض بہت سخت الفاظ استعمال کئے اس کے جواب میں شاہ رفیع الدین صاحب نے اسے کچھ بھی نہیں کہا بس صرف سر سے لے کر پاؤں تک مکمل دیکھ لیا اور فرمایا کہ یہ ہمارے مدرسے کا طالب علم نہیں ہے تو منتظمین نے کہا کہ حضرت رجسٹر دیکھ لیں گے جب رجسٹر دیکھا تو نام موجود تھا لیکن نانبائی کی اطلاع دینے سے معلوم ہوا کہ یہ طالب علم نہیں، باہر سے صرف روٹی کھانے کیلئے آتا تھا باقی بازار میں کاروبار کرتا تھا اور مدرسے میں نام لکھوایا تھا کہ میں طالب علم ہوں۔

ان حضرات کی فراست کو دیکھ کر آدمی حیران رہ جاتا ہے، پھر مدرس اور ناظم نے عرض کیا کہ حضرت ہم طلباء کو سبق بھی پڑھاتے ہیں اس کے باوجود بھی ہم نے نہیں پہچانا اور آپ مہتمم ہیں آپ کو تو طلباء سے کوئی واسطہ بھی نہیں آپ نے کس طرح پہچان لیا، تو حضرت نے فرمایا کہ جب مجھے دارالعلوم دیوبند کی اہتمام کی ذمہ داری ملی تو میں نے خواب دیکھا کہ دارالعلوم میں ایک کنواں ہے جس سے لوگ دودھ نکال کر لے جارہے (اور دودھ کی تعبیر علم ہے) کچھ لوگ زیادہ اور کچھ کم دو ھ لے جارہے ہیں تو جتنے لوگ بھی دودھ لینے آئے تھے میں نے انہیں دیکھا تھا ان میں یہ لڑکا نہیں تھا ۔آپ ان حضرات کی ذہانت کا اندازہ لگائیں کہ جتنے لوگ خواب میں دیکھے تھے ان کو جاگتے میں پہچانتے تھے، ان حضرات کو یہ مقام کیونکر حاصل ہوا؟ اسلئے کہ ان حضرات کے دل میں اللہ جل جلالہ کی کبریاء اور بڑائی گھر کر گئی تھی اور اپنا عاجز پن انہوں نے تسلیم کرلیا تھا اور بعض کتابوں میں لکھتے ہیں کہ تصوف کا خلاصہ اپنی ''میں'' کو ختم کرنا ہے اس لئے تو فرمایا کہ ''من قال انا وقع فی العناء'' ترجمہ: جس شخص نے ''میں'' کہا وہ مشقت میں پڑ گیا۔

لطیفہ

یہ ایک لطیفہ ہے کہ یہ بھیڑ اور بکریاں ہر وقت میں، میں، میں کرتی ہیں لیکن جب آپ صبح بازار جاتے ہیں تو ان کے پاؤں اوپر اور سر نیچے ہوتا ہے دیکھیں جتنے معاملات دنیویہ اور دینیہ ہیں ان سب میں کمال کا دارومدار کمالِ عاجزی پر ہے، اور جو شخص تواضع کرتا ہے وہ اللہ جل جلالہ کو بھی محبوب ہوتا اور خلق خدا بھی اس سے محبت کرتی۔

الحاصل اللہ جل جلالہ کو تواضع بہت زیادہ پسند ہے اس کی وجہ یہ کہ جو چیز جہاں نایاب ہوتی ہے وہاں اس کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے اور اللہ جل جلالہ کے ہاں تواضع نہیں ہے اس لئے تواضع اللہ پاک کو بہت زیادہ محبوب ہے۔

بہرحال اس نفسانیت کو مٹانا چاہیے اور پھر یہ حال کہ

دوقدم راہ است ازیں بیش نیست
یک قدم بر نفس بنہ ودیگرے برکوئے دوست

خودی اور کبر کا ازالہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب میں اللہ جل جلالہ کا دیدار کیا اور یہ ایک اچھا موقع تھا انہوں اس موقع پر یہ سوال عرض کیا "یَا رَبِّ دُلَّنِیْ عَلٰی اَقْرَبِ الطَّرِیْقِ اِلَیْكَ" یعنی مجھ کو ایسا راستہ بتلادیجئے جو آپ تک پہنچنے کے لئے سب سے زیادہ قریب تر ہو، وہاں سے ارشاد ہوا کہ "یَا بَایَزِیْدُ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالْ" اے بایزید بسطامی! اپنے نفس کو چھوڑ دو اور چلے آؤ ، مطلب وہی ہے کہ خودی اور کبر کو زائل کردو، پھر کوئی حجاب نہیں اور یہ واقعی بہت ہی مختصر اور قریب راستہ بیان فرمایا۔ اور حق تعالیٰ جل شانہ سے زیادہ صحیح یہ بات کون بتا سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ کبر وہ مصیبت ہے جس کی وجہ سے سارا ذکر اور شغل بے کار

ہو جاتا ہے۔

تصوف سے مقصود اپنی اصلاح ہے

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ کے مرید کو ذکر اور شغل سے کوئی نفع نہیں ہو رہا تھا شیخ نے بہت تدابیر اختیار کیں مگر سب بے کار ثابت ہوئیں آخر ایک دن پوچھا کہ بھائی جو ذکر اور شغل کرتے ہو اس میں تمہاری کیا نیت ہے کہنے لگا میری نیت یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ میری اصلاح فرمائیں اور میں دوسرے لوگوں کی اصلاح کروں اور ان کو نفع پہنچاؤں شیخ نے فرمایا کہ محض رضائے الٰہی کی نیت کرو، وہ مرید بھی طالب صادق تھا شیخ کی بات مان لی اور اپنی نیت درست کر لی اگلے ہی دن سے نفع شروع ہو گیا۔ خوب سمجھ لو، اور یہ حب ریاست بھی بہت بڑی رکاوٹ ہے لوگ ذکر شروع کرتے ہیں اور اگلے ہی دن سے پیر بننے کے خواب دیکھنے لگتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لڑکا بلوغ سے پہلے باپ بننے کی تمنا کرے تو بجز اپنی صحت کے نقصان کے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ (ملخص از جواہرات حکیم الامت ص ۱۴۵)

اللہ جل شانہ ہم سب کو اپنی معرفت اور اپنا وصال نصیب فرمائے آمین ثم

{مقالہ 2}

دنیا کی زندگی کی حقیقت

صدائے وطن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ٥

اللّٰھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمدوبارك وسلم

گرچہ ایزد دہد ہدایت دین
بندہ را اجتہاد باید کرد
نامہ کاں بمحشر خواہی خواند
ہم ازیں جا سواد باید کرد

عزیز طلباء کرام جو آیت مبارکہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی اس کے سنتے ہی آپ کے سامنے دنیا کی زندگی کا نقشہ آ گیا ہوگا کیونکہ قرآن مجید میں واضح طور پر اللہ جل جلالہ نے یہ اعلان کر دیا ہے کے اے آدم کی اولاد! اس جہاں میں میرا بندہ بن کر زندگی گزارو کیونکہ ''الالیعبدون'' کا معنی ہی یہی ہے کہ بنی نوع انسان کی تخلیق کا مقصد ہی عبادت ہے۔مثال کے طور پر آپ اپنی خدمت کے لئے کسی شخص کو مقرر کرتے ہیں اب اگر وہ آپ کی خدمت میں کوتاہی کرتا ہے تو آپ اسے ضرور کہیں گے کہ آپ کو میں نے کس لئے مقرر کیا ہے آپ تو میرے خادم ہیں اور خادم کا معنی یہ ہے کہ آقا اسے جو بھی حکم دے گا وہ اس کے ہر حکم کو پورا کرے گا اسی طرح ہم بھی اللہ جل جلالہ کے بندے ہیں اور اللہ جل جلالہ ہمارے آقا ہیں اللہ جل جلالہ ہمیں جو بھی اوامر اور نواہی کی ہیں اگر ہم ان کی صحیح صحیح اطاعت کریں تو ہمارا اشمار اس کے فرمان بردار بندوں میں ہوگا اور اگر ہم اس میں ذرہ برابر بھی کوتاہی کرتے

ہیں تو ہم اس رب کریم جل جلالہ کی بندگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔

دنیا کی زندگی

عزیز طلباء کرام ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دنیا کی زندگی تین دنوں کو تقسیم ہے۔ایک وہ دن ہے جو گزر گیا جس کو ماضی سے تعبیر کر سکتے ہیں اور دوسرا وہ دن ہے جو موجود ہے اور اس کو حال کہتے ہیں اور تیسرا وہ دن ہے جو آنے والا ہے یعنی کل آئندہ جس کو مستقبل سے پہچانا جاتا ہے ان تین دنوں میں آپ کے کام اور جدوجہد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے صرف وہ دن کارگر ہے جو موجود اور حاضر ہے اس لئے کہ یوم گزشتہ ایک خواب ہے اور یوم آئندہ ایک خیال سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

؎ گزشتہ خواب آئندہ خیال است
ہماندم را غنیمت دان کہ حال است

پس جو دن گزر گیا وہ دوبارہ آپ کے کام نہیں آسکتا خواہ آپ اس کے حصول کے لئے ہزار کوششیں کر لیں لیکن یہ پھر کبھی بھی لوٹ کر نہیں آئے گا (علماء نے لکھا ہے کہ یوم گزشتہ پیچھے سے گنجا ہے یعنی اس کے سر کے پچھلے حصہ پر بال نہیں جن سے پکڑ کر اسے واپس کیا جائے۔اور یوم آئندہ کی حیثیت ایک خیال اور امید سے زیادہ نہیں ہے کیا معلوم آپ کل تک زندہ رہیں گے یا نہیں؟ کیونکہ یہ تو آپ کا مشاہدہ ہے کہ بسا اوقات کچھ لوگ کل کے لئے کچھ منصوبے تیار کرتے ہیں لیکن کل ان کا جنازہ تیار ہو جاتا ہے اور وہ قبر کی آغوش میں جا کر ابدی نیند سو جاتے ہیں۔اور یہ بھی آپ کے سامنے روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے کہ جو آدمی ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ میں یہ کروں گا یہ کروں گا لیکن عملی اقدام نہیں کرتا وہ ساری زندگی میں کچھ بھی نہیں کر پاتا اور اس کا انجام حسرت اور افسوس کی حالت میں ہوتا ہے اور مکھی کی طرح ہمیشہ

اپنے ہاتھ ملتا ہے شاعر نے کیا خوب کہا ہے

ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم
باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم

لیکن آج تک وہ کل نہیں آیا جس سے ہماری زندگی میں ایک انقلاب آجائے،

قابل صد احترام طلباء ہماری زندگی کا ہر ایک دن ایک صفحہ کی مانند ہے اس لئے کہ جو ملائکہ "کراماً کاتبین" صبح سے آتے ہیں وہ عصر تک تمام دن کے اعمال لکھ لیتے ہیں اور پھر عصر کے وقت ملائکہ کی ایک دوسری جماعت آتی ہے جو عصر سے لے کر صبح تک کے تمام اعمال ایک کتاب میں محفوظ کر لیتی ہیں تو گویا پورے ایک دن کے اعمال ایک ورق کی صورت میں محفوظ ہو گئے یوں جوں جوں دن بدلے گا اعمال کا دفتر بھرے گا اور کل قیامت کے دن اعمال کی یہ فائل "یعنی اعمال نامہ" کی شکل میں ہر کسی کے ہاتھ میں ہوگا اور خدانخواستہ اگر ہمارا یہ "اعمال نامہ" گناہ سے بھرا ہوا ہو تو ہم اللہ جل جلالہ اور پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کس چہرے سے حاضر ہوں گے یہ تو نہایت شرم وحیا کا مقام ہوگا "اعاذنا الله عزوجل منه"۔

اس لئے تو فرمایا کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ کل قیامت کہ دن اپنا اعمال نامہ بھرا ہوا پائیں تو یہاں سے اس کو تیار کیا جاتا ہے کیوں کہ وہ ملائکہ جو کراماً کاتبین ہیں ہر روز اچھے اور برے اعمال کو اعمال نامہ میں لکھ دیتے ہیں جو قیامت کے دن ہر شخص کو ہاتھ میں دیا جائے گا۔

عزیز طلباء آج کا دن بھی گزر گیا لیکن ایسے طلباء بہت کم ہوں گے جو آج رات کو پورے دن کے اعمال پر مراقبہ کریں کہ ہم نے سارے دن میں نیک اور بد اعمال کتنے کئے۔ کہیں ہمارے اعمال نامہ میں برائیاں نیکیوں پر زیادہ تو نہیں ہو گئیں

اللہ جل جلالہ ہم اور آپ سب کو درد دل عطاء کر دے۔

عزیز طلباء کرام اہل اللہ حضرات کا یہ معمول ہے کہ وہ ہر دن کے اعمال پر مراقبہ کرتے ہیں اور اپنے احوال پر نظر رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آج کے دن میرے نیک اعمال زیادہ ہیں یا بُرے اعمال، اور بعض اولیاء اللہ کا تو یہ معمول تھا کہ وہ اپنے ساتھ سفید اور کالی کنکریاں جمع کر کے رکھ لیتے اور جب کوئی نیک عمل کرتے تو سفید کنکری ایک جانب رکھ لیتے تھے اور جب کوئی بُرا عمل سرزد ہوتا تو کالی کنکری دوسری جانب رکھ لیتے اور پھر رات کو جب مراقبہ کرتے تو اس کو دیکھتے اور اپنے گناہوں پر بارگاہ الٰہی میں ندامت کر کے توبہ تائب ہوتے۔

پیارے طلباء ان اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مراتب یونہی مفت میں نہیں ملے بلکہ اس کے پیچھے ان حضرات کے بہت مجاہدے پڑے ہیں۔

حضرت اقدس صاحب الکشف والکرامات احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت

حضرت احمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ رزق حلال کا اتنا اہتمام کرتے کہ بعض اوقات وہ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے لیکن حرام لقمہ اپنے منہ میں نہ ڈالتے بعض اوقات جب کسی دعوت میں حاضر ہوتے اور حضرت کو کشف سے معلوم ہو جاتا کہ یہ حرام کا کھانا ہے تو خود اس کے کھانے سے اجتناب کرتے اور فرماتے کہ اگر اسے دیگر علماء کھائیں تو یہ معذور ہیں کیوں کہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام اور مجھے جب معلوم ہو گیا ہے تو میں کیوں اسے کھاؤں سُبْحَانَ اللہ۔

اور مزید برآں یہ کہ ان مقامات کے حصول کے لئے یہ حضرات

پہاڑوں میں جا کر ریاضات اور عبادت میں مشغول ہوتے ، آج تو ہم صرف صورۃً انسان ہیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے بازار میں ایک ولی اللہ ملے جو مجذوب تھے انہوں مجھ سے سوال کیا کہ احمد علی !انسان کہاں رہتے ہیں تو میں نے جواب دیا کہ یہ لوگ جو آپ کو نظر آرہے ہیں یہ سب انسان ہی تو ہیں تو انہوں نے ان لوگوں کی طرف ایک نظر اٹھائی ان کی نظر کا مجھ پر بھی اثر ہوا اور اس کے وجہ سے مجھے یہ کشف ہوا کہ وہاں بازار کے سارے لوگ مجھے مختلف جانوروں کتا، خنزیر ،اور بندر کے شکل میں نظر آئے لیکن آج ہمارے ساتھ وہ آنکھیں نہیں ہے جو انسان اور غیر انسان میں فرق کرا سکے شاعر کہتا ہے،

این که می بینی خلاف آدم اند
نیست آدم درغلاف آدم اند

تو جس طرح لکڑی تلوار کے غلاف میں رکھنے سے تلوار نہیں بنتی اور نہ ہی وہ تلوار کی طرح کام کر سکتی اسی طرح صرف شکل انسانی بھی کسی کام کی نہیں جب تک روح انسانی موجود نہ ہو کیوں کہ انسانیت کا تعلق روح انسانی سے ہے، کہ انسان کی روح ''روح انسانی'' بن جائے شاعر نے کیا خوب کہا ہے،

اذان بلال ؓ رہ گئی روح بلالی نہ رہی

محترم حاضرین انسان نیک اعمال اور اللہ جل جلالہ کی بندگی سے انسان بنتا ہے۔آپ خود ذرا غور فکر کریں کہ ہم اور آپ سب اس جہاں میں اپنے اختیار سے نہیں آئے اور نہ ہی ہم اس جہاں سے اپنے اختیار سے جائیں گے، اللہ جل جلالہ نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جب اس کا امر ہوگا یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اور اس موت وحیات کی قید میں جو زندگی ہمیں ملی ہے وہ بھی اللہ جل جلالہ کی مستعار دی ہوئی ہے

کیوں کہ اس زندگی کے دونوں طرف عدم کا احاطہ ہے ہم اور آپ پیدائش سے پہلے بھی عدم کے احاطہ میں تھے اور موت کے ساتھ پھر بھی معدوم ہو جائیں گے اور یہ درمیان کا زمانہ ایک متاع مستعار ہے جو چند دن کے لئے ہمارے ہاں امانت ہے اور یہ ہمیں صرف ایک ہی کام کے لئے ملا ہے اور وہ کام اللہ جل جلالہ کی عبادت کرنا ہے تا کہ اللہ جل جلالہ کی عبادت کا اس جہاں میں مظاہرہ ہو جائے ہمیں اس ''حیات مستعار'' کو اپنی من چاہی ترتیب سے نہیں گزارنا بلکہ اللہ جل جلالہ کی فرستادہ قانون اور منشورِ حیات جو کہ حیاتِ ابدی کے لئے آبِ حیات کا کام دیتی ہے وہ قرآن عظیم الشان ہے اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونا چاہئے اور اپنی ساری زندگی کو اس قانون کے مطابق گزارنا چاہئے۔ اور قرآن مجید کو آبِ حیات اس لئے کہا کہ قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان کو حیات دائمی نصیب ہوتی ہے۔

ایک مختصر بات

عزیز طلباء کرام! رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ جل جلالہ نے ایک منفرد شان سے نوازا تھا شاعر نے کیا خوب کہا ہے،

نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

مطلب یہ ہے کہ ہر عورت کو حقیر نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے کیوں کہ بعض عورتیں اہل اللہ ہوتیں ہیں۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے دریا پر مصلّٰی بچھایا ہے اور نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہ وہاں آئی اور ہوا میں مصلّٰی بچھادیا اور نوافل پڑھنے لگی جب یہ حالت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لی تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ مجھے تنبیہ

دے رہی ہیں تو جلدی سے اپنا مصلّٰی اٹھایا اور باہر آئے تو رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنا مصلّٰی اُٹھا کر باہر آئی اور باہر آ کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوئیں اور فرمایا کہ ''

گر بر ہوا می پری مگسے باشی''

یعنی اگر آپ ہوا میں پرواز کریں تو یہ کوئی کمال نہیں کیوں کہ ہوا میں تو مکھی بھی اُڑتی ہے۔

''وگر برآب میروی خسے باشی ''

اور اگر پانی پر چلو گے تو یہ بھی کوئی کمال نہیں کیوں کہ خس وخاشاک بھی پانی کے اوپر بہتی ہے۔

''دل بدست آور گر کسے باشی ''

اپنے دل کو صحیح کرو اور اللہ جل جلالہ کے ساتھ بندگی کے تعلق کو صحیح کرو جس طرح سے اللہ جل جلالہ بندگی چاہتے ہیں اس کے خلاف تصور بھی نہ لائیں اور یہی وجہ ہے کہ بعض اہل اللہ فرمایا کرتے ہیں کہ اگر میرے دل میں ایک ساعت کے لئے بھی اللہ جل جلالہ کے غیر کا تصور آ جائے تو میں اپنے آپ کو مشرک تصور کروں گا۔ یہ حالات تو ان اولیاء اللہ کے ہیں جو اخص الخواص ہیں مگر شکوہ اس بات کا ہے کہ ہم طاعات ضروریہ میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں اللہ جل جلالہ اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو حسن توفیق سے نوازیں آمین

طاعت وتوفیقِ طاعت ہم ز تو
ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو

اہل اللہ کے واقعات بیان کرنے کا مقصد

عزیز طلباء کرام اہل اللہ کے یہ واقعات صرف بطور قصہ نہیں بیان کئے جاتے بلکہ اصل مقصود ان کے بیان کرنے کا یہ ہوتا ہے کہ ان پر عمل کیا جاوے اور اپنی زندگی کو ان حضرات کے نقش وقدم پر لایا جائے ۔اور حقیقت تو یہ کہ ان حضرات کے یہ واقعات اس قابل ہیں کہ یہ آبِ زر سے لکھے جائیں۔ بہر حال اللہ جل شانہ ہم اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور میں اکثر یہ دعا مانگتا ہوں کہ یا اللہ جل جلالہ ہمیں دردِ دل نصیب کردے کہ ان حضرات کے یہ واقعات ہمارے دل پر اثر کریں اور ہمارے دل میں انقلاب آجائے۔

{مقالہ 3}

تعلق مع اللہ اصل ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

زندگی نتواں گفت حیاتے کہ مراست
زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد

معزز حاضرین! آپ کو اللہ جل جلالہ نے بہت اعزاز اور اکرام سے نوازا ہے اور درحقیقت یہ بہت ہی اعزاز اور تکریم کا مقام ہے کیوں کہ جس مقصد کے لئے اللہ جل جلالہ نے انسان کو پیدا فرمایا ہے وہ اللہ جل جلالہ کی بندگی اور عبادت ہے اور یہ نعمت عظمٰی اللہ جل جلالہ نے آپ کو عطاء فرمائی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ جل جلالہ نے ہمیں اپنے محبوب اور مقدس مقامات میں زندگی گزارنے کی بہت عظیم الشان سعادت نصیب فرمائی ہے اور یہ ایک یقینی بات ہے کہ یہ ایسی نعمت ہے جس کا مقابلہ کوئی اور نعمت نہیں کرسکتی۔

نعم الٰہیہ دو قسم پر ہیں

ایک تو دنیاوی نعمتیں ہیں جو ہم سب جانتے ہیں یعنی کھانا، پینا الغرض تمام بدن کے نظم ونسق کے اسباب "آیت: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ الآیۃ" اور یہ تمام نعمتیں تو خادمانہ رنگ میں ہیں اصل نعمت تو ایمانی اور روحانی نعمت ہے اور یہ نعمت انبیاء علیہم السلام کو اللہ جل جلالہ نے کامل اور اکمل طور پر عطاء فرمائی ہے اور اس کے بعد اولیاء اللہ کو یہ نعمت ملی ہے۔ اولیاء اللہ اس دنیا کی زندگی بھی خوب مزے سے زندگی بسر کرتے ہیں اور انہیں دنیا کی تمام نعمتوں کا بہت زیادہ مزہ حاصل ہوتا ہے وہ ماوشما کو کہاں معلوم ہے کیوں کہ ان حضرات کو کھانے،

پینے اور گفتگو میں ایک عجیب مزہ حاصل ہوتا ہے اور عبادت میں بھی ان حضرات کو کیا خوب لذت ملتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کو معرفت الٰہی حاصل ہے اور اللہ جل شانہ کو اپنا محبوب حقیقی سمجھا ہے اور حال یہ ہے کہ محبوب کے ہاتھ سے جو بھی ملے وہ بہت اچھا لگتا ہے۔

ہمارے مرشد حضرت مولانا عبد السلام پیر سباق رحمہ اللہ تعالی کے حالات

''بندہ ایک مرتبہ اپنے مرشد حضرت مولانا عبد السلام پیر سباق رحمہ اللہ تعالی کی خدمت میں حاضر تھا انہوں نے ایک عجیب بات بیان فرمائی، حضرت نے فرمایا کہ ''ضرب الحبیب زبیب'' یعنی دوست کی مار کشمش کی طرح میٹھی ہوتی ہے ، ایسی بات سن کر اکثر توجہ مجازی عشق کی طرف چلی جاتی ہے لیکن یہاں حبیب سے اللہ جل جلالہ مراد ہیں جو کہ محبوب حقیقی ہیں اور ہمارے مرشد حضرت مولانا عبد السلام پیر سباق رحمۃ اللہ علیہ میں تقریباً ۳۵، ۳۶ اَمراض موجود تھے اس کے باوجود وہ خود فرماتے کہ میں بہت زیادہ بیمار ہوں لیکن بہت زیادہ خوش ہوں کیوں یہ بیماریاں بھی محبوب ''اللہ جل جلالہ کی طرف سے ہیں۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

ان حضرات کو اللہ جل جلالہ کی عطاء کردہ ہر چیز میں لذت ملتی تھی ان کا کھانا بہت معمولی ہوتا تھا لیکن وہ اسے نہایت مزے سے کھاتے اور پھر اپنے رب جل جلالہ کا شکر بھی اداء فرماتے کیوں کہ انہیں اس بات کا یقین تھا کہ یہ خوراک ہمیں اپنے محبوب کی طرف سے ملا ہے۔

عزیز طلباء کرام میں نے پہلے بھی عرض کر دیا تھا کہ

زندگی نتواں گفت حیاتے کہ مراست
زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد

حاصل یہ کہ جس حیات میں وصال خداوند کریم نہ ہو اس حیات کو حیات ہی نہیں کہنا چاہئے کیوں کہ زندہ تو وہ ہے جس کو اپنے محبوب سے وصال اور تعلق نصیب ہو اصل زندگی تو وہ ہے جو اولیاء اللہ کو ملی ہے اور ان حضرات کی موت کے بعد زندگی میں بھی ایک گونہ قوت موجود ہے۔

سلطان الاولیاء اور اس کے مرید کی حالت

سلطان الاولیاء ایک ولی اللہ کا لقب ہے جب وہ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے جب وہ جنازہ گاہ کی طرف لائے جا رہے تھے تو راستے میں ان کے ایک مرید پر حالات اور کیفیات طاری ہوئیں اور ان کے منہ پر بے اختیار یہ اشعار آئے،

سروے سیمینا بصحراء میروی
سخت بے مہرے کہ بے مامیروی
اے تماشا گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا میروی

ترجمہ: اے سرو جیسا قد رکھنے والے ہمیں چھوڑ جانا یہ تو سخت بے وفائی ہے، یہ سارا عالم تو تیرے چہرے کے تماشہ میں اور آپ کس چیز کے تماشہ کے لئے جا رہے ہیں،

ان اشعار کے بعد اس ولی اللہ کو اللہ جل جلالہ نے موت کے بعد ایک ایسی قوت عطاء فرمائی جس کے بدولت انہوں اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکال دیا یہ ایک نادر بات ہے لیکن یہ بات واضح رہے کہ جس طرح اولیاء کی کرامات حالت حیات میں

برحق ہیں اسی طرح وفات کے بعد بھی اولیاء کی کرامات حق ہیں،اس کے بعد اس مرید کولوگوں نے خاموش کردیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ولی اللہ اپنے کفن سے نکل کر باہر نہ آجائیں جس سے لوگوں پر بہت ہیبت طاری ہوجائیگی۔

شیخ سید احمد کبیر کی روضہ مبارکہ پر حاضری

عزیز طلباء کرام اسی نوع کا ایک اور واقعہ بھی ہے جو اس واقعہ کی نظیر اور مثال ہے اور وہ شیخ سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے"یہ دونوں واقعات حضرت علامہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تصانیف میں ذکر کی ہیں اور خود حضرت علامہ اشرف علی تھانوی انتہائی محقق عالم تھے جب انہوں ان واقعات کو اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے تو یہ ان پر اعتماد کرنے کے لئے کافی ہیں" شیخ احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر حاضری دینے آئے اور روضہ پر یوں سلام پیش کیا"السلام علیکم یا جدی" اور "یا جدی" اس لئے کہا کہ خود شیخ احمد سید تھے اور حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے تھے تو ان کے اس سلام کا جواب خود آقاء نامدار نے ان الفاظ میں دیا "وعلیکم السلام یا ولدی" اور اس جواب کی وجہ سے اُن پر کیفیات کا یوں غلبہ ہوا اور اسی حالت میں یہ اشعار پڑھنے لگے، ؎

اشعار

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِيْ كُنْتُ أُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْأَرْضَ عَنِّيْ وَ هِيَ نَائِبَتِيْ
فَهٰذِهٖ دَوْلَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَيْ تَحْظٰى بِهَا شَفَتِيْ

ترجمہ: اے میرے نانا جی ''سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' جب میں دور تھا تو آپ ا کی ملاقات کے لئے اپنی روح بھیجتا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کو بوسہ دیتی تھی۔ پس اب تو یہ اجسام کی دولت ہے جو حاضر ہے ''یعنی آج تو میں اپنے جسم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں'' اب تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا ہاتھ بڑھا دیں تا کہ میری ہونٹ اس سے کچھ حصہ لے لیں۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روضہ سے اپنا نہایت خوبصورت ہاتھ مبارک باہر نکالا اور یہ شیخ بھاگ کر گئے اور آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو چھوم لیا لیکن اسی کے ساتھ بے ہوش ہوکر گر پڑے، جب ہوش آیا تو روضہ کے دروازے میں لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا کہ مجھ پر پاؤں رکھتے ہوئے گزریں'' اس کی وجہ کسر نفسی تھی کیوں کہ یہ سرکش نفس انسان کو ہلاک کئے بغیر نہیں چھوڑتی'' پھر عوام تو روضہ کے اس دروازے سے گزرتے رہے لیکن جو خواص اور صاحب بصیرت تھے انہوں نے اس جگہ سے اپنا راستہ تبدیل کر لیا۔

عزیز طلباء کرام جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے بعد اپنے امتی کے لئے اپنا ہاتھ مبارک باہر نکالا تو چونکہ یہ اولیاء تو انبیاء کے خلفاء ہیں تو ان کا ہاتھ نکالنا بھی عین ممکن ہے کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے' علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

لوگ اولیاء اللہ کو مجنون سمجھتے ہیں

محترم حاضرین! اولیاء اللہ کو لوگ مجنون سمجھتے ہیں اور یہی وہ مطلوب وصف ہے جس کا ذکر حدیث مبارک میں ان الفاظ کے ساتھ آیا ہے' واعبد ربك حتی یقال انك لمجنون'' لیکن ان اہل اللہ کو جو حکمت اور دانائی عطاء گئی ہے بڑے

بڑے فلاسفہ ارسطو اور افلاطون ان حضرات کے سامنے کوئی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔

الغرض ہم ذرا غور کریں کہ یہ حضرات بھی انسان تھے ان کے حالات کتابوں میں دیکھ ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ کیا ایسے اوصاف کے حامل لوگ اس زمانے میں پیدا ہو جائیں گے۔ایک مقولہ ہے''مسلمانی در کتاب و مسلمان در گور''

اگر صحابہ رضی اللہ عنہ ہماری حالت دیکھ لیں

ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اس دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہوتے اور ہماری اس حالت کو دیکھ لیتے تو وہ بے ساختہ بول اٹھتے کہ اسلام سے تمہارا کوئی تعلق نہیں لہذا آج ہم ان حضرات کی اتباع کے لئے پُرعزم ہو جائیں اللہ جل جلالہ نہایت کریم ہیں وہ تو صرف نیت اور عزم پر ثواب عطاء فرماتے ہیں کیوں فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ تہجد کی نیت کرتا ہے لیکن تہجد پڑھنا نصیب نہیں ہوتا تو اللہ جل جلالہ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے اس بندے کے اعمال نامہ میں تہجد کا ثواب لکھ دو تو فرشتے جواب دیتے کہ اے ہمارے رب اس نے تو تہجد نہیں پڑھی تو اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں اس نے تہجد کی نیت کی تھی اور یہ ثواب اس کو نیت کرنے پر دیا ہے۔

اللہ جل شانہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین ثم آمین

{مقالہ 4}

نفس کو خواہشات سے روکنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت مبارکہ: فَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى *

ترجمہ: پس بہر حال جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا پس بیشک بہشت اس کا ٹھکانہ ہے۔

عزیز طلباء کرام! اللہ جل جلالہ نے آپ کو ایک سعادت عطاء کی ہے۔ یہ سعادت انتہائی قابل فخر ہے اور اس مقام کے حصول پر اللہ جل جلالہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ وہ سعادت یہ ہے کہ آپ حضرات معمولی توجہ کے ساتھ بہت سی باتیں اللہ جل جلالہ کی توفیق سے حاصل کر لیتے ہیں۔ اور یہ بات آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے کہ انسان دنیا میں ایک بڑی آزمائش کیلئے بھیجا گیا ہے۔ ایک طرف ہوائے نفس ہے اور دوسری طرف اللہ جل جلالہ کا پیغام اور اللہ جل جلالہ کے احکامات ہیں ان دونوں کا آپس میں مقابلہ ہے اور اجر و ثواب بھی اسی مقابلہ پر ملتا ہے۔ تاکہ ہوائے نفس اور خواہشات کے ساتھ مقابلہ آجائے اور اگر مقابلہ نہ ہو تو ثواب کم ملتا ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے،

"لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ" اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا عادت سی بن جاتی ہے اور نفس کو اس میں مشقت محسوس نہیں ہوتی۔ سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ نفس کو اسکے تقاضوں کے خلاف پر مجبور کیا جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے "اِنَّ اَعْدٰى عَدُوِّكَ مَا بَيْنَ جَنْبَيْكَ" تیرا بڑا دشمن تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ شیطان انسان کے تین جگہوں میں رہتا

ہے۔اوران تین جگہوں پر محنت کرتا ہے۔

(۱) نظر (۲) دل (۳) شرمگاہ

اور شرمگاہ سب سے آخری مرحلہ ہے وہ یا تو اس کی تصدیق کرتا ہے یا تکذیب۔شیطان ہمیشہ سے اس کوشش میں ہے کہ میں انسان کو اپنا دوست بنالوں۔ اوراس کو جہنم میں پہنچادوں (العیاذ باللہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی احساس ذمہ داری اور ترک خواہشات

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ سے آپ آگاہ ہوں گے ۔انہوں نے دو ڈھائی سال خلافت کی ،اس عرصہ خلافت میں وہ بہت رویا کرتے تھے۔ان کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک ابن مروان فرماتی ہیں کہ خلافت کے دور میں یہ نوبت نہیں آئی کہ وہ صحبت کرنے کیلئے میرے پاس آئے ہوں اوراپنی حاجت پوری کی ہو،امیر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہ پر خوف الٰہی بہت زیادہ طاری تھا کیونکہ آپ کوایک بہت بڑی ذمہ داری سپرد کی گئی تھی۔اور جب کوئی شخص حساس ہوتا ہے تو اس کواپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے اوراس کا دل خوشی محسوس نہیں کرتا۔عہدوں میں وہ لوگ خوش ہوتے ہیں جن کی نظر صرف اپنے عہدے پر ہواوراپنی ذمہ داریوں سے غافل ہوں۔خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں ساری رات چکر لگاتے تھے؟اوروہ کیا وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات آرام نہیں فرماتے ؟ بہرحال عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فاطمہ بنت عبدالملک کے تمام زیورات لے کرالگ کردیئے اوران سے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتی

ہوتو یہ سب زیورات بیت المال میں جمع کر دو۔تو فاطمہ نے وہ تمام زیورات بیت المال میں جمع کر دیئے۔فاطمہ بنت عبدالملک کی ایک باندی تھی جسے اللہ جل جلالہ نے بہت حسن سے نوازا تھا۔اور یہ باندی فاطمہ کو اپنے باپ عبدالملک ابن مروان نے دی تھی اور عبدالملک کے پاس حجاج نے بھیجی تھی۔عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی سے مطالبہ کیا کہ یہ باندی مجھے ہبہ کر دو۔اور یہ بہت غیرت کا مقام تھا کیونکہ اگر فاطمہ یہ باندی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ہبہ کر دیتی تو اس کی سوکن بن جاتی ۔کیونکہ عمر بن عبدالعزیزؒ جب یہ باندی مانگ رہے تھے تو اسکا مطلب یہ تھا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ اس کے ساتھ حقوق کی ادائیگی کریں گے۔اور ان کو یہ باندی بہت محبوب ہوگی۔اور پھر فاطمہ کی طرف ان کی توجہ نہیں رہی گی اسی وجہ سے فی الحال تو یہ باندی انہیں ہبہ نہیں کی لیکن جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنے تو فاطمہ بنت عبدا لملک نے باندی کو حکم دیا کہ خوب زیب وزینت کے ساتھ تیار ہو جاؤ تو جب اس باندی نے خوب زیب وزینت اور بناؤ سنگار کر لیا،تو فاطمہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائیں اور عرض کیا کہ جو باندی آپ مجھ سے مانگ رہے تھے آج میرا دل اس پر مطمئن ہو گیا ہے اور میں یہ باندی آپ کو ہبہ کرتی ہوں۔عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ وہ باندی میرے پاس بھیج دو۔جب وہ باندی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنی آنکھیں جھکالیں اور باندی سے پوچھا کے تم فاطمہ کے پاس کس طرح پہنچی ہو۔تو باندی نے عرض کیا کہ حجاج کا ایک شخص پر قرضہ تھا اور وہ قرضہ ادا نہیں کر سکتا تھا۔تو اس شخص نے حجاج کو قرضہ کے بدلے میں ایک غلام دیا اور اس کے ساتھ مجھے بھی دے

دیا۔ تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ یہ کپڑے اور زیورات وغیرہ دور کردو۔ باندی نے عرض کیا کہ آقا آپ کی وہ محبت کہاں گئی جو خلافت سے پہلے تھی۔ تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبت کا ظرف اب بھی موجود ہے لیکن بڑی عبادت یہ ہے کہ آدمی نفس کی مخالفت کرے۔ اگرچہ اس باندی کو دیکھنا انکے لئے جائز تھا۔ کیونکہ وہ تو انکی اپنی باندی تھی لیکن آدمی جتنی بھی خواہشات پوری کرتا ہے۔ تو نفس کی مخالفت نہیں ہوتی۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے وہ باندی ان لوگوں کو واپس کردی جن سے حجاج نے لی تھی۔ سبحان اللہ

کتابوں میں عجیب باتیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ ایک کتاب میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مجاہدہ نفس پر اور خواہشات نفس کے خلاف اتنے مضبوط تھے کہ خلافت کے عرصہ میں اپنی بیوی سے صحبت کرنے سے پرہیز کیا اور بہت رویا کرتے تھے۔ لیکن جب وفات ہونے کے بعد قبر میں رکھ دیئے گئے تو ملائکہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرشتوں سے کہا کہ آپ مجھے جواب دیں مَنْ رَبُّکُمْ عمر بن عبدالعزیزؒ کو یہ مقام حاصل تھا کہ فرشتوں سے سوال کیا اِسکی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی روح کی انتہائی پرورش کی تھی۔ اور جب روح مضبوط ہوگئی تو پھر فرشتوں کو مخاطب کرکے سوال کیا کہ {مَنْ رَبُّکُمْ ۔}

عزیز طلباء کرام یہ خوشیاں اور خواہشات بہت جلد ختم ہوجاتیں ہیں کیونکہ جب آدمی بوڑھا ہوجائے تو تمام خواہشات ختم ہوجاتیں ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے (جوانی گئی زندگانی گئی)۔

حضرت علی ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ کا خواب میں حور کو دیکھنا

علی ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک خوبصورت عورت کے ساتھ ملاقات کی جو بہت حسین تھی۔ اتنا حسن میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ بہت نصیحت کی بات ہے ذرا غور سے سنیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس عورت سے پوچھا کہ آپ کون ہو اس عورت نے جواب دیا کہ میں جنت کی حور ہوں۔ علی ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہیں؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ کیوں نہیں میرے آقا کے پاس پیغام بھیج دو اگر انہیں منظور ہو تو مجھے بھی منظور ہے (اور آقا کون ہے؟) {اللہ} پھر انہوں نے عرض کیا کہ آپ کا مہر کیا ہوگا؟۔ تو حور نے جواب دیا کہ میرا مہر خواہشات کا مقابلہ کرنا ہے اپنے خواہشات کو چھوڑنا میرا مہر ہے۔

عزیز طلباء کرام یہ خوشیاں انسان کی فطرت ہیں، اولیاء اللہ ان تمام باتوں پر نظر رکھتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماء کو دنیا کی خبر نہیں اس لئے دین میں لگے ہوئے ہیں۔ علماء کرام نے اس بات کا بہت عجیب جواب دیا ہے کہ علماء دنیا کو بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ دنیا سے تم بے خبر ہو۔ دنیا کی مثال ایک بوڑھی عورت کی طرح ہے جس نے خوب بناؤ سنگار کیا ہو تو دنیا والے لوگ اس کی ظاہری رنگ وصورت پر دھوکہ ہو گئے ہیں۔ اور اولیاء اللہ نے اس کے ظاہر سے پردہ اٹھایا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ یہ انتہائی بدصورت ہے۔ اولیاء اللہ دنیا کے باطن سے خوب آگاہ ہیں اور دنیا والے اس کے ظاہر کے نظارے کر رہے ہیں۔

احمدی چشتیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نوجوان کے ساتھ عبادت میں مقابلہ

احمد چشتیہ، رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ سلسلہ کا بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو دن کو روزہ رات میں قیام اللیل کرتا تھا۔ میں نے ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا بالآخر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اتنی ریاضت کیسے کرتے ہیں یہ تو بہت مشکل کام ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اس خواب کی وجہ سے یہ ریاضت کر رہا ہوں احمدی چشتیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ کیسا خواب دیکھا ہے؟ نوجوان نے جواب دیا کہ میں نے خواب میں جنت کی حور دیکھی۔ حور نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کی تلاش میں ہوں آپ بھی میری تلاش میں رہیں اور مجھے عبادت کے ذریعے حاصل کر لیں اب وہ نقشہ میرے ذہن سے نہیں نکلتا اس لئے اتنی ریاضت کر رہا ہوں۔ اب اس واقعہ پر ایک فائدہ مرتب کریں۔

وہ یہ کہ ایک حسین وجمیل عورت کو پانے کیلئے ایک شخص دن رات عبادت کرتا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ محبوب حقیقی اللہ جل جلالہ جو انتہائی جمیل ہے اس کو پانے کیلئے کتنی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ اس دنیا میں اللہ جل جلالہ کو دیکھنا محال ہے اگر کوئی دیکھ سکتا تو اللہ جل جلالہ کے سوا کسی کا نام نہ لیتا اور ہر وقت {یَا اَللہ یَا اَللہ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ} کی صدائیں لگاتا کہ اے اللہ! مجھے اپنا دیدار کرادے، مجھے اپنا دیدار کرادے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جنت میں اللہ جل جلالہ کا دیدار ہو جائے تو آدمی جنت کی تمام نعمتوں کو بھول جائے گا۔

عزیز طلباء کرام آج ہم اور آپ کے پاس ان نعمتوں کو حاصل کرنے کا بہت اچھا موقعہ موجود ہے۔ اور جب دنیا کی زندگی ختم ہو جائے گی تو پھر یہ نعمتیں حاصل نہیں

ہوسکتیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عبادت مشکل کام ہے لیکن جب آپ اپنے نفس کو مجبور کردیں تو پھر کام بنے گا اور اس کی (یعنی نفس کو عادی بنانے کی) کم مدت چالیس دن ہے کہ چالیس دن پوری پابندی سے عبادت کریں تو پھر عادت بن جائے گی۔ حضرت علامہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعت مطہرہ میری فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔ فطرت اس چیز کو کہتے ہیں جس پر انسان پیدا کیا گیا ہو۔ مثلاً کھانا، پینا، سونا جو چیزیں انسان کی ضروریات ہیں یہ سب انسان کے ساتھ پیدائشی طور پر منسلک ہیں۔ حضرت علامہ اشرف علی تھانویرحمۃ اللہ علیہ کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت میرے بدن میں ایسی مخلوط ہے گویا میں اس کے ساتھ پیدا کیا گیا ہوں۔ اور اس مقام کو پہنچنے کا طریقہ کار یہ ہے۔ کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ کی صحبت میں کچھ وقت گزارلیں اور وہ جو اعمال کریں اپنے نفس کو ان اعمال کا عادی بنالیں ،دیکھیں آج تو ہمارے لئے صبح کی نماز کیلئے بیدار ہونا مشکل ہے یہ اولیاء اللہ ساری ساری راتیں عبادت میں گزارتے ہیں اگر ساری رات نہ بھی ہو تو رات کا اکثر حصہ تو عبادت میں گزارتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو مجاہدہ پر ڈالتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے بغیر مجاہدہ کے کوئی کام نہیں بنے گا۔ پس ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ عزم کرے کہ میں ہر روز اعمال میں ترقی کروں گا۔ عزیز طلباء جس وقت آپ نیند سے بیدار ہوتے ہیں اس وقت اپنی گھڑی میں وقت دیکھ لیں اور اگلے دن پانچ منٹ اس سے پہلے اٹھیں اور جب وہ عادت بن جائے تو پھر پانچ منٹ اور پہلے اٹھیں۔ اسی طرح تدریجاً ترقی ہوگی۔ میں نے آپ کی خدمت میں پہلے بھی عرض کیا تھا، کہ اللہ جل جلالہ نے ہم پر بہت فضل وکرم کیا ہے کہ قرآن وحدیث کی خدمت کیلئے منتخب کیا ہے اس پر اللہ جل جلالہ کا شکرادا کریں۔

{مقالہ 5}

فنافی اللہ کا مقام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت کریمہ:۔ كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ وَّ يَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ

عزیز طلباء کرام! الحمدللہ اللہ جل جلالہ کا بہت شکر اور احسان ہے کہ ہم سب کو اس بات کا علم ہے کہ اللہ جل جلالہ واجب الوجود اور ہمیشہ باقی رہنے والی ذات ہے۔ اللہ جل جلالہ کی ذات پر فنا نہیں آتی اور اللہ جل جلالہ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے سب فنا ہو جائے گا۔ لہذا جو ذات ہمیشہ کیلئے باقی ہے وہ ہی محبت کے لائق ہے۔ کیونکہ فانی چیزوں کی محبت میں غم ہی غم ہے۔ اس لئے کہ جب کسی شخص سے محبت پیدا ہو جائے اور پھر وہ فنا ہو جائے تو آدمی بہت پریشان ہوتا ہے۔ اور وہ ذات جو ہمیشہ باقی ہے اس کی محبت بہت بڑی چیز ہے دنیا کی تمام تکالیف اور مصائب کیلئے صرف وہ ذات کافی ہے، جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے جو کہ اللہ کی ذات ہے اور تمام اختیارات صرف اسی ذات کے ساتھ ہیں۔

{ایک نحوی عالم کا ملّاح پر اظہار افسوس}

ایک مرتبہ ایک نحوی عالم یہ سفر کی غرض سے ایک کشتی میں بیٹھا۔ کشتی کے ملاح نے شکل وصورت سے پہچان لیا کہ یہ تو کوئی عالم ہے۔ دوران سفر ملاح اس نحوی عالم سے پوچھا کہ مولانا! صاحب آپ کس فن میں مہارت رکھتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ علم نحو میں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ افسوس ہے کہ آپ علم نحو کے حاصل کرنے سے محروم ہیں اور اپنی ساری زندگی کشتی چلانے میں ضائع کر دی۔ کشتی کا سفر جاری رہا، اللہ جل جلالہ کو منظور تھا کہ وہ کشتی ایک گرداب میں پھنس گئی۔ تو ملاح نے

عالم سے عرض کیا کہ مولانا! اب آپ اپنے فن کا مظاہرہ کریں تا کہ کشتی گرداب سے نکل جائے تو وہ عالم حیران رہ گئے، کہ اس کے ساتھ علم نحو کا کیا تعلق ہے یہ تو کشتی کا معاملہ ہے کشتی کا ملاح ولی اللہ شخص تھا۔ ملاح نے عالم سے کہا کہ مولانا! آپ نحو یہاں کام نہیں دیتی یہاں محو کام آئے گی کہ اپنے آپ کو محوی بنادیں۔ محو کا معنی ہے مٹا دینا یعنی اپنے نفس کو مٹانا ہے۔ ملاح نے عالم سے کہا کہ جب تک محوی نہیں بنتے کام نہیں بنے گا۔ یعنی اپنے آپ کو فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچادو۔ کہ جب اللہ جل جلالہ کی محبت اتنی غالب آجائے کہ آپ اللہ جل جلالہ کی محبت میں محو ہو جاؤ۔ تب آپ مشکلات کی گرداب سے نکل پائیں گے

عزیز طلباء کرام اللہ تعالی کے ساتھ محبت بہت زیادہ ہونی چاہیے قرآن مجید میں اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں {وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ...الآية}
ترجمہ: جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ جل جلالہ سے بہت سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ لفظ عشق کا استعمال کرنا مناسب نہیں اس لئے تمام قرآن مجید میں عشق کا لفظ استعمال نہیں ہوا لیکن قرآن کی یہ آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ عشق کے مفہوم اور مراد کو بیان کرتی ہے۔

{ایک ظاھری عارف کی سرگزشت}

ایک ظاہری عارف تھا باطن سے اللہ جل جلالہ خوب عالم ہے صورۃً عارف تھا وہ اپنی سرگزشت بیان کرتا ہے کہ میں سفر طے کررہا تھا راستہ میں اچانک میری نظر ایک عورت پر پڑی جسے اللہ جل جلالہ نے بہت حسن و جمال سے نوازا تھا میں نے اس عورت کو سلام کیا۔

{مسئلہ} جوان اجنبی عورت کوسلام کرنا منع ہے اور بوڑھی عورتوں کو بھی نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ گھر میں داخل ہوتے وقت اپنے محارم کوسلام کیا کریں۔ اور یہ ایک واقعہ ہے جس سے جواز ثابت نہیں ہوتا۔

بہر حال وہ عارف کہتا ہے کہ سلام کے بعد میں نے اس عورت سے کہا کہ میری ساری توجہ آپ کی طرف ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ میری تو آپ کی طرف ادنی توجہ بھی نہیں۔ پھر وہ عورت کہنے لگی کہ اگر آپ حسن و جمال دیکھنا چاہتے ہیں تو اپنے پیچھے دیکھیں وہاں مجھ سے زیادہ حسین عورت کھڑی ہے۔ جب میں نے پیچھے دیکھا تو کچھ بھی نہیں تھا۔ اس کے بعد عورت نے مجھ سے کہا کہ پہلے تو مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ عارف اور ولی اللہ ہیں۔ لیکن جب آپ نے گفتگو شروع کی تو میں نے سوچا کہ شاید آپ عاشق ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ نہ تو آپ عارف ہیں اور نہ عاشق کیونکہ اگر آپ عاشق ہوتے تو میرے غیر کی طرف کیوں دیکھتے۔

عزیز طلباء کرام ہر بات سے مقصد اور مطلوب کو پہنچنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ واقعات اور حکایات فی نفسہ مقصود نہیں ہوتے بلکہ ان واقعات سے نصیحت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ جل جلالہ کو اپنا محبوب مانتے ہیں اور اللہ، اللہ کہتے ہیں لیکن جب کسی اور کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس کی طرف منہ موڑتے ہیں پس معلوم ہوا کہ ہماری محبت کامل نہیں اور ہم اپنے عشق میں سچے اور پکے نہیں کیونکہ اصل محبت یہ ہے۔ کہ محبوب حقیقی کے علاوہ کسی اور کی طرف بالکل توجہ نہ ہو۔

عزیز طلباء کرام خلاصہ یہ ہے۔

صدائے دل

ملک را بگزار مالک را بگیر
تاکہ صد ہا ملک یابی اے فقیر

کہ اگر ایک اللہ جل جلالہ کو اپنا بنالیا تو سب کچھ تیرا ہے بس یہی چیز حاصل کرنی چاہیے۔

شعر

اے مرغ! سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کان سوختہ راجان شد وآواز نیامد

شعر

این مدعیان درطلبش بے خبرا نند
کان راکہ خبر شد خبرش باز نیامد

ترجمہ: اے صبح صبح بانگ دینے والے مرغ اگر عاشق بننا ہے تو عشق پروانے سے سیکھو جو شمع کی محبت میں جل جاتا ہے۔

شعر

خاموشی سے جان دینا عشق کا آئین ہے
شور شیون عاشقی میں باعثِ توہین ہے

شعر

بلبل نہ یم کہ نعرہ زنم درد سر کنم
پروانہ وار سوزم و دم نیاورم

ترجمہ: میں کوئی بلبل تو نہیں کہ زور زور سے آوازیں دوں اور لوگوں کے لئے دردسر بنوں، میں تو (اپنے رب کی عشق) میں پروانہ کی طرح جل جاؤں گا اور سانس بھی نہیں لوں گا۔

عزیز طلباء کرام خوب توجہ کریں ایک اہم بات بیان کرنے لگا ہوں۔ دیکھیں میں سب سے زیادہ کمزور ہوں آپ ناراض نہ ہوں ایک بات عرض کرتا ہوں۔ یہ ایک قاعدہ ہے کہ جس شخص سے کسی کو محبت ہو وہ اس کی بات کو کسی حال میں بھی نظر انداز نہیں کرسکتا، میں دیکھتا ہوں کہ یہاں کبھی کبھار چپل لینے کیلئے دو طلباء کھڑے ہوتے ہیں تو پھر میں ایک جوتا ایک کو اور دوسرا جوتا دوسرے طالب علم کو دیتا ہوں تاکہ ناراض نہ ہوں۔ عزیز طلباء کرام اللہ کا حکم ہے کہ اذان کے بعد تم نماز کی طرف آؤ اور اللہ جل جلالہ کا منادی مؤذن کہتا ہے {حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔} نماز کیلئے آؤ تو یہ بہت بری بات ہے کہ آدمی دیر سے نماز کو آئے۔ بُرا کام ہر شخص سے بُرا ہوتا ہے لیکن علماء اور طلباء سے بہت زیادہ بُرا لگتا ہے کیونکہ آپ تو خواص ہیں۔

ایک بادشاہ نے استاد سے شکایت کی کہ استاد جی! آپ میرے بیٹوں کو بہت زیادہ مارتے ہو۔ اور دوسرے لڑکوں کو نہیں مارتے۔ تو استاذ نے جواب دیا کہ بادشاہ صاحب تیرے بیٹے کل قوم کے سربراہ ہوں گے۔ اگر ان میں خود انسانیت نہ ہوگی تو یہ رعایا کو کیا انسانیت سکھائیں گے۔ میں تو آپ کے بیٹوں کو اسی وجہ زیادہ مارتا ہوں تاکہ یہ کامل انسان بنیں۔ اب ہم ذرا سوچیں کہ اللہ جل جلالہ کا منادی مؤذن آذان دیتا ہے اور {حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ} کی صدا لگا کر نماز کی طرف بلاتا ہے پھر وہ طلباء مبارکباد کے لائق ہیں جو اقامت کے وقت پہلی صف میں موجود ہوتے ہیں اور ان طلباء کو بھی اللہ توفیق عطاء فرمائے جو اکثر ایک رکعت سے رہ جاتے ہیں، اور جب ہم سلام پھیرتے ہیں۔ تو ایک صف نماز سے رہ گئی ہوتی ہے تو پھر ہم یہ دعوٰی کیسے کریں گے کہ ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں کیونکہ جب اللہ جل جلالہ کی محبت حاصل ہوجائے

تو بستر پر نیند کیسی آئے گی۔عزیز طلباء کرام اللہ جل جلالہ کی بندگی کیلئے نماز اصل بنیاد ہے اور نماز اول تا آخر اطاعت کا منظر ہے کیونکہ نماز میں نمازی کے ہاتھ، پاؤں، سر، نظر، اور تمام اعضاء اللہ جل جلالہ کے دربار میں سربسجود ہوتے ہیں۔اگر ہماری نماز صحیح ہوگئی تو باقی سب مسئلے حل ہوجائیں گے۔ہمارے مرشد و شیخ حضرت مولانا نصیر الدین غور غوشتوی رحمۃ اللہ علیہ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ طلباء کی بزرگی تو بہت زیادہ آسان ہے وہ فرائض ادا کریں حرام سے بچیں غیبت نہ کریں اپنی کتاب کا مطالعہ کریں، اگر وہ ان اعمال کی پابندی کریں تو وہ سب اولیاء اللہ ہیں۔اللہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

{مقالہ 6}

انسان کی تخلیق کا مقصد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت کریمہ:۔وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ*

عزیز طلباء کرام اللہ جل جلالہ کا ہم سب پر بہت فضل واحسان ہے کہ ہمیں ایک بہترین ماحول عطاء کیا ہے۔اس ماحول میں اکثر لوگ عبادت گزار ہیں اور سب اللہ جل جلالہ کے دین کو سیکھنے کیلئے آئے ہیں۔شب وروز قرآن وحدیث کا مشغلہ ہے ۔یہ اللہ جل جلالہ کا بہت بڑا فضل وکرم ہے ۔آپ حضرات آیت کریمہ سنتے ہی مطلب سمجھ لیتے ہیں۔اور عوام تو آیات کا مطلب نہیں سمجھتے ۔آپ کے سامنے جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی اس میں اللہ جل جلالہ یہ اعلان کرتا ہے کہ میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔اور قرآن میں دوسرے مقام پر اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں۔

{وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُ...الآية}

ترجمہ:۔ ہر ایک چیز اللہ جل جلالہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم اس کی تسبیح کو نہیں جانتے۔

پس معلوم ہوا کے تمام مخلوقات اللہ جل جلالہ کی عبادت کرتے ہیں۔لیکن پھر مذکورہ بالا آیت ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ'' میں اللہ جل جلالہ نے صرف انس وجن کو کیوں خاص کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام مخلوقات جو آپ کو نظر آرہی ہیں۔وہ غیر شعوری، غیر اختیاری اور طبعی طور پر اللہ جل جلالہ کی بندگی کر رہے ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ یہ درخت ہر وقت قیام کی حالت میں کھڑے ہیں۔اور یہ چوپائے ہمیشہ رکوع کی شکل میں ہیں۔یہ پہاڑ ہمیشہ تشہد کی صورت میں

ہیں۔ آسمان حرکت کر رہا ہے جس طرح آدمی نماز میں حرکت کرتا ہے کہ قیام سے رکوع میں جاتا ہے اور رکوع سے قومہ میں پھر قومہ سے سجدہ میں جاتا ہے غرض ساری نماز میں انتقالات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور زمین سکون کی حالت میں ہے جس طرح آدمی آخری قعدہ میں سکون کی حالت میں بیٹھا ہوتا ہے۔ تو ان عبادات میں یہ مخلوقات ہمیشہ سے مشغول ہیں۔ انسان ان سب عبادات کا جامع ہے خواہ وہ قیام ہو یا رکوع ہو یا تشہد ہو یا دعائیں انسان ان سب کا جامع ہے۔ دوزخ یہ دعا کرتی ہے کہ یا اللہ مجھے کب بھرو گے اور جنت بھی دعا کرتی ہے کہ اے اللہ اپنی مخلوق مجھ میں کب داخل کرو گے اور انسان کا آخری مرحلہ یا جنت ہے یا دوزخ۔

عزیز طلباء کرام اللہ پاک نے مذکورہ آیت میں انسان اور جنات کو خاص کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے ساتھ ہوائے نفس اور خواہشات نفسانیہ کا تعلق ہے۔ خواہشات نافرمانیوں کی طرف دعوت دیتی ہیں اور اللہ کا فرمان اس سے مخالف ہے انسان بہت آزمائش اور امتحان میں ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے انس و جن کو اپنی عبادت کے لئے خاص کیا اس لئے کہ اصل بندگی ہی وہ ہے جس میں نفس سے مقابلہ ہو۔

عزیز طلباء کرام یہ عبادات انسان کیلئے غذا ہیں جس طرح غذا کے ساتھ انسان کے بدن میں تقویت آتی ہے اسی طرح نیک اعمال کے ساتھ روح میں تقویت آتی ہے۔ اور جب انسان سے گناہ صادر ہو جائے تو اس کی روح بیمار ہو جاتی ہے اور اس کی شفاء اور علاج یہ ہے کہ اس گناہ سے توبہ کرلے اور نیک اعمال شروع کرے اور آئندہ گناہوں سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اگر ایک شخص بہت علاج کرے

اور دوائی استعمال کرے لیکن پرہیز نہ کرے تو وہ کبھی ٹھیک نہیں ہوسکتا کیونکہ دوائی تب فائدہ دے گی جب پرہیز کیا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اللہ پاک نے ایساماحول عطا کیا ہے جس کی وجہ سے ہم بہت سے گناہوں سے خود بخود محفوظ ہیں لیکن دو گناہ ایسے ہیں جن میں علماء اور طلباء بھی مبتلاء ہوجاتے ہیں۔

(۱) بدنظری (۲) غیبت

غیبت سے تو بہت کم لوگ محفوظ ہیں۔

شاعر کہتا ہے۔ شعر ؎

چون کفر از کعبہ بر خیزد
کجا ماند مسلمانی

ترجمہ۔ جب کفر کعبہ سے اٹھے تو پھر مسلمانی کہاں باقی رہے گی۔

اگر گناہ میں خواص مبتلا ہوں تو پھر عوام سے کیا گلہ کریں گے۔ اسلئے غیبت سے اجتناب کریں کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اور آدمی کو اس راستے میں ترقی سے روکتی ہے۔ اور جب بدنظری ہوگی تو پھر عبادت میں ذوق بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور عبادت میں ذوق تب حاصل ہوگا جب روح تندرست ہوگی کیونکہ جب بدن ٹھیک ہوتا ہے تو خوراک کی لذت محسوس ہوگی۔ بعینہ یہ مثال روح کی بھی ہے کہ جب روح گناہوں سے محفوظ ہوگی تو پھر روح تندرست ہوگی۔ اور پھر ہر عبادت میں لذت محسوس ہوگی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ ساری رات عبادت کرتے ہیں اور "اللہ اللہ" کرتے ساری رات ذکر الٰہی میں گزار دیتے ہیں۔ اور وہ اللہ جل جلالہ کی محبت سے سیر نہیں ہوتے۔ مجازی عُشّاق معشوق کی محبت سے سیر نہیں ہوتے۔ تو پھر حقیقی عُشّاق کیونکر سیر ہوں گے۔ اور اللہ جل جلالہ کی عشق و محبت بہت بڑی چیز ہے۔

{مجنون کا زمین پر لیلٰی لکھنا}

ایک مشہور واقعہ ہے کہ مجنون زمین پر کچھ لکھ رہا تھا

ریگ کاغذ بود وانگشتان قلم

ترجمہ:۔ریت کاغذ اور انگلیاں قلم کی۔توکسی نے پوچھا کہ مجنون کیا کر رہے ہو۔

گفت مشق نام لیلٰی میکنم
خاطر خود را تسلی میکنم

تو مجنون نے جواب دیا کہ لیلٰی کے نام کی مشق کر رہا ہوں۔اور اپنے دل کو تسلی دے رہا ہوں۔

لطیفه

ایک لطیفہ ہے کہ مجنون سے کسی نے پوچھا کہ قران پڑھنا آتا ہے کہ نہیں؟۔تو مجنون نے کہا کہ قرآن کی ایک آیت بہت اچھی طرح یاد ہے۔آیت:{سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا الآیة ...} کیونکہ اس میں لفظ لیلاً ہے حالانکہ اس لفظ کا معنی رات ہے اور مجنون کی لیلٰی والا نام تو اور لفظ ہے لیکن جب تلفظ ایک جیسا تھا تو مجنون نے سمجھا کہ شاید یہ لیلٰی کا نام ہے۔اسی طرح عزیز طلباء کرام جن لوگوں کو اللہ جل جلالہ کا نام اچھا لگتا ہے۔وہ ساری رات اللہ،اللہ کی ضربیں لگا کر گزارتے ہیں۔اور دوسری بات یہ کہ اپنے آپ کو بدنظری سے بچائیں۔

بدنظری کی وجہ سے ایک ولی اللہ کی روحانیت کا ختم ہو جانا

ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری نظر ایک غیر مسلم عورت پر پڑ گئی جیسے ہی نظر ٹکرائی تو اُس حسن کی وجہ سے میں اپنی آنکھ پر قابو نہ پاسکا اور اس کی طرف

قصداً دیکھتا رہا۔ پس اس نظر کی وجہ سے وہ تمام انوارات اور صفائی جو مجھے حاصل ہوئی تھی ختم ہوگئی۔ پس معلوم ہوا کہ بدنظری بہت خطرناک گناہ ہے کیونکہ صرف ایک مرتبہ دیکھنے سے سارے انوارات جاتے رہے اس سے پہلے مقالہ میں بھی میں نے یہ بیان کیا تھا کہ حقیقی عشاق اللہ جل جلالہ کی غیر کے طرف نظر نہیں اُٹھاتے۔

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نوجوان کو نصیحت

عزیز طلباء کرام ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی اللہ گزرے ہیں وہ ایک نوجوان کیلئے کچھ لکھ رہے تھے۔ دریں اثناء ایک عورت آئی اور اس جوان کی نظر اس عورت پر پڑگئی تو ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

شعر:۔

دَعِ الْمُصَوَّغَاتِ مِنْ مَاءٍ وَ طِيْنٍ
وَاشْغَلْ هَوَاكَ بِحُوْرٍ عِيْنٍ

ترجمہ:۔ وہ عورتیں جو مٹی اور پانی سے بنی ہوئی ہیں ان کو چھوڑ دے (کیونکہ یہ تو مٹی سے بنی ہوئی ہیں اور فانی ہیں چندروز کے بخار سے ان کا حسن ختم ہوجاتا ہے)۔ اور اپنی خواہشات کو حور عیناء (خوبصورت آنکھوں والی حوروں) کے ساتھ مشغول کردو۔ (کیوں کہ وہ تو ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں)

ایک نوجوان کے بدنظری کرنے پر شیخ کی تنبیہ

اسی نوع کا ایک واقعہ جس سے دنیا کی حقیقت سامنے آتی ہے۔ ایک ولی

اللہ کے لنگر میں ایک عورت کھانا لایا کرتی تھی جو بہت حسین تھی ایک نوجوان کی نظر اس باندی پر پڑی، شیخ کو جب اس بات کا علم ہوا کہ نوجوان اس باندی کا عاشق ہو گیا ہے تو شیخ نے اس کا علاج شروع کیا اور اس باندی کو جلاب کھلائی جس کی وجہ سے اُسے دست آنا شروع ہوئے اور انتہائی لاغر اور کمزور ہو گئی اور اس کا حسن مانند پڑ گیا پھر جب وہ باندی کھانا لا کر خانقاہ میں حاضر ہوگئی تو اس مرید نظر اس پر پڑ گئی لیکن اس مرتبہ اس کے رنگ کو متغیر دیکھ کر نظر ہٹا دی اور جو محبت تھی وہ نہ رہی پھر شیخ نے کہا کہ وہ گندگی لے آؤ (جو پہلے سے برتن میں موجود تھی) اور وہ گندگی نوجوان کے سامنے رکھ دی اور کہا کہ اسے دیکھتے رہو۔ ارے کم بخت! پہلے جب تو ہر وقت اس عورت کی طرف دیکھا کرتا تھا تو گویا کہ تجھے صرف اس گندگی سے محبت تھی کیونکہ اب تو اس عورت سے صرف یہ گندگی ہی نکلی ہے۔ اور اب تو اس عورت کی طرف نہیں دیکھتا تو اس گندگی کو دیکھتے رہو۔

عزیز طلباء کرام یہ ہے اس دنیا کی حقیقت ہے اس لئے تو ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

دَعِ الْمُصَوَّغَاتِ مِنْ مَاءٍ وَ طِيْنٍ
وَاشْغَلْ هَوَاكَ بِحُوْرٍ عِيْنٍ

ترجمہ۔ اپنی خواہشات کو حور عیناء کے ساتھ مشغول کر دو اور اس مٹی اور پانی سے بنی ہوئیں عورتوں کو چھوڑ دے۔

عزیز طلباء کرام جوانی کی زندگی بہت مزے کی زندگی ہے یہ پھر واپس نہیں آتی اور نہ ہی جوانی کے اعمال جیسے اعمال کوئی کر سکتا ہے۔ اور یہ بات یاد رکھیں کہ علم کو

زینت قوت عمل سے حاصل ہوتی ہے۔اگر کسی عالم کے اعمال صحیح نہیں تو اس کی عزت نہ تو اللہ جل جلالہ کے ہاں ہے اور نہ بندوں کے ہاں۔اور آپ دیکھتے ہیں کہ متقی اور پرہیزگاروں کی لوگ بہت زیادہ عزت کرتے ہیں۔

اللہ جل جلالہ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں

{امین ثم امین}

{مقالہ 7}

باطن کی صفائی

صدائے وطن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت کریمہ۔ فَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡھَوٰی فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ھِیَ الۡمَاۡوٰی O

ترجمہ۔سو جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنی نفس کو خواہشات سے روکھا پس جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔

عزیز طلباء کرام! اللہ جل جلالہ نے ہم سب پر بہت عظیم احسان کیا ہے کہ ہم اور آپ کو دین کی خدمت کے لئے منتخب کیا ہے۔ اللہ جل جلالہ ہم اور آپ سے وہ خدمت لے جو اُس کی دربار میں مقبول ہو۔ آپ حضرات کتابوں میں ہمیشہ پڑھتے ہیں کہ تخلیہ تحلیہ پر مقدم ہے۔ یعنی پہلے اپنے دل کو خواہشات نفسانیہ سے خالی کرنا چاہیے۔ جو اللہ جل جلالہ کے دربار میں جرم ہے پھر اس کے بعد دل کے اندر عبادت کا ایک حسن محسوس ہوگا، کیوں کہ یہ ایک اصول ہے کہ جب کسی عمارت کی آرائش اور نقش ونگار کا ارادہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کے پرانے چونے کو بالکل صاف کردیا جاتا ہے پھر اس کے بعد جو نقش ونگار کیا جاتا ہے وہ حسن وجمال کا پیکر ہوتا ہے۔ پس جب تک دل کا تخلیہ اور اس کی پوری صفائی نہ ہوجائے اس وقت اس دل میں اللہ جل جلالہ کی عبادت کا حسن وجمال نظر نہیں آسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ارادے مضبوط نہیں ہوتے ہم ایک عمل شروع کرتے ہیں لیکن اگر درمیان میں جب کوئی معمولی سی رکاوٹ آتی ہے تو ہم پھسل جاتے ہیں ورنہ تجربہ کرلیں کہ اگر ہمیں کوئی شخص گالی دے تو ہم میں یہ طاقت نہیں کہ اسے برداشت کرلیں بلکہ ہم اس کے مقابلے میں چار گالیاں دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نفس میں صفائی نہیں ہوئی، کلمہ توحید

کے شروع ہی میں تخلیہ ہے ''لَا اِلٰہَ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ معبودین باطلہ نہیں ہیں ، اور ایک معبود برحق اللہ جل جلالہ کی محبت کی آگ میں تمام معبودین باطلہ کو جلا دو۔ اور پھر اس کے بعد ''اِلَّا اللہ'' کہا جاتا ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس دَنی اور ذلیل دنیا نے ہمارے دلوں میں ایسا مقام حاصل کیا ہے کہ دنیا کے ۵ روپے کے فائدے کیلئے تکبیر اولیٰ جیسی عظیم نعمت چھوڑ دیتے ہیں پس معلوم ہوا کہ ہم نے دنیا کو معبود سے اونچا مقام دیا ہے۔ لہذا پہلے تخلیہ اور دل کی صفائی پر محنت کرنی چاہیے جب دل صاف ہو جائے تو پھر کام آسان ہو جائے گا۔

روم اور چین کی ہنر آزمائی کا واقعہ

روم اور چین کے درمیان ہنر آزمائی میں مقابلہ ہوا۔ روم والے یہ دعوٰی کر رہے تھے کہ ہم ہنر مند ہیں۔ اور چین والوں کا کہنا تھا کہ ہم سے زیادہ ہنر مند کون ہوگا؟ یہ بات بادشاہ وقت تک پہنچ گئی تو بادشاہ نے ان کو ایک مکان کے بارے میں کہا کہ اس میں نقش ونگار کریں اور مکان کے درمیان ایک دیوار بنائی کہ آدھے مکان میں روم والے نقش ونگار کریں اور آدھے مکان میں چین والے۔ جب یہ نقش ونگار مکمل ہو جائے تو پھر یہ دیوار درمیان سے ہٹا دی جائیگی پھر دیکھیں گے کہ کونسا نقش ونگار اچھا ہے۔ چین والے نقش ونگار میں بہت مشہور تھے۔ انہوں نے اس مکان پر بہت خوبصورت نقش ونگاری کی۔ اور دوسری طرف روم والوں نے دیواروں پر بہت محنت کی یہاں تک کہ دیواروں سے شیشے بنا دیئے۔ بادشاہ کو اطلاع ملی کہ روم اور چین والوں نے اپنے نقش ونگاری پوری کر دی صرف اتنا انتظار ہے کہ درمیان سے دیوار ہٹا دی جائے۔ جب دیوار درمیان سے دور کی گئی تو چین والوں کی ساری نقش ونگار

روم والوں کی دیواروں میں نظر آرہی تھی۔اسی وجہ سے بادشاہ نے روم والوں کے حق میں فیصلہ کردیا۔کیونکہ ایک تو روم والوں نے چین والوں کا ہنر اپنالیا اور دوسری بات یہ کہ اپنا ہنر اپنے حال پر باقی رکھا۔

عزیز طلباء کرام اسی وجہ سے اولیاء اللہ دل پر بہت محنت کیا کرتے ہیں اور اپنے نفس کو ذلیل وخوار بناتے ہیں کیونکہ یہ عُجبِ نفس (یعنی اپنے آپ کو بڑا شمار کرنا) بہت نقصان دہ چیز ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک مقام کو طے کرنے میں میں نے بہت عرصہ گزار دیا۔تو میں ایک مزار کی طرف روانہ ہوا جہاں میں نے پہلے بھی ایک مقصود حاصل کیا تھا۔میں نے سوچا کہ شاید وہاں یہ مقام طے ہوجائے۔پس میں نے سفر شروع کیا اور اپنے ساتھ چند ضروری اشیاء لوٹا وغیرہ بھی لے لیں۔رات کو ایک ایسی جگہ ٹھہر جہاں پر بہت صوفیاء کرام اور طلباء کرام موجود تھے۔جب طلباء مجھے دیکھتے تو میرا مذاق اُڑاتے تھے پھر انہوں نے خربوزے منگوائے تاکہ خربوزے کھا کر اس کے چھلکے مجھ پر پھینک دیں گے۔غیر تربیت یافتہ طلباء بھی بہت مست ہوتے ہیں اسلئے تو کہا جاتا ہے۔کہ اللہ کے ساتھ کمال عشق مدرسوں میں حاصل نہیں ہوتا۔

شاعر کہتا ہے۔

زکنج مدرسہ حافظ مجوئے گوہرِ عشق
قدم بیرون نہہ اگر میل جستجو داری

ترجمہ۔مدرسہ میں بیٹھ کر عشق کا ہیرا حاصل نہیں ہوتا۔جاؤ ان عشاق کے ساتھ وقت گزارو۔جنہوں نے سب کچھ اللہ جل جلالہ کی محبت میں چھوڑ دیا ہو۔تب جا کہ یہ عشق

تیرے دل میں بیٹھے گا۔ تو وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ وہاں پر ساری رات میں نے بہت تکلیف سے گزاری کیونکہ وہ طلباء میرا مذاق اڑا رہے تھے لیکن اس دوران میرا نفس خوب ذلیل ہو گیا۔ اور اس دوران میں نے ان شریر طلباء کو کچھ نہ کہا۔ تو اس رات میں وہ مقام طے ہو گیا جو عرصہ دراز سے طے نہیں ہو رہا تھا۔ کیونکہ نفس ذلیل وخوار ہو گیا۔

عزیز طلباء کرام! جب اللہ جل جلالہ کی محبت حاصل ہو جائے تو سارے کام آسان ہو جاتے ہیں ہمارے شیخ ومرشد حضرت مولانا نصیر الدین غور غوشتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ جل جلالہ نے علم وعمل دونوں سے نوازا تھا ان کے ہاں بڑے بڑے علماء حاضر ہوتے۔ ایک دن بازار میں مجھے ایک شخص ملا۔ اس کے پاس شہد تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو تو اس نے کہا کہ یہ شہد مولانا صاحب کے پاس بطور تحفہ لے جا رہا ہوں۔ مرشدی وشیخی حضرت مولانا نصیر الدین صاحب کیملپور اٹک کے رہنے والے تھے۔ اور یہ شخص سامنے کا رہنے والا تھا ایک حدیث شریف میں ہے کہ دنیا اس شخص کے پاس خود آتی ہے۔ تَأْتِيهِ الدنيا وَهِيَ ذَلِيلَةٌ۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے ان کے حالات آپ حضرات کے سامنے ہیں اسی طرح حضرت درخواستی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آپ حضرات سامنے ہیں لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے ہم سے کچھ قبول کیا ہے۔ اور یہ سب اسی وجہ سے کہ ان حضرات کو عشق الٰہی حاصل تھا اور اللہ جل جلالہ کی محبت میں آدمی معزز ہوتا ہے اور جب کوئی شخص دنیا کے پیچھے لگ جائے وہ ذلیل وخوار ہو گا۔

انسان کی مثال بادشاہ کے باز کی مانند ہے

اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک باز پال رکھا تھا۔ وہ ایک دن اپنے آقا سے فرار ہو کر ایک بوڑھی عورت کے گھر چلا گیا۔ بوڑھی عورت نے جب دیکھا کہ اس کی چونچ بڑی ہے ناخن بھی بڑے ہیں تو وہ بوڑھی اور جاہل عورت سوچنے لگی کہ ہائے! بچارہ باز تو یتیم ہے۔ کسی نے اس کا اتنا خیال بھی نہیں رکھا کہ اس کے ناخن اور چونچ کاٹ دیتا۔ یہ کہہ کر اس نے باز کو پکڑ لیا اور کینچی لی اور باز کے ناخن، چونچ اور پر کاٹ ڈالے۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد وہ بہت خوش تھی اور یہ سوچ رہی تھی کہ میں نے تو باز کی بہت عزت کی ہے۔ حالانکہ اس نے باز کو برباد کر دیا تھا۔ بادشاہ اپنے باز کی تلاش میں نکلا ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس بوڑھی عورت کے گھر کو پہنچا۔ جب باز نے اپنا مالک دیکھا تو وہ اس کے قریب آیا۔ (دیکھو سب حیوانات اپنے مالک کو پہچانتے ہیں ایک انسان ہے جس نے اپنے مالک کو بھلا دیا ہے۔ کتے کو دیکھیں اگر اسے چار پانچ دن تک روٹی نہ بھی ملے پھر بھی وہ اپنے مالک کا گھر نہیں چھوڑتا۔ وہی رہتا ہے چاہے مر جائے یا زندہ رہے۔ صرف ایک انسان ہے کہ اگر اس پر کوئی معمولی سی تکلیف آجائے تو وہ کفر کرنے لگتا ہے۔) بہر حال جب بادشاہ کے قریب آیا تو بادشاہ پر پر مارے اور زبان حال سے یہ کہنے لگا۔

شعر

باز گفت اے شاہ پشیمان میشوم
توبہ کردم نو مسلمان میشوم

تو گویا بزبان حال باز نے یہ کہا کہ اے بادشاہ صاحب میری توبہ ہے میں پھر اسلام لاتا ہوں اور پھر تیرے دربار سے کبھی نہیں جاؤں گا۔ لیکن اس مرتبہ مجھے معاف کر دے

اور اپنا بنالے گناہ گار انسان کی مثال اس باز جیسی ہے اور یہ بوڑھی عورت دنیا ہے کہ اگر اس بوڑھی کو اپنالیا تو پھر اللہ تعالی کے ساتھ تعلق حاصل نہیں ہوتا۔ بہر حال اس مختصر وقت میں صرف توجہ دینی مقصود ہوتی ہے کہ شباب کی یہ حسین زندگی علم وعمل کے حصول میں صرف کی جائے۔ اور نفس کے خواہشات کو دل سے نکال کر اللہ کے مقرب بندے بن جاؤ۔

اللہ جل جلالہ ہمیں اور آپ کو عمل کی توفیق عطاء فرمائیں اور یہ سوال بہت زیادہ کرتے رہنا کہ اے اللہ ہم پر اپنا فضل وکرم کردے کیونکہ اللہ جل جلالہ کے فضل کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ {امین ثم امین}۔

{مقالہ 9}

دنیا سے زہد اختیار کرنا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیت کریمہ۔یاایھاالناس اتقواربکم الآیۃ۔

عزیز طلباء کرام اللہ جل جلالہ نے ہم سب کو علم کی دولت نصیب فرمائی ہے اور قوی امید ہے کہ اگر ہم اس علم پر عمل کریں تو پھر اس علم میں اللہ جل جلالہ ایسا نور ڈال دے گا، جو بہت فیضان کا سبب بنے گا اور اس کی وجہ سے ہمارے دل منور ہوں گے۔قرآن پاک میں اکثر مقامات پر خوف الٰہی کی تاکید کی گئی ہے۔اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں "اِتَّقُوا اللہ" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی شخص حاضر ہوتا اور عرض کرتا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمادیں۔تو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے کہ " اِتَّقِ اللہ" اور اس کے بعد مقتضائے حال کے موافق سے جس میں جو نقصان اور عیب ہوتا اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے وعظ و نصیحت فرماتے۔جس طرح کہ احادیث کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص پر قہر وغضب بہت غالب ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ لَا تَغْضَبْ (غصہ نہ کرو) اور جب دوبارہ حاضر خدمت ہوتا تو پھر بھی یہی ارشاد فرماتے" لَا تَغْضَبْ" اور اگر پھر بھی حاضر خدمت ہوتا تو ارشاد فرماتے کہ لَا تَغْضَبْ غصہ نہ کر اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر بیمار کو اس کے مرض کے موافق علاج اور نسخہ دینا ضروری ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روحانی معالج تھے اور قرآن پاک اور احادیث نبویہ یہ شفا کے نسخے ہیں۔اور یہ ایک مطب اور کتاب ہے جس کے ساتھ روح کا علاج ہوتا ہے اور اس کو صحت حاصل ہوتی ہے اور اصل بات یہ ہے کہ ہمیں کامل خشیت الٰہی تب حاصل ہوگی، جب اللہ جل جلالہ کی صفات علم، قدرت، عظمت ہمارے دل میں راسخ

اور مضبوط ہو جائیں۔ اور ہمیں اس کا استحضار ہو کہ اللہ جل جلالہ علیم ہے۔ اس سے کوئی چھپ نہیں سکتا۔ وہ دلوں کے ارادوں کو جانتا ہے۔ وہ علیم بذات الصدور ہے۔ اور اللہ جب ایک کام کا ارادہ فرمائے تو اسے کوئی روک بھی نہیں سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی قدرت کامل ہے اور اللہ جل جلالہ کا ہر کام نافذ ہوتا ہے۔ اور جب ہم میں اللہ جل جلالہ کی عظمت کا عقیدہ آ گیا اور علم وقدرت کا عقیدہ بھی آ گیا اب ہمارے ساتھ ہر وقت یہ فکر ہو گی کہ اللہ میرے ساتھ ہے اور مراقبہ معیت کا خلاصہ بھی یہی ہے جو (وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ) کے مضمون پر کیا جا سکتا ہے۔ کہ آپ جہاں بھی ہیں اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

ایک بادشاہ کا غلط ارادہ اور مالی کی بیوی کا سبق آموز جواب

ایک بادشاہ اپنے باغ کی سیر کو نکلا۔ جب باغ میں داخل ہوا تو وہاں پر باغ کے مالی کی بیوی موجود تھی جو نہایت حسین وجمیل تھی بادشاہ کی نظر اس عورت پر پڑ گئی اور (العیاذ باللہ) اس کے دل میں غلط ارادہ آیا۔ پس بادشاہ نے اس عورت سے کہا کہ جاؤ اور باغ کے سارے دروازے بند کر لو جب عورت بادشاہ کے پاس واپس آئی تو بادشاہ نے پوچھا کہ سارے دروازے بند کر دیئے؟ مالی کی بیوی نے جواب دیا کہ ہاں سارے دروازے بند کر دیئے لیکن ایک دروازہ کھلا رہ گیا ہے، بادشاہ نے کہا کہ جاؤ وہ بھی بند کر دو عورت نے کہا کہ وہ اللہ جل جلالہ کے علم کامل کا دروازہ ہے جو بند نہیں ہوتا ہے میں اسے کیسے بند کروں؟ یہ سنتے ہی بادشاہ کے دل میں خوف الٰہی پیدا ہوا اور سوچا کہ یہ ایک عورت ہے جو ناقصۃ العقل ہے پھر بھی اس کے دل میں

خوف الٰہی موجود ہے اور ہم پر تو اللہ جل جلالہ کی بہت نعمتیں
ہیں اس کے باوجود بھی ہمیں خوف الٰہی حاصل نہیں۔

مرشد کا خلافت دینے کے لئے مریدین کا امتحان

ایک مرشد اپنے ایک مرید خاص کو خلافت دینا چاہتا تھا لیکن خیال آیا کہ شاید اسی طرح خلافت دینے سے دوسرے مریدین ناراض ہوجائیں گے تو اس نے سوچا کہ میں ان سب سے امتحان لوں گا پھر جب یہ امتحان میں کامیاب ہوجائے تو پھر خلافت اسے دے دوں گا اس صورت میں کوئی مرید ناراض نہیں ہوگا۔ تو اس مرشد نے تمام مریدین کو ایک ایک پرندہ ہاتھ میں دیا اور حکم دیا کہ جاؤ اور اس کو ایسی جگہ ذبح کرو جہاں تمہیں کوئی بھی نہ دیکھے۔ تمام مریدین نے وہ پرندے ذبح کردیئے لیکن جس مرید کو خلافت دینے کا ارادہ تھا اس نے پرندہ ذبح نہیں کیا واپس زندہ لے آیا۔ تو مرشد نے پوچھا کہ سب مریدین نے پرندے ذبح کر لئے تو نے کیوں ذبح نہیں کیا؟ مرید نے جواب دیا کہ حضرت آپ کا حکم تھا کہ اس کو ایسی جگہ ذبح کرو جہاں کوئی بھی نہ دیکھے میں بہت گھوما مگر مجھے کہیں بھی ایسی جگہ نہ مل سکی جہاں اللہ جل جلالہ نہ دیکھ رہا ہو۔

استاد محترم کی طلباء کو ایک خاص عمل کی نصیحت

عزیز طلباء کرام اعمال تو بہت زیادہ ہیں احادیث میں آتا ہے کہ بعض دفعہ کوئی صحابیؓ حضورا سے عرض کرتا ہے کہ اعمال تو بہت لیکن مجھے ایک خاص عمل بتادیں تا کہ میں اسے پابندی کیساتھ ادا کروں اور اس کو اپنی زندگی معمول بنالوں۔ لہذا میں

بھی آپ حضرات کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ نماز کی بہت زیادہ پابندی کیا کریں۔ اور یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تعلیمی سال اختتام کے قریب ہے نہ جانے کیا معلوم کہ پھر ملاقات بھی ہوگی یا نہیں اور نماز کے متعلق نصیحت اس لئے کرتا ہوں کہ نماز ہر چیز کیلئے کافی ہے۔ فضائل صلوٰۃ میں ایک واقعہ مذکور ہے شاید آپ کو بھی یاد ہو کہ جب ایک قبیلے والوں نے دربار نبوی امیں عرض کیا کہ ہم ایمان لائینگے مگر نماز ادا نہیں کریں گے جہاد میں شرکت نہیں کریں گے اور حج بھی ادا نہیں کریں گے بس صرف ایمان لائینگے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مذہب نہیں جس میں سجدہ نہ ہو۔ بت پرست بت کو سجدہ کرتے ہیں آتش پرست آگ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور کواکب پرست کواکب (ستاروں) کی پرستش کرتے ہیں۔ اور انکو سجدہ کرتے ہیں تم صرف نماز پڑھو اور کچھ بھی نہ کرو۔ نہ جہاد کرو اور نہ حج ادا کرو۔ تو قبیلے والوں نے یہ بات مان لی کہ ہم صرف نماز ادا کریں گے اور نماز کی صحیح پابندی شروع کردی۔ تو جب جہاد کا موقع آیا تو وہ سب سے آگے جا رہے تھے اور جب حج کے ایام آئے تو وہ سب سے پہلے حج کو جا رہے تھے۔ کیونکہ نماز تو {اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ...الاٰية} ہے۔ اور جب آدمی کے دل میں نماز کی عظمت آجائے تو پھر آدمی پر آرام حرام ہو جاتی ہے۔ باقی نیند سے اٹھنا نہ اٹھنا یہ بات صحیح ہے کہ یہ اللہ جل جلالہ کا کام ہے آپ کہتے ہیں کہ لَا تَفْرِيْطَ فِي النَّوْمِ۔ ہم کبھی کبھار اپنے گناہ کیلئے بھی عذر پیش کرتے اور کہتے ہیں کیا کروں سو گیا تھا۔ اور سونے میں تو کوئی گناہ نہیں۔ لَا تَفْرِيْطَ فِي النَّوْمِ اسوقت ہے کہ جب تجھے بالکل پتہ نہ چلے اور استغراق کی حالت ہو لَا تَفْرِيْطَ فِي النَّوْمِ کا یہ معنی ہے یعنی استغراق فی النوم کی حالت میں (اگر نماز قضا ہو جائے تو) گناہ نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ آذان بھی سن لیں اور دوست احباب آپ کو اٹھائیں پھر بھی آپ نہ اٹھیں تو اس صورت میں

گناہوں کا مرکب بن کر عذاب دیا جائیگا اگر اللہ جل جلالہ نے اپنے رحمت عامہ سے معاف نہ کرے۔

احمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے نماز کے بارے میں سوال

احمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ یہ ایک بزرگ تھے انہیں کسی نے بتایا کہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ بہت خشوع وخضوع والی نماز پڑھتے ہیں۔حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بھی آپ نے سنا ہوگا کہ اسے اصم رحمۃ اللہ علیہ کیوں کہتے ہیں؟(اصم کا معنی بہرہ ہے) باوجود اس کے کہ آپ بہرہ نہیں تھے لیکن پھر بھی آپ اصم کے ساتھ مشہور ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن ایک عورت مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر خدمت ہوئی تو اس کی ہوا (ریح) نکل گئی وہ عورت نہایت شرمندہ ہوئی۔لیکن جب حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہن ذرا اونچا بولیں میں بہرہ ہوں سنائی نہیں دیتا۔تو وہ عورت بہت خوش ہوئی کہ حضرت تو بہرے ہیں۔حالانکہ بہرے تو نہیں تھے لیکن یہ صرف اس لئے کیا تا کہ یہ عورت شرمندگی سے بچ جائے۔اولیا اللہ کے اندر دوسرے لوگوں کے عیوب چھپانے کی صفت بہت اعلیٰ طریقہ سے موجود ہوتی ہے اسی لئے تو اب ان کے نام کے ساتھ اصم رحمۃ اللہ علیہ مستقل طور پر لکھا جاتا ہے۔بہر حال احمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے نماز کے بارے میں سوال کرینگے کہ اگر ان کی نماز صحیح ہو پھر تو ٹھیک ہے ورنہ اگر نماز ہی درست نہ ہو پھر تو باقی اعمال کا کیا حال ہوگا؟ گویا کہ انہوں نے حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کو پرکھنے کیلئے نماز کو کسوٹی اور معیار مقرر کیا۔اور جب وہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے۔تو پوچھا کہ حضرت ہم آپ سے نماز کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں تو حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ نماز کی معرفت کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو

یا اداء کے متعلق؟ یہ سن کر احمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے۔ اور سوچا کہ اس غرض کی طرف تو ہمارا ذہن ہی نہیں گیا اور آپ نے اسکے دو اجزاء بنا دیئے۔ الغرض پہلے سوال کیا کہ ہم نماز کی اداء کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ جب اللہ جل جلالہ کا منادی مؤذن اذان دیتا ہے تو میں انتہائی ادب ووقار کے ساتھ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور انتہائی عظمت کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں اور جب قرأت کرتا ہوں تو نہایت ترتیل کے ساتھ کرتا ہوں اور رکوع نہایت خشوع کے ساتھ ادا کرتا ہوں اور سجدہ بہت خشوع کے ساتھ ادا کرتا ہوں (خشوع کا لفظ دل کی عاجزی میں استعمال ہوتا ہے) اور تشہد نہایت اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ اور اللہ جل جلالہ. کی رحمت کے ساتھ نماز ختم کرتا ہوں انہوں نے پھر پوچھا کہ حضرت نماز کی معرفت کیا ہے؟ اور نماز کس شان سے ادا کرنی چاہیے؟ تو جواب میں حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت لمبی بات کہی لیکن میں مختصراً بیان کرتا ہوں۔

حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں۔ تو یہ تصور کرتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے اور ملک الموت ''حضرت عزرائیل علیہ السلام'' انتظار میں کھڑے ہیں۔ جونہی میں سلام پھیروں گا وہ میری روح قبض کرلیں گے اور یہ سوچتا ہوں کہ میرے دائیں طرف جنت ہے اور میرے بائیں طرف دوزخ ہے اور میں پل صراط پر کھڑا ہوں۔ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ ساری کیفیت بیان کی تو اس بزرگ نے اپنے مریدین سے کہا کہ چلو اپنی نمازیں دوبارہ ادا کریں ہماری تو ایک نماز بھی نہیں ہوئی۔

عزیز طلباء کرام صفات باری تعالیٰ دو قسم پر ہیں،

(۱)صفات جلال (۲)صفات جمال

نماز میں اللہ جل جلالہ کی صفت جلال ظاہر ہوتی ہے۔(شان وجلال کا مظہر ہے)جیسا کہ ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہو اور لوگ آرہے ہوں اچھے کپڑے پہن کر آرہے ہوں تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ یہ اللہ جل جلالہ کا جلال ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی ہے۔اور حج اور روزہ میں اللہ جل جلالہ کے جمال کی صفت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ تم ادا کرو تو ٹھیک ہے اور اگر ادا نہ کرو تو میں غنی ہو ں میری کسی کو حاجت نہیں ہے۔ کہ اگر صحیح روزے رکھو تو ٹھیک ہے ورنہ میری کیا حاجت ہے تمہارے روزوں کو۔تو جب نماز اللہ جل جلالہ کے جلال کی صفت ہے تو پھر اللہ جل جلالہ اگر قہر میں آئے تو پھر ہماری خیر نہیں۔بس یہ آخری بات ہے اللہ جل جلالہ ہمیں عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ یہ دن بہت جلد گزر جاتے ہیں۔شاعر کہتا ہے۔

عمر برف ست آفتاب نموز
اندکے ماندہ خواجہ غرہنوز

ترجمہ:۔عمر برف ہے اور سخت گرمی ہے بہت کم باقی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اگر برف سے فائدہ اٹھایا جائے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ وہ ضائع ہوجائیگا۔اسی طرح زندگی ہے اگر اسے فضولیات میں گزاریں تو بھی گزر جاتی ہے اور اگر ذکر میں گزارو تو بھی گزرتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ وقت بہت قیمتی سرمایہ ہے۔ کیونکہ آپ کی جوانی اور شباب کا دور ہے اور جب آدمی بوڑھا ہوجاتا تو پھر تو" جوانی گئی زندگانی گئی" کا مصداق ہوتا ہے۔اللہ جل جلالہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔{امین ثم امین}

{مقالہ 9}

دنیا سے زہد اختیار کرنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عزیز طلباء کرام اللہ جل جلالہ نے ہمیں جس نعمت عظمٰی سے نوازا ہے۔وہ بہت قابل قدراور قابل احترام عظیم الشان ہے، کیونکہ جتنے بھی کمالات ہیں ان کیلئے منشاء اور مبداء علم ہے، جب تک علم نہ ہوگا عمل نہیں آئے گا۔اول ایک چیز کو خوب سیکھا جائے گا پھر اس پر عمل کیا جائیگا۔پس معلوم ہوا کہ علم بڑی دولت ہے لیکن علم کے ساتھ جب علم کے حقوق اور مقتضیات پیوست ہو جائیں تو علم ان کے ساتھ مزید مزین ہو جاتی ہے اللہ جل جلالہ نے ہم اور آپ کو ایمان کی دولت نصیب کی ہے اور پھر علم بھی نصیب کیا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔"اَللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ" ترجمہ: اللہ جل جلالہ مؤمنوں کا دوست ہے۔اور پھر علماء کا اعزاز بہت بڑا ہے۔اور علماء اللہ جل جلالہ کو بہت زیادہ محبوب ہیں، یہ اولیاء اللہ جن کو اللہ جل جلالہ نے دنیا کی اصلاح کیلئے تیار کیا ہے۔ان لوگوں نے بہت ریاضات اور کوششیں کی ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کو اللہ جل جلالہ نے مادرزاد ولایت عطاء فرمائی ہے جیسے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مادرزاد ولی اللہ تھے۔

خواجہ ابو محمد ابن احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا ذکر

تصوف کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ خواجہ ابو محمد ابن احمد رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اللہ تھے۔جب پیدا ہوئے تو پیدائش کے وقت سات مرتبہ کلمہ پڑھا۔ اور پیدائش سے پہلے حمل کی حالت میں انکی ماں کے پیٹ سے ذکر کی آواز آتی تھی۔

اور رضاعت کے زمانے میں ذکر کیا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا تو آسمان کی طرف اپنی نظریں اٹھاتے تھے۔ سات سال کی عمر میں اپنے والد سے بیعت کی اور پھر ۷ سال کے بعد ۱۲ سال تک یعنی پانچ سال تن تنہا ایک کمرے میں اللہ جل جلالہ کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ وہ روزانہ روزہ رکھتے تھے۔ بچپن کی حالت میں روزہ رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اور اسی طرح لہولعب کو ترک کرنا بھی مشکل ہے۔ لیکن خداداد چیز ہر شئی پر غالب ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ خواجہ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی گدڑی اٹھا کر دریا کے کنارے تشریف لئے گئے۔ وہاں اپنی گدڑی کو پیوند لگا رہے تھے۔ بادشاہ وقت کو اس بات کا علم ہوا کہ خواجہ صاحب دریا کے کنارے بیٹھے ہیں اور اپنی گدڑی کو پیوند لگا رہے ہیں۔ بادشاہ نے فوراً دینار کا ایک تھیلا اپنے ساتھ لیا اور خواجہ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو وہ تھیلا قبول کرنے سے انکار فرمایا اور ارشاد فرمایا کے یہ ہمارے اکابر کی روش نہیں کہ وہ دراہم اور دنانیر کو قبول کریں کیونکہ {حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ} دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اولیاء اللہ کے ہاں بنیادی مسئلہ ترک الدنیا ہے اور دنیا سے محبت نہ کرنا ہے۔ جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا کہ قبول کرلے تو خواجہ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ دریا کی طرف متوجہ ہوئے صرف ایک توجہ کیساتھ (یہ باتیں ہمیں محال معلوم ہوتی ہیں) مچھلیاں نکل آئیں اور ہر مچھلی کے منہ میں دینار تھا تو خواجہ صاحب نے بادشاہ وقت سے فرمایا کہ "حضرت یہ غیبی خزانے سے جو اللہ جل جلالہ نے

دیا ہے تو تمہارے دنانیر کی طرف کیا حاجت ہے" یہ کہہ دیا اور وہ دنانیر واپس کر دیئے۔ یہ تو پہلے زمانے کی بات ہے اس قریب زمانہ میں بھی کچھ لوگ ایسے گزرے ہیں

بانی دار العلوم دیوبند

قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا زھد

بانی دار العلوم دیوبند قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک نواب نے اشرفیوں کا تھیلا پیش کیا لیکن وہ نواب تکبر کے انداز میں تھا۔ حضرت نے قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ نواب نے کہا کہ آپ اس کو طلباء میں تقسیم کر دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ خود تقسیم کر دو آخر وہ نواب ناراض ہو کر چلا گیا اور وہ اشرفیاں حضرت کے جوتوں کے اوپر رکھ دیئے۔ جب حضرت آئے تو جوتے نظر نہیں آئے حضرت نے طلباء سے پوچھا کہ میرے جوتے کہاں ہیں؟ طلباء کے تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ جوتیوں کے اوپر اشرفیوں کا تھیلا رکھا ہوا تھا، حضرت نے اپنے جوتے پہنے اور ان میں سے ایک اشرفی بھی قبول نہیں کیا وہ اسی طرح ذلیل پڑے رہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جو شخص دنیا سے اعراض کرتا ہے اس کے پاس دنیا ذلیل ہو کر آتی ہے {تَأْتِيهِ الدُّنْيَا وَهِيَ ذَلِيلَةٌ} ترجمہ: دنیا ان کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بہن تھی وہ بھی انہی کی طرح بے حد پرہیز گار تھیں اور اسی زہد کی وجہ سے وہ نکاح بھی نہیں کرنا چاہتی تھی کیوں کہ یہ اللہ جل جلالہ کے ساتھ تعلق میں

حائل بنے گا، ایک دن ان سے خواجہ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ اللہ جل جلالہ آپ کے بطن سے ایک بچہ پیدا کریں گے جو اپنے وقت میں قطب الاقطاب ہوگا چونکہ اولاد تو بغیر نکاح کے پیدا نہیں ہوتی لہذا آپ نکاح کر لیں۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا کہ شادی کروں گی تو خاوند ہوگا اور بچے ہوں گے ان کے ساتھ مشغول ہو کر ذکر الٰہی چھوٹ جائے گا۔ لیکن جو بات خواجہ صاحب نے ان سے کہی تھی وہی بات خواب میں ان کے والد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہی کہ اللہ جل جلالہ آپ کی شکم سے ایک بچہ پیدا کریں گے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ جس شخص سے تمہارا نکاح ہونا ہے۔ اسکا نام محمد سمعان ہے جب خواب سے بیدار ہوئی تو محمد سمعان کو بلایا اور نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد اللہ جل جلالہ نے انہیں ایک بیٹا عطا فرمایا جس کا نام خواجہ ابو یوسف رکھا اور یہی خواجہ ابو یوسف بہت بڑے ولی اللہ بنے جب سفر میں پانی ختم ہو جاتا تو پتھر پر عصا (لاٹھی) مارتے تو اس پتھر سے چشمے جاری ہوتے (انبیاء کے خارق للعادۃ کاموں کو معجزہ اور اولیاء کے خارق للعادۃ کاموں کو کرامت کہا جاتا ہے۔) پتھر پر لاٹھی مار کر پانی نکالنا حضرت موسیٰ ں کا معجزہ تھا۔ مختصر یہ کہ ایک دن آپ سفر پر جا رہے تھے۔ راستے میں ایک درویش ولی اللہ کے پاس رات گزارنے کیلئے ٹھہرے جب رات گزاری، صبح کو اس درویش کی بیٹی اپنے باپ سے کہتی ہے کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا: میں دیکھتی ہوں کہ چودویں کا چاند آسمان سے اتر کر میرے گود میں آ گیا ہے۔ اب درویش خواب کی تعبیر خواجہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتا ہے تو خواجہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (جو سمعان اور ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی

بہن کا بیٹا ہے) جب اس درویش کے پاس آیا۔ (کبھی کبھار اولیاء اللہ کی صحبت میں اللہ جل جلالہ بہت باتوں کا کشف کردیتے ہیں) تو اس درویش سے کہہ دیا کہ رات کو تیری بیٹی نے یہ خواب دیکھا ہے پھر خود وہ خواب بیان فرمایا اور اس کے ساتھ ہی اس خواب کی تعبیر بھی بیان کردی'' کہ یہ جو چاند ہے اس کی تعبیر میں ہوں جو اس کی گود میں آیا ہوں۔ اُس درویش نے اسی جگہ اپنی بیٹی کا نکاح ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کردیا۔

عزیز طلباء کرام یہ واقعات بذاتہٖ مقصود نہیں ہوتے بلکہ ان سے نصیحت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے آج تو ہمارے خواہشات اتنے زیادہ ہوگئے ہیں کہ اگر ایک وقت کی چائے نہ پی لیں تو سارا دن طبیعت خراب ہوتی ہے پھر ہمیشہ روزے رکھنا اور فاقے اختیار کرنا تو بہت مشکل کام ہے۔ایک بات میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں اسے یاد رکھیں اور اس پر عمل کریں'' ضروریات دین کو پابندی سے اداء کریں مثلاً نماز باجماعت پابندی سے اداء کریں'' کیونکہ اس میں بہت برکتیں ہیں اگر آپ توسیع رزق چاہتے ہیں تو پھر جماعت کی پابندی کرو کیوں کہ نماز بہت اہم عبادت ہے ہمارے شیخ و مرشد حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ طلباء کا اکثر وقت تعلیم و تعلم میں گزرتا ہے جو کہ عین عبادت ہے لہذا طلباء کرام ضروری عبادات کیا کریں محرمات اور منہیات سے اپنے آپ کو بچائیں۔خصوصاً غیبت سے اپنے آپ کو بچائیں اور حسد سے عجب نفس اور تکبر سے بھی اپنے آپ کو بچائیں یہ امراض باطنیہ ہیں۔ بہت سے لوگ عجب نفس میں مبتلا ہیں

میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں عجب نفس میں مبتلا ہوں مجھے دوسرا حقیر نظر آتا ہے۔اور جس شخص میں عجب نفس ہو حدیث میں آتا ہے۔{ هُوَ اَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنَ الْكَلْبِ وَالْخِنْزِيْرِ اَوْ كَمَا قَالَ عليه السلام } ترجمہ: وہ شخص اللہ جل جلالہ کے ہاں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔اور جس شخص میں عاجزی ہوتی وہ اللہ کے ہاں بلند مرتبے والا ہے۔دورہ حدیث والوں نے آج یہ حدیث پڑھی۔{مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللهُ (ترمذی)}

عزیز طلباء کرام اس بات میں کوئی شک نہیں کہ،

گرچہ ایزد دہد ھدایت دین
بندہ را اجتہاد باید کرد

ترجمہ: اگرچہ دین کی ہدایت اللہ جل جلالہ دیتے ہیں لیکن خود انسان کو بھی کوشش کرنی چاہیے۔اور اگر ہو سکے تو تہجد کی بھی پابندی کریں۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی
کچھ ہاتھ آتا نہیں جز گریۂ سحر گاہی

اولیاء اللہ میں بنیادی صفت یہی ہے کہ وہ تہجد گزار ہوتے ہیں۔

دورہ حدیث کے ایک طالب علم کو خواب میں حضرت مولانا نصیر الدین غورغوشتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

قطب الارشاد حضرت مولانا نصیر الدین غورغوشتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ایک طالب علم کو جو دورہ حدیث میں شریک تھا انہوں نے خواب میں ہمارے مرشد اور شیخ

المشائخ والمحدثین قطب الارشاد مولانا نصیرالدین غورغوشتوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ایک طالب علم کو فرماتے ہیں کہ جو تہجد نہیں پڑھتا وہ ہمارے طریق سے نہیں ہے۔ تہجد اولیاء اللہ کا شعار ہے اگر رہ جائیں تو اور نوافل ادا کریں لیکن جب اذان ہوجائے تو اپنی جگہ چھوڑ دیں اور وضو کر کے مسجد کی طرف چل دیا کریں۔ اللہ سب کو عزم کی توفیق عطاء فرمائے باقی انسان عاجز ہے ایک حال پر نہیں رہ سکتا کبھی کبھار نماز بھی قضا ہوجاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیلۃ التعریس میں صبح کی نماز قضا ہوگئی تھی اور یہ بھی کبھی کبھار ہوتا ہے عادت نہیں بنانی چاہیے۔

{مقالہ 10}

نوافل کی اہمیت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حدیث نبوی ﷺ ۔ لَا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی اُحبه' فاذا احببتُه' کنت سَمعَه الذی یبصر بہٖ ویده التی یبطش بهاو رجله التی یمشی بها(رواه البخاری)

مطلب یہ کہ اکثر ان جوارح سے کوئی کام میری رضا کے خلاف نہیں ہوتا پس گویا میں ہی اسکے اعضاء بن جاتا ہوں۔ چونکہ مجازاً اس حدیث میں حق تعالیٰ کو آلہ اور عبد کو فاعل کہا گیا ہے اس لئے صوفیائے کرام نے اس کا اتباع کر کے یہ عنوان مقرر کیا ہے کہ بندہ فاعل اور حق تعالیٰ آلہ بن جاوے۔ اور چونکہ حدیث میں اس مرتبہ کا حصول تکثیر نوافل پر وارد ہے۔ اور مجاہدہ وریاضت میں تکثیر نوافل لازم ہیں خواہ نماز ہو یا روزہ یا کثرت مراقبات یا تقلیل شہوات۔ اسلئے صوفیہ کرام حدیث کی پیروی میں اس مرتبہ کو قرب نوافل کہتے ہیں۔ اور چونکہ اس میں صفات وافعال رذیلہ کا ازالہ ہوا ہے۔ اس لئے فناء صفات سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ دوسرے قرب اعلیٰ درجہ کا ہے یعنی عبد کی ہستی ایسی مضمحل ہوجاوے۔ کہ اپنی قدرت وارادے کو ارادہ حق کے مقابلہ ذوقی میں طور پر کالفانی وکالعدم جاننے لگے۔ اور افعال واعمال میں بمنزلہ آلہ محضہ کے ہوجاوے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مؤثریت مستقلہ پیش نظر ہوجاوے۔ اس مرتبہ کو اس عنوان سے تعبیر کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہوجاوے اور عبد آلہ بن جاوے۔ اور چونکہ یہ اول سے اعلیٰ ہے کیونکہ اول میں صرف ازالہ رزائل تھا۔ فنائے اختیار نہ تھا۔ اور اس میں فنائے اختیار بھی ہے۔ اور حدیث میں تقرب بالفرائض کو تقرب بالنوافل سے اعلیٰ وافضل کہا گیا ہے۔ چنانچہ اسی حدیث کا سب سے اول جزء

یہ ہے۔{وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا اَفْتَرَضْتُ علیہ} (بخاری) اسلئے حدیث کی موافقت میں صوفیہ کرام اسکو قرب فرائض کہتے ہیں۔اور چونکہ اس میں سالک کو اپنی صفات ذاتیہ، قدرت واختیار پر بھی نظر نہیں رہی اسلئے اس کو فنائے ذات سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

{طریق کار}

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار حق تعالی کو خواب میں دیکھا۔عرض کیا{یَا رَبِّ دُلَّنِی عَلٰی اَقْرَبِ الطُّرِقِ اِلَیْكَ} یعنی خداوند مجھے اپنی تک پہنچنے کا نزدیک راستہ بتلا دیجئے۔جواب ارشاد ہوا۔{ یَا بَا یَزِیْدُ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالْ} یعنی اپنے نفس (کی اتباع) کو چھوڑ دو اور آجاؤ۔تشریح: اپنے اوپر نظر کرنا چھوڑ دیں اپنے کو نیست ونابود سمجھیں۔تکبر کو دماغ سے نکال دیں خداتعالی کے احکام میں منازعت نہ کریں۔کیونکہ خداتعالی اور بندہ کے درمیان یہی خودی حائل ہے۔اگر یہ نکل جائے تو بس واصل ہوجاؤ گے۔اور جب تک یہ باقی ہے اس وقت تک وصول الی اللہ ممکن نہیں۔لہذا اپنی عاجزی اور ناتوانی کا مشاہدہ کریں (مقصد یہ ہے) کہ تفویض کلی اور عبدیت کاملہ اختیار کریں۔تاکہ تمام اخلاق رزیلہ ختم ہوجائیں اور اخلاق حمیدہ پیدا ہوجائیں۔غفلت جاتی رہے اور توجہ الی اللہ آپ کا حال بن جائے۔

یک چشم زدن غافل ازان شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

یعنی ہمیشہ احکام الہی پر نظر رکھی جائے۔تاکہ اسکی ضد (غفلت) خودبخود ختم ہوجائے۔

معزز سامعین ہفتہ میں ایک مرتبہ ہم وعظ ونصیحت کی غرض سے مختصر بیان

کرتے ہیں اس مختصر وعظ سے مقصد تذکرہ اور یاددہانی کرانا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ ایمان میں تروتازگی آجائے اور شوق میں اضافہ ہوجائے کہ آخر ہم سے جو پہلے لوگ گزرے ہیں۔ وہ بھی ہماری طرح انسان تھے، وہ بھی خواہشات رکھتے تھے۔لیکن وہ سب خواہشات انہوں نے رضاالٰہی کیلئے پائمال کی تھیں۔اسلئے کہ ہماراوصال اللہ کے ساتھ ہوجائے۔

معززین قارعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کا فرمان ہے کہ بندہ ہمیشہ میری طرف نوافل کے ذریعے قریب ہوتا رہتا ہے۔حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کے لئے کان بن جاتا ہوں۔جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ مقصود یہ کہ اس کے تمام اعضاء میرے رضاء میں استعمال ہوتے ہیں۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا خواب میں دیدار الٰہی

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ جل جلالہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ اے اللہ آپ کے ساتھ میرا وصال کس طرح ہوگا۔تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ۔ دع نفسك وتعال۔ترجمہ: کہ اپنے نفس کو چھوڑ دو اور آجاؤ۔اصل یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو پائمال کردے۔اور فارسی میں ایک مختصر جملہ ہے۔

یک قدم برنفس بنہ ودیگرے برکوئے دوست۔

ترجمہ: کہ پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ دو اور دوسرا اپنے دوست کی گلی پر۔

انسان کیلئے بڑی رکاوٹ یہ نفس ہے اور بڑائی اور تکبر ہے۔ اخلاق ذمیمہ بھی رکاوٹ ہیں۔ جب انسان نوافل اور عبادات میں لگا رہتا ہے تو یہاں اخلاق ذمیمہ خود زائل ہو جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اخلاق حمیدہ پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی انتہا ملکہ کو ہوتی ہے اور ملکہ ایک کیفیت راسخہ ہے جس کی وجہ سے آدمی سے نیک اعمال خود بخود بلا تکلف صادر ہوتے ہیں۔ اور مراقبہ کا مقصود بھی یہی ہے۔ یہاں ہم مراقبہ تو نہیں کرتے بس یہ تو صرف ایک طریقہ ہے۔ سیکھنے کیلئے جس طرح ہم چھٹیوں میں ترجمہ کرتے ہیں۔ تو ایک ماہ میں ترجمہ سیکھا تو نہیں جاتا بلکہ ایک طریقہ کار سامنے آجاتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہے اور مراقبہ میں اللہ جل جلالہ کی صفت پر تصور کیا جاتا ہے۔ جس طرح اللہ جل جلالہ کی قرب پر مراقبہ کریں تو پھر یہ تمہاری ایک مضبوط کیفیت بن جاتی ہے۔

حضرت احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے احوال

حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ جن کا لقب عبد الحق تھا بہت مجاہدہ اور ریاضت والے ولی اللہ تھے۔ وہ سات سال کی عمر سے تہجد کے پابند تھے ان کا ایک بھائی دہلی میں رہتا تھا۔ وہ بہت بڑا عالم تھا اور وہاں کے شہزادے بھی اسکے بہت معتقد تھے۔ تو آپ نے وہاں پر درسی کتابیں صرف ونحو پڑھنی شروع کی تو اسکا بھائی سبق کے دوران کہتا ہے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا۔ تو حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زید نے عمر کو کیوں مارا۔ بھائی نے کہا کہ یہ تو سمجھانے کیلئے صرف ایک مثال ہے۔ حقیقی مارنا وغیرہ نہیں ہے۔ تو حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر بلا وجہ مارا ہو تو ظلم ہے اور

اگر مارا ہی نہیں تو یہ جھوٹ ہے اور میں ایسی کتاب نہیں پڑھتا ہوں، جس میں شروع سے یا تو ظلم کی تعلیم کی جاتی ہو یا جھوٹ کی۔

اولیاء اللہ تو عجیب رنگ کے ہوتے ہیں وہ ہماری طرح تھوڑے ہوتے ہیں ایسے نہیں کہا کہ جانے دو۔ خود سمجھانے کیلئے سوال کیا کہ یہ کیوں۔ بہر حال اللہ جل جلالہ نے اس کو علوم باطنیہ کی طرف متوجہ کیا۔ ان کے زندگی کے حالات بہت عجیب ہیں بھائیوں نے اس کی شادی کا ارادہ کیا کہ ان کی شادی کرادیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں شادی نہیں کرتا کیونکہ جب میں شادی کروں گا تو اللہ جل جلالہ کے ساتھ تعلق میں حائل پیدا ہوگا۔ (یہ محبت کوئی ممنوع نہیں) لیکن یہ تو اولیاء اللہ کے حالات ہیں بعض اولیاء اللہ، اللہ جل جلالہ کی محبت میں اس مقام کو پہنچتے ہیں کہ پھر وہ دوسروں کے حقوق کو ادا نہیں کر سکتے کیونکہ ان پر محبت الٰہی غالب ہوتی ہے۔ آخر الامر گھر والوں نے مجبور کیا۔ تو وہ اپنے ہونے والے سسرال کے گھر گیا اور ان سے کہا کہ میں نامرد ہوں اپنی بیٹی کی زندگی کیوں برباد کرتے ہو اس کی عمر ضائع ہو جائے گی۔ کیونکہ میں شادی کے قابل نہیں ہوں حالانکہ وہ ٹھیک ٹھاک اور شادی کے قابل تھا لیکن اللہ جل جلالہ کی محبت کا غلبہ تھا۔ بہر حال پھر وہ وقت آیا کہ انہوں نے شادی کر لی۔ پھر جب ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا تو وہ تین مرتبہ حق، حق، حق کہتا اور پھر مرجاتا تین بیٹے اس طریقے سے مر گئے۔ ان کی بیوی بہت پریشان تھی۔ کہ بچے پیدا ہوتے ہی مرجاتے ہیں عمر دراز نصیب نہیں ہوتی۔ تو انہوں فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں اس مرتبہ جو بچہ پیدا ہوگا اور لمبی عمر پائے گا۔ لیکن وہ حق حق نہیں کہے گا۔ پھر جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے حق نہیں کہا پھر وہ زندہ رہا۔ ان میں پھر ایسا ایک عجیب

رنگ تھا مولانا عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب انوار العیون میں بیان کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ انہوں نے دیگ پکائی تھی اور وہ دیگ تین دن تک رکھی تھی۔ اور تین دن تک لوگ اس دیگ سے کھاتے رہے۔ لیکن ختم نہیں ہوئی۔ آخر میں یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہو جائے۔ تو پھر شہرت ہوگی۔

عزیز طلبا کرام اولیاء اللہ گمنامی کو پسند کرتے ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ کو جب یہ معلوم ہو جاتا تھا۔ کہ شہرت ہوگئی ہے تو وہ قلب مکانی کرتے تھے۔ (یعنی دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ تاکہ وہاں لوگ ان کو نہ پہنچانے۔ سلم العلوم کے مصنف محب اللہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی بڑے اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ جب بادشاہ وقت کو ان کے حالات کی خبر ہوئی۔ تو محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی پتہ چلا کہ بادشاہ کو میرے بارے میں علم ہونے لگا تو انہوں نے اس علاقے کو چھوڑ دیا کہ اب بادشاہ میرا اعزاز دے گا۔ یہی وجہ تھی کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس دیگ کو الٹ دیا اور کہا کہ اللہ جل جلالہ رزاق اور ذوالقوۃ المتین ہیں۔ میں رزاق تو نہیں کہ لوگوں کو رزق دیتا رہوں۔ لیکن عزیز طلباء یہ ایک آخری بات غور سے سنیں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے رحمۃ اللہ علیہ تہجد کے پابند تھے اور نماز کیلئے مسجد میں اول وقت میں حاضر ہوتے تھے۔ (میں نے خود چند مرتبہ ارادہ کیا کہ میں آپ حضرات سے نماز کے متعلق بیان کروں گا۔ لیکن موقعہ ہاتھ نہیں آتا اس وقت میں تو آپ فارغ نہیں ہوتے کیوں یہ آپ کے مطالعہ کا وقت ہے اور میں زیادہ وقت لینا مناسب نہیں سمجھتا) بہر حال جب شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں جاتے تو وہاں مسجد میں جاڑو دیتے تھے۔ ۴۰ یا ۵۰ سال تک وہ یہ خدمت انجام دیتے رہے۔

جنت کی حوروں کا مہر

تفاسیر میں آتا ہے کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم حورو ں سے نکاح کریں۔تو ان کا مہر مسجد کا گردوغبار ہے یعنی مسجد کو صاف کرنا اور اسکے گردوغبار کو دور کرنا۔ان اعمال کی اللہ جل جلالہ کے ہاں بہت قدرو قیمت ہے۔انہی اعمال کی وجہ سے اللہ نے ان حضرات کو یہ اونچے مراتب عطاء کئے ہیں۔

اللہ تعالی کی بندگی میں اول فریضہ نماز کا ہے۔عزیز طلباء اول تو ہماری حاضری ہی بہت کمزور ہوتی ہے۔اور جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو ایسے گویا کہ چابی کی مشین ہیں جس کو چابی دے دی جائے تو ٹک ٹک کرتی ہے اور مقررہ وقت یعنی جب چابی ختم ہو جائے پھر رک جاتی ہے۔اسی طرح ہماری نماز بھی ہے کہ اول سے سلام تک اسی طرح جاری رہتے ہیں اور برزبان تسبیح ودردل گاؤخر کا منظر ہوتا ہے

عزیز طلباء کرام تعلق مع اللہ اصل ہے۔اور جو علم ہم حاصل کررہے ہیں اس کا مقصد بھی یہی تعلق مع اللہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہوجائے۔حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک جگہ جارہے تھے راستہ بھول گئے۔تو پھر کسی سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟اس نے جواب دیا کہ یہ پانی پت کا مقام ہے۔شام ہوچکی تھی مجبوراًوہیں پے رات گزار دی دوسرے دن پھر روانہ ہوئے پھر چلتے رہے، جب شام ہوئی تو پوچھا کہ یہ کونسی جگہ ہے جواب ملا کہ یہ پانی پت کا علاقہ ہے پھر وہاں مجبوراًرات گزاردی۔اسی طرح تیسری مرتبہ بھی ہوا شیخ احمد بہت پریشان ہوئے۔شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے ولی اللہ تھے ۔اس نے ان کو دعوت کی تھی (یعنی احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو) اور یہ عبدالحق

رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ان کو اس وجہ سے ملا کہ وہ مجذوب تھے۔ جب راستہ خطا ہو جاتا تو حق حق کی آواز آتی تھی تو وہ فوراً بیدار ہو جاتے تھے کہ راستہ غلط ہو گیا ہے اور پھر جب راستہ خطا ہو جاتا تھا تو حق حق کی آواز آتی اسی وجہ سے انکو عبدالحق لقب ملا لیکن جب تین دن یہ حالت دیکھی تو سمجھ گئے کہ اللہ جل جلالہ کی ذات بہت بڑی ہے ۔اس میں کچھ راز ہے جب آگے چلے تو ایک سفید پوش سامنے آیا اس سے راستے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ راستہ تو آپ وہاں بھولیں ہیں جب سے آپ نے جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑا ہے پھر دو شخص اور بھی احمد رحمۃ اللہ علیہ کو ملے انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے امتحان کیلئے دعوت کی تھی۔ اور اپنے خدام سے یہ کہا تھا کہ دعوت کو خوبصورت رنگ میں بنائیں۔ اور دستر خوان پر بعض منہیات بھی رکھ دیں مثلاً شراب وغیرہ اور دروازے پر خوبصورت گھوڑے کھڑے کر دیئے۔ مولانا احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ جب آئے تو پہلے دروازے پر جو حالات انہوں نے دیکھے تو دل میں سوچا کہ اِدھر ہی سے واپس ہو جاؤں۔ لیکن اس کو برداشت کیا مگر جب دستر خوان پر بیٹھے تو وہاں دیکھتے ہیں کہ منہیات اور محرمات دعوت میں موجود ہیں۔ تو وہاں سے واپس ہو گئے۔ تو شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھ لیا کہ یہ شخص حق پرست ہے۔ یہ نہیں کہ جو بھی سامنے آئے اسے کھالے اور ان لوگوں نے جو کہا کہ تم نے راستہ وہاں غلط کیا ہے۔ تو پھر وہ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس انتہائی عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہوئے اور پھر ان سے بیعت کی اور پھر اللہ جل جلالہ نے ان کو اس بیعت میں بہت کمال دیا۔

صدائے دل

عزیز طلباء اصل بات یہ ہے کہ {مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّه لَا یُتْرَكُ كُلُّه}

یہ بات آپ ہمیشہ کرتے ہیں کہ جس کام کو پورا نہیں کر سکتے تو اس کو بالکل بھی مت چھوڑیں۔ ہم ان لوگوں کے راستے کا عزم تو کریں اگرچہ ہم ان کے مقامات کو نہیں پہنچ سکتے اس کے لئے بہت ریاضت مطلوب ہے۔ ہاں جس کو اللہ جل جلالہ چاہے بے تکلف دے دیتے ہیں۔

داد اورا قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد اوست

ترجمہ: اللہ جل جلالہ کی عطا کیلئے قابلیت شرط نہیں بلکہ قابلیت کیلئے اللہ کی عطاء شرط ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ جل جلالہ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے اور ہمارے حالات تو یہ ہیں کہ ہم لکیر کے فقیر ہیں بس ایک راستے پر چلتے ہیں نہ اس سے نیچے آتے ہیں اور نہ اوپر جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اپنے معمولات میں ترقی نہیں کر سکتے۔ ورنہ اصل مقصود تو اللہ جل جلالہ کا وصال ہے اور اس کے لئے اولیاء اللہ نے بہت ریاضات کی ہیں۔ ان کے حالات سن کر آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ اللہ جل جلالہ ہم اور آپ کو بھی پختہ ارادہ اور عزم مصمم عطاء فرماوے اور ہم سب کو نیک عمل کی توفیق دے۔

{امین ثم امین}

{مقالہ 11}

مشاہدہ کیا ہے؟

صدائے وطن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد

فاعوذبا للّٰه من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ... الآیة

معزز حاضرین کرام اللہ جل جلالہ نے بنی نوع انسان کو روئے زمین پر آباد کیا۔اور خلافت کیلئے اس کا انتخاب کیا۔ یہ تمام مخلوقات انسان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان اللہ پاک کی بندگی کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔

آیت: { وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ }

ترجمہ: میں نے جن وانس کو صرف اپنی بندگی کیلئے پیدا کیا ہے۔

عزیز طلباء کرام جب ایک شخص بندگی کرے اور اسے بندگی کا طریقہ اور قانون معلوم نہ ہو کہ بندگی کیسی کی جاتی ہے۔تو اس بندگی میں بہت نقصانات ہوتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اس بندگی میں وہ ہلاک اور تباہ ہو جائے۔اور یہاں آپ بندگی کا قانون سیکھنے کیلئے آئے ہیں وہ یہ کہ آپ علم حاصل کریں تا کہ منہیات غیر منہیات سے جدا ہو جائیں۔جن چیزوں پر اللہ راضی ہوتا ہے۔اور رضا کا انعام (رضی اللہ عنہم) حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ انعام تب حاصل ہوگا جب بندگی قانون کیساتھ برابر ہو اور صحیح بندگی ہو۔اور اگر آپ بندگی اللہ تعالی کے قانون کے خلاف کریں تو یہ بندگی اللہ تعالی کو منظور نہیں ہے۔

عزیز طلباء اس مختصر وقت میں صرف توجہ دینا مقصود ہے کہ ہم اعمال کی طرف متوجہ ہو جائیں۔اور اپنی زندگی کا مقصد پہچان لیں کہ ہم کس لئے پیدا کئے

گئے ہیں۔اور اگر ہم نے اپنے بندگی کو نہیں پہچانتے بلکہ ہر وقت کبر، حسد اور کینہ میں مبتلا رہتے ہیں تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالی کی محبت کا راستہ طے نہیں ہوگا۔اللہ تعالی کی محبت کا راستہ طے کرنے کیلئے پہلی اینٹ یہ ہے، کہ اللہ تعالی کی کبریائی کے مقابلہ میں اپنے ذات کو فناء کردیں۔اور اسلئے جب اولیاء اللہ مقامات عالیہ حاصل کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ فنا فی اللہ کے درجہ کو پہنچ گیا ہے۔فناء فی اللہ کا مطلب یہ ہے۔کہ تمام خواہشات اور بشری تقاضوں کو ختم کردیں۔اور بشریت کو ختم کردیں۔اور صرف وہ کریں جو اللہ تعالی چاہتا ہے۔

عزیز طلباء کرام یہ اولیاء اللہ کے حالات وواقعات جو بیان ہوتے ہیں یہ صرف اس لئے نہیں ہوتے کہ یہ ایک قصہ تھا جو گزر گیا بلکہ یہ اس لئے بیان کئے جاتے ہیں ہم یہ سوچیں کہ یہ بھی ہماری طرح انسان تھے۔خواہشات رکھتے تھے۔آخر ان میں جو اتنے کمالات تھے اسکا 100 واں یا ہزارواں حصہ ہم میں نہیں ہے تو کوشش کریں کہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلیں۔

ابراھیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں ایک اجنبی نو وارد

عزیز طلباء ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے ولی اللہ تھے ان کے واقعات آپ نے سنے ہونگے۔آپ بلخ میں پیدا ہوئے تھے اور بلخ کے بادشاہ کے متبنی تھے۔یعنی بلخ کے بادشاہ نے انکو اپنا بیٹا بنایا تھا (متبنی کا معنی یہ ہے کہ اس کی با تکلف اپنا بیٹا بنالیا تھا۔اور وہ ان کا نسبی بیٹا نہیں تھا) اور اسی وجہ سے اللہ پاک نے یہ سلطنت ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی۔اور بلخ کا بادشاہ بن گیا۔(ہر

وقت یہ سوال کرتے رہنا کہ اے اللہ ہم پر اپنا فضل کردے کیونکہ جب اللہ جل جلالہ کا فضل حاصل ہوتا ہے۔ تو پھر اللہ تعالی راستے بھی ہموار کردیتے ہیں۔ اور آسان بھی کردیتے ہیں۔ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ شاہی تخت پر تشریف فرما تھے۔ ایک دن ان کے دربار میں ایک انتہائی بارعب شخص داخل ہوا، خُدّام میں سے کسی کو یہ مجال نہ تھی۔ کہ ان سے پوچھ لیتے کہ آپ کون ہیں؟ اور کہاں جارہے ہیں؟ حتی کہ وہ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے تخت تک پہنچا۔ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں مسافر خانہ تلاش کررہا ہوں۔ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ شاہی محل ہے مسافر خانہ تونہیں، مسافر نے ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ سے پہلے یہاں کا بادشاہ کون تھا؟ ابراہیم ابن ادہم اس کا نام بتایا اور پھر پوچھا کہ ان سے پہلے کون تھا؟ جواب دیا کہ ان کا باپ۔ پھر پوچھا تو انہوں نے اسی طرح جواب دیا۔ پھر اس مسافر نے کہا کہ مسافر خانہ تو اسی کو کہتے ہیں کہ کبھی اس میں ایک شخص ہوتا ہے اور کبھی دوسرا۔ تو پہلے وہ اس تخت پر تھے۔ اور آج آپ ہیں اور کل آپ چلے جائیں گے تو کوئی اور بادشاہ ہوگا اس گفتگو کا آپ پر بہت اثر ہوا اور خدا طلبی شروع کردی۔ ایسے ہی اتفاقاً ایک مرتبہ اپنے بستر شاہی پر آرام فرمارہے تھے۔ کہ چھت سے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ آپ نے پوچھا کون ہو؟ جواب ملا کہ میں اونٹ تلاش کررہا ہوں، ابراہیم ان ادہم نے کہا کہ تجھ سے زیادہ بیوقوف کون ہوگا۔ یہ تو شاہی محل ہے اور پھر تم اونٹ چھت پر ڈھونڈ رہے ہو، انہوں نے جواب دیا کہ وہ شخص مجھ سے بھی زیادہ بیوقوف ہے جو دیدار الٰہی کو تخت شاہی پر ڈھونڈتا ہو۔ شاہی تختوں پر بیٹھ کر

اللہ جل جلالہ نہیں ملتا۔ (اللہ جل جلالہ جس کیلئے سبب بنائے) اس بات نے اتنا اثر کیا کہ بادشاہت چھوڑ دی اور پھر غیبی اشارات کے ساتھ مکہ مکرمہ آئے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر وہ ایسے مقامات کو پہنچ گئے کہ خود جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ تمام علوم کی کنجی ہے۔ کنجی کا مطلب کلیہ اور اصول ہے۔

عزیز طلباء کرام یہ مقامات مجاہدوں سے حاصل ہوتے ہیں ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اتنا مجاہدہ کیا کرتے تھے کہ چار پانچ دن کے بعد کھانا کھاتے تھے ۔وہ اگر چہ صورت بشری پر تھے۔ لیکن ان میں اتنی روحانیت اور ملکیت آئی تھی۔ کہ ان ملائکہ کی غذا تسبیحات ہے تو پھر اولیاء اللہ کرام کی غذا بھی تسبیح ہوجاتی ہے۔ ایک دن پہاڑ پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرماتھے کچھ حالات بیان کر رہے تھے۔ اس دوران میں یہ بات شروع کی کہ بعض اولیاءاللہ ایسے ہیں کہ اگر وہ پہاڑ کو کہہ دیں کہ چلو تو پہاڑ بھی چلنا شروع کر دے بس اتنی ہی بات کہی تھی۔ کہ وہ پہاڑ چل پڑا۔ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رک جائیں تو واقعہ بیان کر رہا ہوں۔ تجھے چلنے کا حکم تو نہیں دیا۔

عزیز طلباء کرام اللہ جل جلالہ جن کو چاہے یہ مقامات عطا فرماتا ہے۔ ہم اس وقت جو مراقبہ کرتے ہیں اس مراقبہ کے اوپر ایک اور چیز ہے۔ جس کو مشاہدہ کہتے ہیں۔ مشاہدہ بھی مراقبہ کی طرح ہے۔ لیکن مشاہدہ کا مرتبہ مراقبہ سے اوپر ہے۔ اور احادیث میں اس کی اصل حضرت حنظلہؓ کا واقعہ ہے کہ ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے تھے۔ یہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے انہوں نے پوچھا کہ

حنظلہؓ آپ کیوں رو رہے ہیں۔حنظلہؓ نے عرض کیا کہ میں اس لئے پریشان ہوں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں اور جنت، دوزخ کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہماری کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ گویا ہم جنت ودوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔لیکن جب ہم گھر آتے ہیں اور اپنی اولاد اور بیوی کے ساتھ محفل میں ہوتے ہیں تو یہ سب کچھ بھول جاتے ہیں۔یہ تو نفاق ہے اور میں بھی منافق ہوں۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ نفاق ہے تو پھر میں بھی منافق ہوں چلو دونوں چلتے ہیں۔اور یہ حال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیان کرتے ہیں۔پس جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا ماجرہ سنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے حنظلہؓ! یہ تجلیات اللہ کی طرف سے ہیں۔اور یہ کشف ہمیشہ اور دوام کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ یہ کیفیات تو بعض اوقات حاصل ہوتی ہیں۔

اقسام مشاہدہ

مشاہدہ دو قسم پر ہے۔ایک حقیقی مشاہدہ کہ اللہ جل جلالہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور یہ جنت میں ہوگا۔دنیا میں حقیقی مشاہدہ نہیں ہوتا لیکن جو اولیاء اللہ اور سالکین ہیں ان کا اتنا سکون اور اطمینان ان تجلیات سے حاصل ہوتا ہے۔گویا کہ انہوں نے اللہ جل جلالہ کا دیدار کرلیا۔یہ تجلیات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہیں لیکن یہ حالات ہمیشہ نہیں ہوتے کیونکہ اگر یہ ہمیشہ ہوں تو پھر انسان مغلوب الحال ہوجاتا ہے۔پھر دیوانہ رنگ اور مجذوب بن جاتا ہے۔اور ان کیفیات کو برداشت نہیں کر پاتا اور موت کا خطرہ ہوتا ہے۔اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک

عاشق ہے اسے محبوب سے بہت محبت ہے محبوب کو بھی علم ہے کہ اسے مجھ سے بہت محبت ہے اور عاشق کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے محبوب کو ہر وقت دیکھتا رہتا ہے۔ اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل جلالہ یہ نہیں کہا کہ دیدار بند کرو یہ ہر وقت نہیں ہوتا بلکہ ان کو دوسرے کاموں میں لگا دیتا ہے کہ جاؤ تبلیغ کرو۔ تا کہ ان کی توجہ تبدیل ہو جائے ۔ اور محبوب بھی سوچتا ہے کہ اگر میں اس سے کہوں کہ میری طرف نہ دیکھو تو پھر یہ ناراض ہو جائیگا۔ اور اگر میں اسے منع نہ کروں اور وہ مجھے مستقل دیکھتا رہے تو اس کا دل برداشت نہ کر سکے گا۔ اور مر جائے گا۔ پھر یہ محبوب اس عاشق کے ساتھ حکمت سے کام لیتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے کہ بازار جاؤ اور میرے لئے آم لے آؤ۔ امرود اور سیب لے آؤ۔ تو پھر وہ کیفیت وہاں سے جانے کی وجہ سے ختم ہو گئی۔ لیکن عاشق کا دل بھی نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ وہ یہ سوچتا ہے کہ میں محبوب کی خدمت میں ہوں۔ اور اس سے اسکو لذت اور مزا حاصل ہوتا ہے اور اس مزے میں فرق بھی نہیں آتا۔ اسی طرح انبیاءؑ اور اولیاء کو اللہ پاک ہمیشہ ایک حال پر نہیں رکھتا کہ وہ ہمیشہ انوار اور تجلیات میں رہیں۔ اس لئے کہ اگر وہ ہمیشہ تجلیات میں رہے تو پھر مغلوب الحال ہو جائینگے۔ اور اپنے گھر کی ضروریات کو چھوڑ دینگے۔

عزیز طلباء کرام ہم اور آپ پر اللہ جل جلالہ نے بہت فضل و کرم کیا ہے الحمد اللہ ثم الحمد للہ علم ضروری ہمیں حاصل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم اللہ جل جلالہ سے غافل نہ رہیں بلکہ ہمیں چاہیے کہ ہم سے جتنا بھی ہو سکے اللہ جل جلالہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اور پھر اللہ جل جلالہ کی طرف سے تجلیات اور انوار بھی حاصل ہوں گے۔ لیکن ہم ان انوار اور تجلیات کو کم محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ اہلیت

اور صلاحیت کے محتاج ہیں۔اور اہلیت اور صلاحیت نہ ہوتو برداشت بہت مشکل ہو جاتا ہے۔جس طرح ایک چھوٹے سے برتن میں زیادہ پانی ڈال دیا جائے تو پانی باہر گرجاتا ہے اور پانی سمانے کی صلاحیت اس میں نہیں ہوتی۔اولیاء اللہ لکھتے ہیں کہ توجہ کے ساتھ بہت کام حل ہوتے ہیں لیکن اس وقت جب قابلیت موجود ہو۔ بہرحال عزیز طلباء کرام علم کے ساتھ اللہ جل جلالہ کی بندگی کی کوشش کرو اور اللہ جل جلالہ کے بندگی کی مختلف اقسام ہیں اور انکا پہلا منظر نماز ہے۔نماز کا بہت اہتمام کرو۔

مقالہ 12

دین کے کسی ایک عمل کو بھی ادنیٰ سمجھنا باعث محرومی ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مَنۡ تَهَاوَنَ بِالآدَابِ عُوۡقِبَ بِحِرۡمَانِ السُّنَنِ وَمَنۡ تَهَاوَنَ بِالسُّنَنِ عُوۡقِبَ بحرمان الۡوَاجِبَاتِ وَ مَن تَهَاوَنَ بِالوَاجِبَاتِ عُوۡقِبَ بِحِرۡمَانِ الۡفَرَائِضِ وَمَنۡ تَهَاوَنَ بِالۡفَرَائِضِ عُوۡقِبَ بِحِرۡمَانِ مَعرِفَةِاللّٰه۔

معزز حاضرین آپ کو اللہ جل جلالہ نے علم کی صفت سے نوازا ہے، یہ انتہائی قابل قدر ہے اس کا شکر ادا کیا کریں۔ کیوں جس نعمت کا شکر ادا نہ کیا جائے، وہ نعمت اللہ جل جلالہ سلب کر لیتے ہیں۔ علم کی برکت سے آپ حضرات نے یہ مضمون سنتے ہی سمجھ لیا ہوگا۔ لیکن اسی سلسلے میں ایک مختصر بات سن لیں۔

عزیز طلباء کرام جو انسان آداب پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ آداب کی ادائیگی میں سُستی کرتا ہے تو یہ شخص سنتوں پر عمل سے محرومی کے عذاب میں مبتلا ہوتا ہے اور جو شخص سنتوں کی پرواہ نہیں کرتا اور یہ کہتا ہے کہ یہ تو سنت ہے کوئی فرض تو نہیں تو وہ واجبات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص واجبات کی فکر نہیں کرتا وہ فرائض سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور جس شخص کے ساتھ فرائض کی فکر نہ ہو تو وہ شخص اللہ جل جلالہ کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے۔

محترم طلباء کرام دنیا کی زندگی معرفت الٰہی کیلئے ہے کہ ہم اللہ جل جلالہ کی معرفت حاصل کریں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ پسند ہے کہ بچپن میں مرجاتے یا یہ پسند ہے کہ آپ کی عمر دراز کی گئی۔ ہم تو کہتے ہیں کہ کاش کہ بچپن میں مرجاتے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں بچپن میں مر گیا ہوتا۔ اس لئے کہ بچپن میں اللہ جل جلالہ

کی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔اور اصل نعمت تو معرفت خداوندی ہے۔عزیز طلباء ان فرائض واجبات کا خیال کرنا اور ہر وقت اس کے فکر وغم میں رہنا یہ بہت عظیم دولت ہے اس کے ساتھ لوگوں کو بہت بڑے بڑے درجے حاصل ہوتے ہیں۔

فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ

فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں۔لیکن انکی ابتدائی زندگی بہت عجیب تھی۔وہ ڈاکوؤں کے سردار تھے لیکن باوجود اس کے کہ ڈاکہ ڈالتے تھے۔نماز کی بہت پابندی کرتے تھے۔نوافل بھی ادا کرتے اور روزے بھی رکھتے تھے۔اور ڈاکہ بھی ڈالتے تھے۔لیکن ان میں ایک صفت تھی کہ وہ جب بھی ڈاکہ کرتا وہ لکھتے یعنی مقدار، کیفیت اور جس سے لیا ہے اس کا نام اور جگہ کا نام بھی لکھتے تھے۔اللہ جل جلالہ جسے ہدایت دینا چاہے تو پھر اُس کے لئے ہدایت کے اسباب مہیا کر دیتے ہیں۔ایک دن راستے سے گزر رہے تھے۔کہ قرآن کی آیت۔{ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ سنی}۔ترجمہ:۔آیا اب تک مومنوں پر وہ وقت نہیں آیا کہ انکے دل اللہ کے ذکر کیلئے عاجز اور قرآن کیلئے منقاد ہو جائیں۔"وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ" سے مراد قرآن مجید ہے۔{أَلَمْ يَأْنِ۔ اصل میں يَأْنِيْ تھا لَمْ جازمہ کی وجہ سے یاء ساقط ہوئی۔(اعنی انہ ناقص) اسکی ماضی ومضارع اَنٰی يَأْنِيْ ہے۔نہ کہ اٰنَ کیونکہ اٰنَ اجوف ہے۔جیسا کہ باَعَ خوب سمجھ لو۔

جب انہوں نے یہ آواز سنی تو جواب میں کہہ دیا کہ ہاں اب وہ وقت آچکا ہے۔اللہ جل جلالہ نے اس آیت کی وجہ سے ایسا اثر کر دیا کہ چوری ڈاکے سے توبہ

کردی اور توبہ کرنے کے بعد وہ مال جو لکھا کرتے تھے۔ وہ سب ان کے مالکوں کو واپس کردیا۔ ان میں سے ایک یہودی بھی تھا جس سے آپ نے چوری کی تھی۔ وہ مال اس یہودی کے پاس لے گئے۔ تو یہودی نے ان پر یہ دعوٰی کیا کہ اس سامان میں ایک سونے کی تھیلی تھی۔ وہ واپس کردو تو فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس میں سونے کی تھیلی نہیں تھی۔ اور بہت زور لگایا لیکن یہودی نے کہا کہ اگر وہ تھیلی نہ لائے۔ تو میں معاف نہیں کروں گا۔ تھیلی تو اس سامان میں موجود تھی۔ لیکن اس تھیلی میں ریت تھی سونا نہیں تھا۔ الغرض آپ گھر چلے گئے اور وہ تھیلی لے آئے اور جب تھیلی یہودی کے سامنے خالی کی تو اس سے سونا نکلا۔ تو یہودی نے کہا کہ میں نے تورات میں یہ پڑھا تھا کہ جس شخص کی توبہ سچی ہو اسکے ہاتھ میں ریت بھی سونا بن جاتا ہے۔ اور تورات کی وہ بات یہاں صادق ثابت ہوگئی۔ اور آپ کی توبہ سچی ہے کہ اللہ پاک نے آپ کے ہاتھوں میں اس ریت سے سونا بنادیا ہے۔

عزیز طلباء کرام آپ خود سوچیں کے ان کی زندگی میں انقلاب کیوں آیا میرا نظریہ تو یہ ہے کہ نماز کی پابندی کی وجہ سے وہ اس چوری ڈاکہ سے منع ہوئے۔ کیونکہ قرآن مجید کی صریح آیت {اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفحشاءِ وَالْمُنْکَرْ} سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ تو جب نماز حقیقی نماز ہو تو انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور اسکے بعد اس یہودی نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه۔ پڑھا اور ایمان جیسی عظیم دولت حاصل کرلی۔

عزیز طلباء کرام عاجزی اختیار کریں اور اپنے آپ کو بہت عاجز اور کمزور سمجھیں۔ ہر شخص کے متعلق خیال کرو کہ وہ مجھ سے بہتر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس

میں ایک ایسی صفت ہوگی۔ جو اللہ جل جلالہ کو محبوب ہو اور مجھ میں کوئی عیب ہوگا جو اللہ جل جلالہ کو ناپسند ہوگا۔

فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے مجتہد امام فقیہ ایک دن فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں۔ کہ مجھے نصیحت فرمائیں تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میری نصیحت یہ ہے کہ خود کو بڑا نہ سمجھو ہمیشہ خود کو ادنی اور کمتر سمجھو۔ اور اسی میں کامیابی کا راز مضمر ہے۔

سالہا تو سنگ بودی دلخراش
آزمودہ را یک زمانے خاک باش
در بہاراں کئی شود سر سبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

بہار کے موسم میں مٹی میں خوبصورت پھول پیدا ہوتے ہیں۔ پتھر میں اسلئے پیدا نہیں ہوتے کہ پتھر میں عاجزی نہیں وہ سخت رہتا ہے۔ کسی سے اثر نہیں لیتا اور اگر مٹی میں دانہ ڈال دیں تو وہ گل گلزار ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت میں ۳۰ سال گزارے اور اس عرصہ دراز میں میں نے انہیں صرف ایک مرتبہ ہنستے ہوئے دیکھا۔ ایک دن وضو فرما رہے تھے، بعض اعضاء کو دو مرتبہ دھویا مثلاً چہرہ یا بازو وغیرہ رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہوا تو حضور ا نے فرمایا کہ فضیل! تمہاری شان سے یہ بعید ہے کہ تم میری سنت چھوڑ دو۔ اس پر آپ فوراً بیدار ہوئے اور نفل پڑھنا شروع کئے۔

پھر روزانہ ۵۰۰ رکعت نفل اس کے کفارہ میں ادا کرتے رہے۔

عزیز طلباء نبی کریم ﷺ نے اپنی امت پر کتنے احسانات کئے ہیں ایمان جیسی بڑی دولت جس کے ذریعے سے وہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، جو ابدالابد کی نعمتیں ہیں اور فنا نہیں ہوتیں۔ ایمان سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہیں۔ دنیا اور آخرت اس کے ساتھ بنتے ہیں۔ یہ نعمتیں ہمیں نبی کریم ﷺ کے واسطے سے ملی ہیں۔ اگرچہ منعم حقیقی اللہ جل جلالہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور ہم اور آپ یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول اسے محبت کرتے ہیں۔ اور اسی محبت کی وجہ سے ہم نے اپنا گھر اور پنے اہل عیال اور رشتہ داروں کو چھوڑا ہے۔ مجھے تو اس پر بہت افسوس ہوتا ہے کہ طالب علم تکبیر اولی سے رہ جائے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ انسان عاجز ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں۔ خود نبی کریم ﷺ سے لیلۃ التعریس میں صبح کی نماز قضا ہوگئی تھی۔ لیکن یہ تو وقتاً فوقتاً کبھی کبھار ہوتا ہے۔ اور یہ عادت بہت بری ہے، کہ آدمی ہمیشہ لاپرواہی کرے اس زمانے میں تو اللہ جل جلالہ نے اتمام حجت کر دیا ہے کہ گھڑیاں موجود ہیں۔ لیکن غم تو اس بات پر ہے کہ ہم گھڑی کو دیکھتے اور خوب جانتے ہیں کہ اب امام کھڑا ہو چکا ہوگا۔ اور پہلی رکعت شروع ہو چکی گی۔ اور ہم اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے کہ حضورا کی سنت رہ گئی۔

فضیل ابن عیاض سے صرف تیسری مرتبہ دھونا رہ گیا تھا۔ پھر حضورا ان سے ناراض تھے کہ اے فضیل یہ تیری شان سے بہت دور ہے۔ کیا یہ ہماری شان سے بعید نہیں اور آپ لوگ تو خواص ہیں۔ اللہ جل جلالہ ہم سب پر فضل کرے یہ بہت مختصر وقت ہوتا ہے۔ اس میں صرف توجہ دینی مقصود ہوتی ہے۔ کہ دل میں درد پیدا ہو جائے یہ فکر

وغم پیدا ہو جائے کہ یہ عیوب ہم میں موجود ہیں۔ اور جب یہ احساس پیدا ہو جائے گا تو پھر اس بیماری کا آدمی علاج بھی کرے گا۔ اور جب ہم بیماری کو بیماری نہ سمجھیں عیب کو عیب نہ سمجھیں تو اسکا تدارک کیسے کریں گے۔

اللہ جل جلالہ ہم پر اپنا فضل وکرم کرے عزم کریں اور قصد کریں اور دعا بھی عاجزی اور تضرع کیساتھ کیا کریں۔ کہ اللہ جل جلالہ ہم پر اپنا فضل وکرم نازل فرمائے۔ امین ثم امین

عقل وخاطر تیز کردن نیست راہ
جز شکستہ را نگیرد فضل شاہ

صدائے دل

{مقالہ 13}

علم بڑی نعمت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عزیز طلباء کرام اللہ جل جلالہ نے ہمیں علم جیسی نعمت سے نوازا ہے اگر ہم نے اس نعمت کی بے قدری کی تو ممکن ہے کہ اللہ جل جلالہ ہم سے نعمت عظمیٰ سلب کرلے۔آپ کے علم میں ہے کہ بہت طلباء فارغ التحصیل ہوئے ہیں بعض تو غیر ذی استعداد ہیں۔لیکن بعض مستعد طلباء ہوتے ہیں لیکن ان میں علم کی قدر نہیں ہوتی ،علم کیساتھ محبت نہیں ہوتی،اخلاص نہیں ہوتا،تو وہ علم رفتہ رفتہ کمزور ہوجاتا ہے۔اور پھر جب کتاب دیکھتے ہیں تو سمجھ نہیں آتی۔

عزیز طلباء کرام اس مختصر وقت میں یہاں اس لئے بیٹھے ہیں کہ اللہ جل جلالہ ہمیں دین کی سمجھ عطاء کردے۔اور اس دین کے ساتھ محبت نصیب کردے۔آپ دیکھیں کہ قرآن مجید کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین سے ہوئی ہے۔اور یہ اس لئے تا کہ ہمارے دل میں اللہ کی عظمت آجائے اور عظمت کے ساتھ اللہ جل جلالہ کی محبت آجائے۔پہلے جملے میں اللہ جل جلالہ نے اس بات کی تعلیم دی ہے کہ تمام صفات کمالیہ صرف اللہ جل جلالہ کیلئے ثابت ہیں۔اور تمام جہاں کا مالک صرف ایک اللہ جل جلالہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ تمام صفات کمال کا مالک ہے اور صفات کے ساتھ انسان کے دل میں اللہ جل جلالہ کی عظمت آتی ہے۔آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ جو شخص جامع الاوصاف ہوتا ہے تو سب لوگ اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔علم کے سلسلے میں جو بڑا عالم باعمل ہو طلباء کے نزدیک وہ عزت مند اور ہر دلعزیز ہوتا ہے۔اور بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔جو اس سے محبت نہیں کرتے ہیں۔یہ علم ایک صفت کمال ہے اور اللہ جل جلالہ کیلئے تمام صفات کمال ثابت ہیں تو جب یہ تمام

صفات اللہ جل جلالہ کو ثابت ہو گئے۔اور تمام کمالات بھی اللہ جل جلالہ کی طرف راجع ہیں تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ تمہاری جسمانی اور روحانی پرورش اور تربیت میں کرتا ہوں۔آپ دیکھیں کہ جسمانی صلاحیتوں میں ہم پر اللہ جل جلالہ کا کتنا فیضان ہے ہر ایک نعمت دیتا ہے۔بالکل تیار دیتا ہے۔علم ہم اپنے لئے حاصل کرتے ہیں۔ اور سب کچھ ہمیں تیار ملتا ہے۔یہ سب اللہ جل جلالہ کے ربوبیت کے آثار ہیں۔اور اللہ جل جلالہ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ انعامات میں کرتا ہوں تم بندگی بھی میری کرو۔اور بندگی بھی اللہ جل جلالہ کو وہ محبوب ہے جس میں اخلاص ہو درد دل ہو صرف رواجی طور پر نہ ہو کہ جب ہم اللہ اکبر کہتے ہیں تو پھر اس گھڑی کی مانند چلتے ہیں جسے چابی دی گئی ہو۔اور کچھ احساس بھی نہیں ہوتا پھر جب وہ چابی ختم ہو جائے تو گھڑی رک جاتی ہے۔اسی طرح ہماری نماز ہے کہ سلام پھیرنے کے ساتھ ہی چابی ختم ہو جاتی ہے۔اور حق تو یہ تھا کہ ہر جملہ کے ادا کرتے وقت اس پر سوچ بھی کیا جاتا اور دل میں درد بھی پیدا ہو جائے۔

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمہ اللہ تعالی کے احوال

عزیز طلباء کرام مخلص لوگ تو بہت ہونگے لیکن اللہ جل جلالہ کی مخلوق میں جن علماء نے محبت کا پیالہ پیا ہے،اور اللہ جل جلالہ کی محبت کی شراب پی ہے،انہیں حقیقی اخلاص حاصل ہوا ہے۔اور وہ ایک ایسے مقام کو پہنچ جاتے ہیں۔کہ اللہ کی محبت میں مست ہو جاتے ہیں۔اور جب وہ اللہ جل جلالہ کی محبت میں مست ہو جاتے ہیں،تو پھر اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں ۔ ان اولیاء اللہ کے واقعات کتابوں میں محفوظ

ہیں۔کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر نیک لوگوں کی صحبت میسر نہ ہوتو اولیاء کے ملفوظات پڑھا کرو،ان کے پڑھنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ انکا لقب سدید الدین تھا۔(سدید کا معنی برابر ہونا ہے)۷ سال کی عمر میں قرأت سبعہ کے ماہر تھے۔اور ۱۶ سال کی عمر میں علوم ظاہریہ سے فارغ ہوگئے تھے۔۱۶ سال کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کی راہنمائی کے ساتھ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں شریک ہوئے

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق تحقیق

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ وفات پاگئے ہیں۔اور جو لوگ انہیں دیکھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی روح اتنی قوت میں ہے کہ جب بھی چاہے شکل اختیار کرلے اور یہ ایک شکل مثالی ہوتی ہے۔بہت زمانے کی بات یاد آ گئی۔مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک طالب علم اپنے بزرگ سے ملاقات کرنے گئے۔سردی کا موسم تھا وہ بزرگ چارپائی پر تشریف فرماتھے اوران کے بدن سے پسینہ آرہا تھا،سخت سردی کے موسم میں رضائی کو ہٹایا تھا،طالب علم نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ ابھی میرے استاد محترم جن کی وفات کو بہت عرصہ ہوگیا ہے،اپنے جسد عنصری کیساتھ میرے پاس آیا تھا اور کہا کہ خبردار کہ اس اختلاف میں حصہ نہ لو۔انہیں دیکھ کر مجھ پر یہ ہیبت طاری ہوگئی ہے۔حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ یہ صورت مثالی تھی۔جس طرح فرشتہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام اکثر حضرت دحیہ کلبی ؓ کی شکل میں

تشریف فرماتے تھے۔اور خضر علیہ السلام کے بارے میں تفسیر مظہری نے یہ تطبیق کی ہے۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام وفات ہیں اور لوگ ان کی مثالی شکل دیکھتے ہیں۔
بہرکیف حضرت خضر علیہ السلام کے اشارہ سے ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور ٦ مہینے میں علم التصوف کو مکمل کر دیا۔اللہ پاک نے انکو بہت زیادہ استعداد سے نوازا تھا ان پر بکاء بہت غالب تھی ہر وقت رویا کرتے تھے۔
کسی نے پوچھا کہ آپ کیوں اتنا رویا کرتے ہیں۔آپ کو اللہ جل جلالہ کے کریم اور غفور ہونے پر یقین نہیں۔تو وہ فرمانے لگے کہ مجھے ایک آیت نے بہت غم زدہ کیا ہے۔
آیت: {فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر} ترجمہ: ایک جماعت جنت میں ہے ایک جہنم میں ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کونسی جماعت میں ہوں۔ ہر وقت اسی لئے روتا ہوں، پھر ان سے کسی نے پوچھا کہ جب آپ پر اتنا خوف خدا غالب ہے تو پھر بیعت کیوں نہیں کرتے۔جب یہ آواز سنی تو ایک آہ بھری۔
شعر

آہ کرد و درد آزان آمد بیروں
آہ وے داد ازدل بوئے خوں

ایسی آہ بھری جس طرح گوشت کو آگ پر کباب کیا جائے۔اور پھر اس کے بعد بے ہوش ہوگئے۔جب ہوش آیا تو ایک ہاتف نے غائبانہ آواز دی۔ اَنْتَ فِی الْجَنَّۃِ۔
ترجمہ:۔آپ جنتی ہیں۔تمام مجمع نے یہ آواز سن لی۔ اس آواز کے ساتھ ٣٠٠ کافران کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئے۔
عزیز طلباء کرام {اَلْعَطَایَا عَلٰی مَتْنِ الْبَلَایَا}۔٦ دن کے بعد افطار

کرتے تھے۔آپ اندازہ لگائیں ہم ایک دن روزہ رکھتے ہیں تو پھر سوچتے ہیں کہ شام کی آذان کب ہوگی۔اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اہل اللہ کی غذا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے۔جتنے اولیاء اللہ ہیں وہ اس ذکر کے ساتھ بڑے مقامات کو حاصل کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر مجھ سے کوئی قسم کھا کر یہ کہے کہ تیرے اعمال ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جن کا قیامت پر ایمان ہو تو میں اس سے کہ دونگا کہ آپ نے ٹھیک کہا اور آپ کفارہ نہ دیں۔اور ہمارا تو یہ حال ہے کہ "الحائك اذا صلی رکعتین انتظر الوحی" کہ اب مجھ پر وحی نازل ہوگی۔انکے شیخ اور مرشد ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال تھا جب ان سے کوئی کہتا کہ حضرت میرے لئے کچھ وقت نکالیں تا کہ آپ کی صحبت سے مستفید ہوجائیں تو وہ کہتے کہ میرے سامنے چار بڑے کام ہیں۔میں ان سے فارغ نہیں جب ان سے فارغ ہوجاؤں۔تو پھر آپ سوالات کریں میں جواب دونگا۔

اول:۔ یہ کہ اللہ جل جلالہ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔آیت { فریق فی الجنة وفریق فی السعیر } میں اس سے بے غم نہیں کہ میں کونسی جماعت میں ہوں۔

دوم:۔ یہ کہ جب ماں کے پیٹ میں اللہ جل جلالہ بچہ کی تخلیق کرتے ہیں۔تو ساتھ شقاوت اور سعادت لکھ دیتے ہیں۔کہ یہ شقی ہے یا سعید، مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں اشقیاء میں سے ہوں یا سعداء میں سے۔

سوم:۔ یہ کہ جب فرشتہ انسان کی روح قبض کرتا ہے تو پھر اللہ پاک سے سوال کرتا ہے کہ اسکی روح کو مسلمانوں کی ارواح میں شامل کردوں یا کافروں کی ارواح تو مجھے اس کا علم نہیں ہے۔کہ میری روح کن ارواح میں شامل کی جائیگی۔

چہارم:۔ یہ کہ اللہ جل جلالہ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔آیت{وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡن} ترجمہ: اے مجرموں آج مؤمنوں سے جدا ہوجاؤ تو ایسا نہ ہو کہ مجھے ان مجرموں کی فہرست میں نہ ڈال دیا جائے۔ یہ چار غم میرے ساتھ ہیں جب یہ حل ہوجائیں۔ پھر آپ سوال کریں۔

عزیز طلباء کرام میں نے اب آپ کے سامنے عرض کیا کہ انعامات تب ملتے ہیں جب انسان ریاضت کرے اور ریاضت کی توفیق بھی اللہ جل جلالہ کی طرف سے ملتی ہے۔

ایک شخص کا سوال
کہ تہجد کی توفیق نہیں ملتی؟

حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت مجھے تہجد کی توفیق نہیں ملتی تو حضرت نے فرمایا کہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ برے اعمال نہ کرو کیونکہ تہجد کی نماز بہت بڑی شرافت ہے۔ اور یہ شرافت مجرموں کو حاصل نہیں ہوتی۔ جس شخص کو اللہ جل جلالہ تہجد پڑھنے کیلئے اٹھاتا ہے یہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے اسکا اعزاز ہے۔ اسلئے تو میں طلباء کو درس میں عرض کرتا ہوں کہ عزم کریں اگر اٹھ نہیں سکتے لیکن عزم اور ارادہ تو ضرور کریں۔ جب آدمی ابتداء سے تکلیف برداشت نہیں کرتا تو عادت نہیں بنتی لیکن اگر شروع شروع میں کچھ تکلیف اٹھاتا ہے۔ تو پھر رفتہ رفتہ عادت بن جاتی ہے اور پھر اٹھنا آسان ہوجاتا ہے جیسے کہ ایک طبعی چیز ہو۔ مولانا حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں، کہ شریعت میری طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔ کہ جس طرح طبعی

امور کے حاصل کرنے میں لذت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح مجھے نیک اعمال کے کرنے میں لذت ملتی ہے۔ یہ بات انتہائی درد کی ہے کہ تہجد کی توفیق اسلئے نہیں حاصل ہوتی کہ دن کو گناہ کرتے ہو۔ اب ہم یہ کہیں گے کہ ہم سے کن گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ محترم طلباء ہر کسی کے لئے اپنے گناہ ہوتے ہیں، غیبت سے خود کو بچانا بہت مشکل ہے۔ کبھی کبھار دوستوں سے اختلاف ہوجاتا ہے۔ جنگ اور قطع تعلق تک نوبت آجاتی ہے۔ ایک دوسرے پر سلام بھی نہیں کرتے اور کبھی آدمی عجب نفس میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے نصائح میں سے یہ ہے کہ سر نہ بنو دُم بن جاؤ۔ کیونکہ سر کو لوگ کاٹ دیتے ہیں دم نہیں کاٹتے۔

عزیز طلباء جتنا بھی اللہ جل جلالہ کے سامنے خود کو ذلیل اور خوار کرو اتنا ہی انسان کو شرافت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ جل جلالہ کی کبریائی کی کوئی حد نہیں اس طرح ہماری چھوٹائی کی کوئی حد نہیں۔ جتنا ہو سکے عجز اختیار کریں یہ سب کمال ہے اور أنا مت کہو کیونکہ {مَنْ قَالَ اَنَا وَقَعَ فِي الْعِنَاء} ترجمہ: جس شخص نے میں میں کہا وہ مشقت میں واقع ہوا۔

اللہ جل جلالہ ہمیں اور آپ کو توجہ فکر اور درد نصیب کرے۔ کیونکہ مریض کو جب تک مرض کا احساس نہ ہو اس کو صحت حاصل نہیں ہوتی۔

{مقالہ 14}

ہدایت اللہ کی طرف سے ہے لیکن محنت ضروری ہے

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرّجیم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شعر

گرچہ ایزد دہد ہدایت دین
بندہ را اجتہاد باید کرد
نامہ کاں بحشر خواہی خواند
ہم ازین جا سواد باید کرد

عزیز طلباء کرام اگر آپ دنیا کے حالات پر نظر ڈالیں تو آپ کو دیکھنے میں آئے گا، کہ جن لوگوں نے دنیاوی امور میں کامیابی حاصل کی ہے اور انعامات حاصل کئے ہیں۔ انہوں نے اس صنعت میں انتہائی محنت کی ہے اسلئے انہیں یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح آخرت کے جو بڑے بڑے انعامات ہیں خصوصاً رضاالٰہی اور دیدار یہ بھی بغیر ریاضات کے بہت کم حاصل ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ جل جلالہ ہر قاعدے اور قانون سے بالاتر ہے جس کو چاہے معاف کردے۔ لیکن عمومی طور پر قاعدہ یہ ہے کہ ایک شئی کے حصول کیلئے کوشش کرنی پڑھتی ہے۔ آپ علماء ہیں اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ آیت {وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا...الآية} ترجمہ:۔ جو ہماری رضا میں کوشش کرے ہم اسکے لئے راستے سیدھے کر دیتے ہیں۔

عزیز طلباء اکرام ایک چیز جس کو آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو ان لوگوں سے حاصل کرو گے۔ جنہوں نے اس چیز میں کوشش اور محنت کی ہو اور اس میں کمال حاصل کیا ہو۔ تب وہ شیء حاصل ہوگی اور جب تک ان لوگوں کی صحبت حاصل

نہ ہو اس شئی کا حصول بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور یہ دو مختصر شعر جو میں نے آپ کے سامنے پیش کئے اسکا حاصل یہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ جل جلالہ ہادی ہیں لیکن خود انسان کو بھی جدو جہد اور کوشش کرنی چاہیے۔ جو نامہ اعمال آپ چاہتے ہیں کہ کل قیامت کے دن اللہ جل جلالہ ہمیں دائیں ہاتھ میں دے دیں۔ وہ اس دنیا میں تیار کیا جاتا ہے اگر اچھا اعمال نامہ چاہتے ہو وہ بھی اس دنیا میں حاصل ہوگا۔ اور اگر برا اعمال نامہ چاہیے تو وہ بھی یہاں سے تیار ہوگا۔ گویا بالفاظ دیگر آخرت کا سلسلہ خود مستقل بذاتہ نہیں بلکہ اس دنیا کی زندگی پر مرتب ہے۔ اب اس دنیا میں اللہ جل جلالہ نے ہمیں جو زندگی عطا کی ہے ہم کوشش کریں اور اللہ جل جلالہ کا فضل بھی شامل حال ہو تو یہ کامیابی حاصل ہو جائے گی۔

عزیز طلباء اولیاء اللہ کے واقعات صرف اس لئے بیان کئے جاتے ہیں۔ کہ ہم کو ان اعمال میں ترغیب اور شوق حاصل ہو جائے۔ کہ اے اللہ جل جلالہ یہ بھی تیرے بندے تھے انہوں نے کتنے مجاہدے اٹھائے۔

ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

ابو احمد ابدال کو چشتی اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ چشت کا رہنے والا تھا۔ اور چشت ایک علاقہ کا نام ہے اسی سے تصوف کا سلسلہ چشتیہ بنا، اور انکو ابدال اس لئے کہتے ہیں کہ انکے زمانے میں سب لوگ اس بات پر متفق تھے کہ یہ ابدال اور قطب ہیں ابدال مرتبہ میں قطب سے بڑا ہوتا ہے۔ اور ابدال عموماً ایک وقت میں چالیس ہوتے ہیں اور شام کے علاقے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور قطب الاقطاب ایک ہوتا ہے عام قطب زیادہ ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں خواجہ ابو اسحٰق بہت بڑے بزرگ

ولی اللہ تھے اور لوگوں کے مرشد اور ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ ایک دن اس (ابواحمد رحمۃ اللہ علیہ) کی پھوپھی سے کہہ کرآئے کہ تمہارے ہاں ایک بھتیجا پیدا ہونے والا ہے۔ اپنی بھابھی کا بہت خیال رکھو کہ کوئی مشتبہ لقمہ اس کے منہ میں نہ جائے، امتثالاً وہ بے حد حفاظت فرماتیں تھیں۔ بالآخر ٦ رمضان سنہ ٢٦٠ھ کو ابواحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رزق حلال کھانے سے انسان کو بہت کمالات حاصل ہوتے ہیں۔ بخاری شریف کے طلباء کرام کو معلوم ہے اور شاید آپ نے بھی سنا ہوگا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب نے وفات سے قبل یہ بتایا کہ میرے اس ترکہ میں ایک روپے بھی مشتبہ نہیں ہے۔ اور کتابوں میں یہ بات مفصل لکھی ہے کہ یہ حلال مال اللہ جل جلالہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو میراث میں دیا پھر اسی وجہ سے اللہ جل جلالہ اپنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اتنا علم دیا۔ کیونکہ آدمی کا باطن جب صاف ہوگا۔ تو جو چیز حاصل ہوگی وہ صاف ہوگی اور انوارات لائیگی۔ اور جب خراب چیز پیٹ میں چلی جائے تو سارا باطن خراب کر دیتی ہے۔ ہم اور آپ الحمد للہ اس سے تو آزاد ہیں کہ حرام مال کھالیں لیکن لوگ عطایا دیتے ہیں۔ اور ان کے مال کے تحصیل کا طریقہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس طریقہ سے کمایا ہے جائز یا ناجائز۔ دیکھو زہر ہر حال میں اپنا اثر دیکھاتی ہے۔ خواہ آپ کو معلوم ہو یا نہ ہو کہ یہ زہر ہے۔ لیکن جب پیو گے تو وہ اپنا اثر ظاہر کریگی۔ اب اگر آپکو معلوم ہو کہ یہ زہر ہے لیکن اسکے باوجود بھی پیو تو یہ خودکشی ہے اور اگر معلوم نہ ہو کہ یہ زہر ہے۔ لیکن پی لی تو پھر خودکشی کا گناہ تو نہیں ہوگا۔ لیکن موت تو واقع ہو جائیگی۔

غرض ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حمل کی حالت میں حرام غذاؤں سے محفوظ رکھا گیا۔اس کی برکت تھی کہ ۱۳ یا ۱۶ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہر یہ سے فراغت حاصل کرلی۔ اور اسی ابو اسحٰق سے بیعت بھی کرلی۔ انکا باپ بادشاہ تھا۔ بادشاہی چھوڑ دینا اور اللہ جل جلالہ کی محبت میں گدائی اور فقیری اختیار کرنا اسکے لئے بہت محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک دن اپنے باپ کے ساتھ شکار کھیلنے باہر جنگل میں نکلا۔تو شکار کرتے کرتے راستہ خطا ہوگیا۔ بہت پھرتا رہا آخر ایک جگہ دیکھا کہ میرے مرشد ابو اسحٰق کے سامنے چالیس اولیاء کھڑے ہیں۔تو وہ بھی ان کے ساتھ ہوگئے آخر جب ان کے باپ کو بتا چلا کہ ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جنگل میں ہیں۔تو وہ گئے اور لوگوں کو بھی ساتھ لے گیا بہت کوشش کی کہ ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ کو گھر لائیں لیکن انہوں نے گھر کو ترجیح نہیں دی۔ غالباً پیران پیر صاحب کا شعر ہے۔

زآنگاہ کہ خبر یافتم از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بایک جَو نمی خرم

میں اس نیم روز بادشاہی کو ایک جَو کے بدلے میں نہیں خریدتا۔ ۸ سال مجاہدہ کیا اور ۳۰ سال تک بستر کے قریب نہیں آئے اور یہی لوگ اس آیت کے مصداق ہیں۔

{تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ...الآية} کہ جنہوں نے شہزادہ ہوتے ہوئے ۳۰ سال تک بستر ترک کردیا تھا۔ایک تو غریب اور کمزور لوگ ہوتے ہیں وہ تو مجاہدات کے ویسے بھی عادی ہوتے ہیں۔اور ایک بادشاہی کے ناز میں پلے ہوئے لوگ ہوتے ہیں وہ بچپن سے کتنے ناز پروردہ ہوتے ہیں۔وہ ۳۰ سال تک بستر کے قریب نہ جائیں اور روزے بھی رکھیں یہ کمال مجاہدہ

ہے۔آپ ۳۰ سال تک بستر پر نہیں سوئے۔جس شخص پر نظر ڈالتے تھے صاحب کرامت بن جاتا تھا۔آپ کے والد کے ہاں شراب خانہ تھا،جس میں پرانی پرانی شرابیں رکھی تھی۔لڑکپن کے زمانہ میں ایک مرتبہ جب اس شراب خانہ میں داخل ہوئے تو اندر سے دروازے کو زنجیر لگا کر سب مٹکوں کو توڑنا شروع کر دیا۔باپ کو اطلاع ہوئی۔ اندر آنے کا راستہ نہیں تھا۔ اسلئے مکان کی چھت پر گیا اور نہایت غضبناک ہو کر منع کرنا شروع کر دیا۔مگر وہ نہ مانے تو آخر ایک بڑا پتھر اٹھا کر مارا مگر وہ بھی درمیان میں معلق ہو گیا۔ یہ قصہ دیکھ کر باپ کو بہت حیرت ہوئی۔اور بیٹے کے ہاتھ پر شراب سے توبہ کر لی۔سبحان اللہ

پھر ایک مرتبہ ایسی جگہ سے گزر ہوا جہاں کے رہنے والے سب آتش پرست تھے اور ان کی عادت یہ تھی کہ جب بھی کوئی مسلمان اس راستے سے گزرتا تھا۔ اسکو پکڑ کر مارتے تھے اور آگ میں ڈالتے دیتے تھے۔آج جب حضرت ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ اس طرف سے گزر رہے تھے تو انہیں بھی پکڑ لیا اور انہیں بھی مارنا شروع کر دیا لیکن اللہ جل جلالہ نے آپ کو بہت زیادہ رعب دیا تھا۔شاید کہ ان کے اس رعب کا سبب ان کا حسن ظاہری تھا۔فرماتے ہیں کہ وہ اتنے حسین تھے کہ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ جب وہ اندھیرے میں جاتے تو راستہ ان کے حسن سے روشن ہو جاتا،تو یہ بات بلا مبالغہ ہو گی پس حسن کی وجہ سے بھی دوسرے پر اثر ہوتا ہے۔حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کو فرعون نے حسن کی وجہ سے قتل نہیں کیا تھا۔انبیاء علیہ السلام تو سب بہت حسین وجمیل ہوتے ہیں تو فرعون نے نہ چاہا کہ موسیٰؑ علیہ السلام کو قتل کر دیں۔اسی طرح انہیں بھی آگ میں نہیں ڈالا تو آپ نے فرمایا کہ میں خود اس آگ میں داخل

ہوجاتا ہوں تو مصلٰی ڈال کر آگ میں داخل ہو گئے پس آپ جونہی آگ میں داخل ہو گئے آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ آیت: یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا کا منظر پیش ہو گیا کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ جل جلالہ نے آگ کو گل وگلزار کر دیا تھا۔

شعر

خاک وباد وآب و آتش بندہ اند
با من وتو مردہ با حق زندہ اند

تو مٹی، ہوا، پانی اور آگ اور سب اللہ جل جلالہ کے ہاں زندہ ہیں کہ اگر اللہ جل جلالہ آگ کو حکم دیں کہ اسے جلادو تو اسے جلائے گی۔ اور اگر حکم کر دے کہ اس پر باغ وگل وگلزار ہو جا تو ان پر باغ بن جائے گی۔ اس طرح پانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راستے دیئے اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ تو ان لوگوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو ان سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ اور وہاں سینکڑوں آتش پرست اس واقعہ کی وجہ سے مشرف باسلام ہوائے اور کلمہ توحید "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھ لیا۔

عزیز طلباء کرام اس مختصر سے وقت میں صرف تذکیر اور یاددہانی کرانا مقصود ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہ شباب یہ زندگانی پھولوں کی مانند ہے۔ اور پھولوں کا ناز وشباب کب تک باقی رہے گا، اس مدت کو شاعر نے اس شعر میں کیا خوب بیان کیا ہے۔

واکرد چشم وغنچہ شد وخندہ زد دمے
گل گشت برگ برگ شد وبرزمین افتاد

دونیا پاتماشہ چہ سوک نازیگی
ہم نن ئے تماشہ دہ صبانہ دہ

ترجمہ: ایک کلی نے باغ میں آنکھیں کھول دیں اور پھول بن گیا پھر ایک ایک پتہ ہوکر زمین پر گر گیا۔ اور ہواؤں نے ان پتوں کو بھی اڑا دیا اسی طرح ہماری زندگی کی مثال ہے کہ ایک دن ختم ہوجائے گی اور پھر یہ مدرسے بھی آباد ہوں گے اساتذہ کرام بھی موجود ہوں گے طلباء کرام بھی موجود ہوں گے لیکن ہم اور آپ میں سے کوئی بھی یہاں موجود نہیں ہوگا۔ ہم فنا کا شکار ہو چکے ہوں گے کوئی ہمارا تذکرہ بھی نہیں کرے گا۔ اس لئے عزیز طلباء کرام یہ وقت ایک قیمتی سرمایہ ہے ہم اس سرمائے کو ضائع نہ کریں۔ ہم عزم کریں کہ اے اللہ جل جلالہ! ہمیں بھی ان لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے "مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّه، لَا يُتْرَكُ كُلُّه" کہ اگر آدمی سب اعمال نہیں کرسکتا کچھ تو کرے کیوں کہ یہ کہنا غلط ہے کہ آج ہم ان لوگوں کی طرح کہاں بن سکتے ہیں وہ تو بہت بلند مرتبہ لوگ تھے، نہیں بلکہ ہم اپنی محنت جاری رکھیں باقی اللہ جل جلالہ سب نظام کو دیکھ رہا ہے کہ کون کیا کرے رہا ہے اللہ جل جلالہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے امین

{مقالہ 15}

خواہشات نفس پر عمل ہلاکت ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عزیز طلباء کرام الحمدللہ آپ حضرات کو جو نعمت اللہ جل جلالہ نے عطاء کی ہے۔ وہ بہت بڑی نعمت ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو انبیاعلیہ السلام کی میراث ہے انبیاء علیہ السلام کی میراث کو جس شخص نے حاصل کیا، حدیث میں آتا ہے کہ اس شخص نے حظ وافر حاصل کیا۔ اور اس علم کا ثمرہ اور نتیجہ معرفت الٰہی ہے وہ یوں کہ اس علم کے ساتھ بڑی بڑی صفات حاصل ہوجائیں پھر ان صفات کے ساتھ اللہ جل جلالہ کی معرفت حاصل ہوجائے گی۔ اور زندگی کا مقصود اعظم اللہ جل جلالہ کی معرفت ہی ہے۔ آپ حضرات کے لئے تو صرف اشارہ ہی کافی ہے۔ اگر تصریحات نہ بھی ہوں پھر بھی آپ بات کو خوب سمجھ لیتے ہیں، کہ اللہ جل جلالہ نے جو حکم بیان کیا اور جس چیز کیساتھ تعلق دیا آیت۔ {فَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡہَوٰی فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی}

ترجمہ: بہرحال جو لوگ اللہ جل جلالہ کے حضور میں پیش ہونے سے ڈر گئے۔ کہ کل قیامت کے دن اللہ جل جلالہ کے سامنے کھڑا ہوکر حساب دینا ہے۔ اور اپنے نفس کو خواہشات سے منع کیا۔ تو پھر ان لوگوں کیلئے جنت منزل اور مقام ہے جس طرح آیت میں ہے فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی ::وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیۡلًا:: وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیۡثًا۔

ترجمہ:۔ کون ہے اللہ سے زیادہ سچ کہنے والا۔ کون ہے اللہ جل جلالہ سے زیادہ سچی بات کہنے والا تو اللہ جل جلالہ کے کلام میں جھوٹ نہیں تو جس شخص نے بھی اپنے نفس کو خواہشات سے روک لیا جنت اس شخص کا ٹھکانہ ہے۔

ایک بزرگ کا خواب میں دیدار الٰہی

عزیز طلباء کرام ایک بزرگ نے خواب میں دیدار الٰہی کیا اور عرض کیا کہ { دُلَّنِي عَلٰى طُرُقِ الْوِصَالِ اِلَيْكَ } ترجمہ:۔ اے اللہ جل جلالہ آپ تک وصال کے راستوں پر میری راہنمائی فرما تا کہ میں آپ تک پہنچ جاؤں۔ تو اللہ کی طرف سے بہت مختصر ارشاد ہوا۔ { دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالْ } ترجمہ: اپنے نفس کو چھوڑ دو اور آ جاؤ۔

عزیز طلباء کرام نفس کے خواہشات پوری نہ کریں۔ اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جائز خواہشات بھی پوری نہ کریں۔ بلکہ مراد ناجائز خواہشات ہیں۔ ہاں جو لوگ بڑے مقامات حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ اپنی جائز خواہشات بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ حتی کہ کھانا پینا وہ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اللہ جل جلالہ کی طرف اتنا قرب حاصل کرتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کی صفات کے ساتھ خود کو موصوف کرتے ہیں۔ لیکن اللہ جل جلالہ تو بے نیاز ذات ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ روزہ رکھنا اللہ جل جلالہ کو اسی وجہ سے محبوب ہے کیونکہ اس میں اللہ جل جلالہ کی محبوب صفات میں سے کچھ نہ کچھ حاصل ہوتی ہیں جیسا کہ علم اللہ جل جلالہ کی محبوب صفت کہ جس کے حصول میں ہم شب روز کوشاں ہیں۔ اور بندہ اللہ جل جلالہ کی محبت میں اپنے محبوب خوراک کو چھوڑ دیتا ہے اور اس طرح محبوب شراب پانی بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اولیاء اللہ تو اپنی جائز خواہشات بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ہماری خواہشات کیا ہیں جن میں ہم اکثر مبتلا ہیں۔ اکثر یہ بات آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں کہ دیکھو یہ نماز سب سے اہم چیز ہے صبح جب نماز کا وقت ہوتا ہے۔ اور آپ کا نفس چاہتا ہے کہ گرم بستر سے نہ نکلو۔ اور ادھر اللہ جل جلالہ کا حکم ہوتا ہے۔ "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" لیکن

ہم اللہ جل جلالہ کے ساتھ یہ محبت بھی پوری نہیں کر سکتے کہ گرم رضائی کو چھوڑ دیں اور بروقت مسجد آجائیں اور تکبیر اولی کے ثواب میں داخل ہو جائیں۔عزیز طلباء کرام اولیا اللہ کے حالات بہت اونچی پرواز والے ہیں کہ ان کے واقعات سن کر آدمی حیران رہ جاتا ہے۔

تروم العز ثم تنام لیلا
ومن طلب العلی سہر اللیالی

(وفیہ مافیہ)

ابراھیم بن خواص رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

ابراہیم ابن خواص رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک عیسائی راہب تھا (بہت سے لوگوں کے ساتھ دوسرے مذاہب کے لوگ ہوتے ہیں۔) انہوں نے ایک ہفتہ سفر کیا نہ کچھ کھایا اور نہ پیا (اور ہم جب ایک دن روزہ رکھتے ہیں تو شام کو بے حال ہوتے ہیں۔) تو ایک دن عیسائی راہب ابراہیم ابن خواص رحمۃ اللہ علیہ سے کہتا ہے۔کہ اے محمدی بہت دن گزر گئے ہم بھوکے اور پیاسے ہیں۔اپنے رب سے سوال کرو کہ ہمیں کچھ کھانے اور پینے کیلئے دے دیں۔ابراہیم ابن خواص رحمۃ اللہ علیہ نے وضوء کیا مصلی پر کھڑے ہوئے اور نفل پڑھے۔پھر دعا کی تو اللہ جل جلالہ نے خوراک کا انتظام کیا۔شعر

تو چنی خواہی خدا خواہد چنی
میدہد یزداں مراد متقین

ترجمہ: جس چیز کو تو چاہے اللہ جل جلالہ وہ چاہتا ہے۔اللہ جل جلالہ پرہیزگار لوگوں کے مراد کو پورا کرتا ہے۔قرآن پاک میں آپ پڑھتے ہیں {فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

تَرْضَاهَا} کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ان کے قلب مبارک میں خواہش پیدا ہوئی کہ قبلہ بیت اللہ ہو تو اللہ جل جلالہ نے فوراً فرمایا کہ چلو ٹھیک ہے۔فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اپنے چہرہ مبارک خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیں۔ابراہیم ابن خواص رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے جو کھانا آیا تھا دونوں نے مل کر خوب کھایا اور روانہ ہو گئے ایک ہفتہ سفر کرنے کے بعد دل میں سوچا کہ اب یہ مجھ سے کہے گا۔تو میں اس بار اِن سے کہتا ہوں کہ روٹی کا انتظام کرنے کی باری آپ کی ہے۔اب آپ اللہ جل جلالہ سے سوال کریں کہ ہمیں کھانے پینے کا انتظام ہو جائے۔تو اس راہب نے بھی اپنے معمول کے مطابق وضوء کیا اور مصلی پر کھڑا ہوا۔جب کھانا آیا تو میں دیکھتا ہوں کہ اس مرتبہ کھانا پہلے سے دو چند تھا۔مثلاً پہلے دو روٹیاں تھیں تو اب چار پڑی تھیں۔اور اگر پہلے ایک کلو گوشت تھا تو اس بار دو کلو۔ابراہیم ابن خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر بہت غم زدہ ہوا اور سوچا کہ دیکھو یہ دین باطل پر ہے اور میرا دین حق ہے اس کی دعا پر کھانا آیا وہ بہت زیادہ تو اس راہب نے جب کھانا کھانے کو کہا تو میں نے جواب دیا کہ میں نہیں کھاتا میری طبیعت ٹھیک نہیں۔اس نے پھر کہا اور میں نے انکار کر دیا مختصر یہ کہ اس نے کہا کہ کھانا کھالو پھر میں آپکو دو بشارتیں سناؤں گا۔

پہلی بشارت:۔یہ کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔میں آج سے محمدی بن گیا اور عیسائیت چھوڑ دی۔

دوسری بشارت:۔یہ کہ میں نے جب نماز پڑھی تو میں نے اللہ جل جلالہ سے سوال کیا کہ اے اللہ جل جلالہ! اگر آپ کے ہاں اس محمدی کی قدر ہو تو اس محمدی کے طفیل

ہمارے لئے خوراک کا انتظام کردے۔ تو یہ جو بھی ملا ہے آپ کی وجہ سے ملا ہے۔ اور اسی وجہ سے میں ایمان بھی لے آیا ہوں۔

عزیز طلباء کرام دنیا اور آخرت کی عزت وہ ہے جو اللہ جل جلالہ کے ہاں عزت ہوں۔ آیت۔ {لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ} اور اصل عزت یہ ہے کہ بندہ اللہ جل جلالہ کے ہاں عزیز ہو۔ اور عزت صفات کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور اگر بندہ بہت کوشش کرلے لیکن اللہ جل جلالہ عزت نہ دے تو اس کو حاصل نہیں ہوسکتی۔

کرامات اولیاء حق ہیں، ہمارے شیخ ومرشد حضرت مولانا نصیر الدین غورغوشتوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اور انکے شیخ حضرت مولانا حسین علی صاحب تھے۔ ان کے ہاں طلباء بہت زیادہ تھے۔ صبح کے وقت جب طلباء اٹھتے تو تمام لوٹے بھرے ہوتے تھے۔ ایک طالب علم کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ یہ کون ہے جو اتنی جلدی اٹھتا ہے اور تمام طلباء کی خدمت کرتا ہے۔ جب میں نے رات کو دیکھا تو خود مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ آئے اور تمام طلباء کے لوٹے بھر دیئے۔ دیکھو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو پائمال کیا تھا۔ ایک طالب علم رورہا تھا تو حضرت نے پوچھا کہ کیوں رورہے ہو تو اس نے کہا کہ حضرت مجھے اطلاع ملی ہے کہ میری والدہ وفات ہوگئی ہے۔ تو مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کیا اور پھر کہا کہ آپ کی ماں زندہ ہے اور گھر میں جھاڑو دے رہی ہے۔ لیکن یہ بات میرے زندگی میں کسی سے نہ کرنا جب دیکھا گیا تو ایسا ہی تھا۔ کہ وہ زندہ تھی اور اس وقت جھاڑو دے رہی تھی۔ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید ہے جب ہم دورہ کررہے تھے۔ تو وہ اس وقت

زندہ تھے اب پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہوگا یا نہیں ۔ بہت عرصہ گزر گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ۱۵ سال گزارے ہیں۔ (جتنے لوگ اولیاء اللہ بنے ہیں انہوں نے اپنے شیوخ کی صحبت میں وقت گزارا ہے۔ ان حضرات کی توجہ کے ساتھ اللہ جل جلالہ انہیں کمالات دیتے ہیں۔) اور ان کے دلوں پر تزکیہ کی ریاضت ہوجاتی ہے۔ اسی وجہ سے دل میں مکمل صفائی آجاتی ہے اور اس پر ایسی مشق ہوتی ہے کہ دل سے آئینہ بن جاتا ہے۔

آئین ماست سینہ را آئینہ داشتن
کفر است در طریقت ما کینہ داشتن

خواہشات غش اور میل ہیں وہ دل کے آئینے کو خراب کردیتے ہیں یہ خواہشات نفسانیہ دل پر ایک زنگ ہے پھر جب ان کا پورا تخلیہ اور تصفیہ ہوجائے تو پھر جب سالک دل کی طرف متوجہ ہو تو ہر شئی کا عکس دل میں آجاتا ہے اور وہاں جو حرکات ہوتی ہے وہ یہاں نظر آتی ہیں۔ جس طرح یہاں لوگ گزر رہے ہوں اور اوپر آئینہ لگا ہو تو اس آئینہ میں سب کچھ نظر آتا ہے۔

عزیز طلباء کرام یہ مقامات عالیہ ریاضت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتے (ہاں اگر فضل الٰہی میسر ہو تو وہ دوسری بات ہے) دوسری بات یہ ہے کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کبھی کبھار یہ کرامات اللہ جل جلالہ اور بندے کے درمیان حجاب بنتے ہیں۔ تصوف کی کتابوں میں تقسیم کیا کرتے ہیں کہ جس مقام میں آدمی نہ ہو اور اس مقام میں اپنے آپ کو شمار کرلے تو جو کچھ موجود ہو وہ بھی اللہ جل جلالہ سلب کرلیتا ہے پس جب کرامات نہ ہوں تو اس صورت میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا لیکن جب کرامات حاصل ہوجاتے ہیں تو پھر خطرہ لاحق ہوجاتا ہے۔ کیونکہ

پھر آدمی میں عجب نفس آتا ہے۔وہ یہ سوچتا ہے کہ میں تو بہت بڑا آدمی ہوں۔

عزیز طلباء کرام جو شرعی امور اور ضروریات دین ہیں مثلاً فرائض ،نماز ،روزہ وغیرہ آپ یہ عزم کریں کہ وہ کبھی فوت نہ ہوں گے اسلئے کہ اگر وہ رہ جائیں تو بہت بڑا نقصان ہوگا۔دوسری بات یہ ہے کہ ہم اور آپ جو علم حاصل کر رہے ہیں یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ ہمارے زیادہ تر اوقات علم کی مصروفیات میں خرچ ہوتے ہیں۔لیکن اس کے علاوہ اوقات کو فضولیات میں نہ لگائیں۔یہ بات تو آپ نے سنی ہوگی ، کہ انسان تب کامل بنتا ہے جب وہ اُس چیز کو چھوڑ دے جس میں حذر (گناہ) نہ ہو لِمَا فِيْهِ حَذَرٌ (یعنی گناہ سے بچنے کے لئے) مثلاً جمعہ کی رات ہے آپ نے سوچا کہ آج فلان دوست کی ملاقات کو جاؤں گا اگر ضرورت ہو تو اس کے ساتھ تعاون بھی کروں گا یہ اچھی بات ہے۔لیکن وہاں جب آدھا گھنٹہ گزر جائے تو ہم غیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اب سوچیں کہ آپ کا دوست کی ملاقات کو جانا حرام میں واقع ہونے کیلئے مقدمہ بن گیا اور حرام کا مقدمہ بھی حرام ہوتا ہے۔کسی محفل میں تب بیٹھیں کہ جب آپ کے دل میں یہ خیال ہو کہ غیبت نہیں کرونگا اور نہ دوسروں کی غیبت سنوں گا۔اگر وہ غیبت کریں بھی تو اس کو منع کروں گا۔لیکن ہائے کاش افسوس کہ آج ہماری اکثر گفتگو غیبت پر مشتمل ہوتی ہے۔لیکن جب کوئی اللہ والا منع کرے کہ غیبت نہ کرو تو جواب ملتا ہے کہ کچھ تو کہیں گے نا (یا بعض دفعہ جواب ملتا ہے کہ یہ بات تو اس میں موجود ہے میں اس کے سامنے یہ بات کہہ دوں گا۔یہ تو گناہ کے اوپر گناہ)۔اللہ جل جلالہ ہمیں عزم صمیم عطاء فرمائے اور ساتھ ہی دردِ دل بھی نصیب فرمائے اسلئے کہ اگر دردِ دل نہ ہو تو بات نہیں بنتی بہت افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے بعض

ساتھی جماعت سے رہ جاتیں ہیں اور ان کے دل میں درد نہیں ہوتا۔(یہ نہایت حسرت کا مقام ہے کہ ہمیں اتنی عظیم خسران کا احساس بھی نہیں،

شعر

مجھے ڈر ہے زندہ دل تو نہ مرجائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیری جینے سے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اَنَّ اَھَمَّ اُمُوْرِکُمْ عِنْدِیْ الصَّلٰوۃ۔اگر نماز صحیح ہوجائے تو سب اعمال درست ہوجائیں گے۔

اللہ جل جلالہ ہم اور آپ کو عمل کی توفیق نصیب فرماوے۔

{آمین ثم آمین}

{مقالہ 16}

ذکر الٰہی روح کی غذا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحديث : مَثَلُ الذَّاكِرِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَمَثَلِ حَيٍّ فِي الْاَمْوَاتِ او كما قال النبی ﷺ

شعر

مومنا ذکر خدا بسیار گو
تا بیابی در دو عالم آبرو

عزیز طلباء کرام آپ الحمد للہ علماء ہیں اور آپ بار بار کتابوں میں یہ مسائل دیکھتے ہیں کہ تمام عبادات کی روح اللہ جل جلالہ کا ذکر ہے اور اللہ جل جلالہ کی یاد ہے اور اگر ایک بندہ اللہ جل جلالہ کو غافل دل سے یاد کرے صرف بر سر زبان ذکر ہو تو یہ صورت ذکر تو ہے حقیقت ذکر نہیں ہے۔

عزیز طلباء کرام انسان کی انسانیت اور انسان کی اصل حقیقت کو جو حیات حاصل ہے وہ روحانی حیات ہے۔ اور ہم اور آپ کا ایک دوسرے کو دیکھنا انسانیت کا اظہار کرتی ہے۔ کہ جانور نہیں انسان ہے۔ کہ یہ شکل وصورت جو عناصر اربعہ سے بنی ہے۔ جو ہمیں انسان دکھائی دیتا ہے حقیقت انسانیت یہ نہیں بلکہ حقیقت انسانیت در حقیقت روح کی حیات کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ روح جب تک انسان میں ہو اس وقت تک تمام بدن کا نظام ٹھیک ہوتا ہے۔ تمام اعضاء ہاتھ، پاؤں، کان وغیرہ صحیح کام دیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہیں۔ لیکن جونہی یہ روح بدن سے نکل جائے تو تمام اعضاء رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ جل جلالہ نے اس انسان کو بہت معزز اور اشرف المخلوقات پیدا فرمایا ہے۔ مردہ جب قبر میں ہو تو کسی کو نظر نہیں آتا۔ لیکن اگر اس

مردے کو اس کے رشتہ دار اس حالت میں دیکھتے تو وہ کتنے پریشان ہو جاتے ہیں۔ جب مرنے کے ساتھ ہی ہڈی اور گوشت ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو معلوم ہو ا کہ یہ سارا نظام روح کے ذریعے سے قائم تھا۔ پس جس طرح بدن کا قیام روح کے ساتھ ہے اس طرح روح کی غذا اور حیات ذکر الٰہی ہے۔ کہ جب اللہ جل جلالہ کی یاد ہو تو روح زندہ ہوتی ہے۔ اور اس میں قوت ہوتی ہے اور اگر اللہ جل جلالہ کا ذکر نہ ہو تو پھر روح بے جان ہوتی ہے۔ اور دنیا میں عام طور پر ایسے امثال اور واقعات بہت زیادہ پیش آتے ہیں۔ کہ جب ایک آدمی کا محبوب اسے نظر نہیں آتا ہو۔ تو وہ رفتہ رفتہ اس کے غم میں اس حد تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ وہ قریب الموت ہو جاتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے حالات قرآن مجید میں صاف ذکر ہیں۔ آیت: {وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ} ترجمہ: اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں تھیں اور دل غم سے بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ ان سے اپنا پیارا بیٹا حضرت یوسف علیہ السلام جدا ہو گئے تھے۔ لیکن جب اللہ جل جلالہ نے ارادہ کیا تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص سے ان کی خوشبو آئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تو اپنے یوسف کی خوشبو آتی ہے آیت: {اِنِّیْ لَاَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ} اور اس خوشبو سے آپ کو اللہ جل جلالہ نے بینا کر دیا۔ اور آپ میں قوت حیات آگئی۔ اسی طرح جب آدمی بیماری کی حالت میں چارپائی پر پڑا ہو۔ لیکن جب کوئی یہ کہہ دے کہ آپ کا بیٹا یا آپ کا دوست آیا ہے۔ تو وہ فوراً چارپائی سے کھڑا ہوتا ہے۔ ہمارا ایک دوست تھا میں اس کی ملاقات کو گیا تھا وہ ہر وقت مجھے یاد کرتا تھا ۔میرے ساتھ ایک اور دوست بھی تھا تو ہم جب وہاں گئے۔ تو گھر والوں نے ہم

سے کہا کہ وہ بہت سخت بیمار ہے باہر آنے کے قابل نہیں تو میں نے کہا کہ ہم اس کے پاس چلے جائیں گے۔ اگر وہ باہر نہیں آسکتا۔ تو جب ہم روانہ ہوئے تو دیکھا کہ وہ خود ہی باہر آرہا تھا۔ ہاتھ میں لاٹھی پکڑی تھی۔ اور مجھ سے کہا کہ جب آپ کا نام سن لیا تو دل خوش ہوگیا۔ اس نے میرے ساتھ طالب علمی میں ایک جگہ وقت گزارا تھا۔ اس نے مزید بتایا کہ جب آپ کا نام گھر والوں نے لیا تو اللہ نے میرے دل میں اٹھنے کی طاقت پیدا کردی اور میں اٹھ کھڑا ہوا۔

عزیز طلباء کرام

زندہ گانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست
زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد

یہ تو کوئی زندگانی نہیں کہ آپ کہہ دیں کہ میں زندہ ہوں، زندہ تو وہ شخص ہے جو دوست کے ساتھ وصال رکھتا ہو۔ اور اصل محبوب حقیقی اللہ جل جلالہ کے ذات عالی ہے کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر اللہ کا حسن و جمال اس دنیا میں ایک مرتبہ ظاہر ہوجاتا تو پھر لوگ ساری راتیں اللہ جل جلالہ کی دیدار میں گزارتے۔ اسلئے تو لوگ جنت میں کہیں گے۔ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ۔ محبوب کی دیدار میں بہت مزا ہے۔ اس طرح اللہ جل جلالہ کے نام میں بھی بہت مزا ہے۔ لیکن اس مزے کو عارفین جانتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالسلام پیر سباق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہم کبھی کبھار حاضری دیتے تھے تو ایک دن ان کے بیٹے بشیر احمد صاحب باہر ذکر فرما رہے تھے اور دروازہ بند تھا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو بہت میٹھا نام ہے اور بہت سرور حاصل ہورہا ہے۔

عزیز طلباء کرام جب آپ اللہ کو بہت زیادہ یاد کریں گے۔ تو پھر آپ

اللہ جل جلالہ کے محبوب بن جائیں گے۔آپ دیکھتے ہیں کہ جب آپ سے کوئی یہ کہہ دے کہ فلاں شخص آپ کو بہت یاد کیا کرتا ہے۔تو آپ کے دل میں خود بخود یہ بات آتی ہے کہ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔تو میں اس کا محبوب ہونگا پھر وہ بھی آپ کا محبوب بن جاتا ہے اللہ جل جلالہ کو یاد کرنے میں دنیا اور آخرت کی عزت ہے۔جو لوگ حقیقۃً اولیاء اللہ ہیں ان پر لوگ اپنا سر قربان کرتے ہیں۔حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ العیاذ باللہ اگر کوئی شخص ان کو گالیاں دے یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو لوگ اس کا کیا حشر کریں گے۔یہ اس وجہ سے کہ وہ حضرات حقیقی اولیاء اللہ اور اللہ جل جلالہ کے محبوب تھے۔اور جو لوگ اللہ جل جلالہ کے محبوب بن جاتے ہیں، وہ تمام لوگوں کو محبوب بن جاتے ہیں۔اور پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ فلاں شخص کے ساتھ اللہ جل جلالہ محبت کرتا ہے۔اے لوگوں! تم بھی اس کے ساتھ محبت کرو۔اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔آیت: فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا آج اگر دنیا کا کوئی بڑا بادشاہ ہو تو پھر جب کسی سے کوئی یہ کہے کہ بادشاہ نے تمہارا نام لیا ہے۔تو وہ شخص بہت فخر کرتا ہے کہ مجھے بادشاہ نے یاد کیا ہے {مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللہِ اَحَبَّ اللہُ لِقَآئَہٗ} ترجمہ: جو شخص اللہ جل جلالہ کی ملاقات کو محبوب رکھے اللہ جل جلالہ اسکی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔

آیت۔اِنْ تَنْصُرُوا اللہَ يَنْصُرْكُمْ۔ ترجمہ:۔اگر تم اللہ جل جلالہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ جل جلالہ تمہاری مدد کرے گا۔

عزیز طلباء کرام اصل بات اللہ جل جلالہ کی محبت ہے جو دل میں راسخ اور مضبوط ہو جائے۔اب ہم بہت کہیں گے کہ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں لیکن دل

میں محبت نہیں ہے یا ہم یہ کہیں کہ اللہ جل جلالہ ہمارا محبوب ہے۔ اور ہمیں اللہ جل جلالہ کے دین سے محبت ہے لیکن اگر اللہ جل جلالہ کے احکامات میں کمی آئے او رہمارے دل میں غم اور درد نہیں آتا تو یہ محبت کا ذبہ ہے۔ جس کو شاعر نے عربی اشعار میں کیا خوب بیان کیا ہے

تفصیل کیلئے دین کے ایک جزء عبادت کا ملاحظہ ہو۔ نماز ایک اہم فریضہ ہے۔ آیت: {اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی} ترجمہ: نماز میری یاد کیلئے قائم کرو۔ اور اس کے علاوہ بہت سی آیات سے نماز کی فرضیت بانگ دہل ثابت ہو رہی ہے۔ اللہ جل جلالہ کی یاد کا مظاہرہ جس طرح نماز میں ہے۔ اسی طرح اور کسی دوسری عبادت میں نہیں ہے۔ نماز ابتداء سے لے کر انتہا تک سب اللہ جل جلالہ کا ذکر ہے۔ {الحمد لله، سبحانك اللّٰهم} یہ سب اللہ جل جلالہ کا ذکر ہے۔ لیکن اگر صحیح نظر سے ہم اپنے ضمیر کو دیکھیں کہ جب ہم رکعت سے رہ جائیں یا تکبیر اولیٰ سے رہ جائیں ہمارے دل کو دکھ ملتا ہے، یا نہیں؟ کیا ہمارے دل کو اتنا غم پہنچتا ہے کہ اگر ہم سے پانچ روپے کا نوٹ گم ہو جائے اس کے لئے جتنے پریشان ہوں اتنا ہم نماز کیلئے پریشان نہیں ہوتے۔ خواہ ہم رکعت سے رہ جائیں یا تکبیر اولی سے رہ جائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل میں اللہ جل جلالہ کی محبت صرف براہ نام ہے اور اللہ جل جلالہ کی محبت کا مظہر نماز ہے۔ تو اب اگر اللہ جل جلالہ تمہارا محبوب ہے تو پہلے اس کا حکم مانو۔

تعصی الاِله وانت تظهره حبّه
ان هذا لفی الفعال بدیعٌ

ترجمہ:۔تم اللہ جل جلالہ کی نافرمانی کرتے ہو اور اللہ جل جلالہ سے محبت کا اظہار کرتے ہے اور بیشک یہ بات تو ظاہراً درست نہیں کیوں کہ

لو کان حبك صادقاً لاَطعته'

ان المحب لمن یحب یطیعُ

ترجمہ:۔کیوں اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو اللہ جل جلالہ کی اطاعت کرتے کیونکہ محب اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔اور اصل میں محبت کا دارومدار احکام کے ماننے پر ہے۔جس طرح ایک چھوٹا بچہ اپنے باپ سے کہے کہ میں یہ مانتا ہوں۔کہ آپ میرے باپ ہیں لیکن آپ کی بات نہیں مانوں گا۔تو باپ نے کہے گا کہ ایسا باپ ہونا بھی کیا باپ ہوتا ہے۔اصل چیز تو اطاعت ہے کہ ہم اللہ جل جلالہ کے احکامات کی اطاعت کریں۔

عزیز طلباء کرام یہ ایک اور بڑی بشارت ہے کہ جو طلباء کرام صحیح طریقے سے اللہ جل جلالہ کی محبت اختیار کرتے ہیں اسکے ساتھ ان کے علم میں بہت فیض جاری ہوتا ہے۔اور علم میں بہت برکات حاصل ہوتی ہیں۔

علم کسبی ہے یا وہبی

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ علم کسبی ہے۔لیکن علم کسبی نہیں ہے بلکہ اسباب علم کسبی اور اختیاری ہیں۔مثلاً کتاب لینا قلم لینا اپنے گھر کو چھوڑنا اور سبق کو پوری توجہ دینا اب ان سب کے باوجود بعض طلباء کو پورا سبق یاد ہو جاتا ہے۔اور بعض کو نصف یہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے فیضان ہوتا ہے اور اگر اپنے اختیار کی بات ہوتی تو ہر کوئی علم کامل حاصل کر لیتا۔کتابوں میں لکھا ہے کہ علم مبداء فیاض سے حاصل ہوتا اور

اللہ جل جلالہ ہی کی طرف ہر چیز کا فیض ہے جب اللہ جل جلالہ کے ساتھ صحیح دوستی بن جائے تو پھر اللہ جل جلالہ اپنے دوستوں کو وہ علم عطا کرتا ہے کہ اسکی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔

حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ

عبدالعزیزؒ دباغ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے ولی اللہ گزرے ہیں۔ظاہری علوم حاصل نہیں تھے۔لیکن جب ان سے کوئی شخص حدیث مبارک اور قرآن مجید کی آیت مبارکہ تلاوت کرتا تو وہ فرماتے تھے کہ یہ قرآن ہے اور یہ حدیث قرآن مجید کی آیت:{حَافِظُوْا عَلَى الصَّلٰوات وَالصَّلٰوةِ والْوُسْطٰى}صلوۃ العصر کسی نے سنائی تو خود بخود فرمایا کہ آیت کا پہلا حصہ قرآن مجید ہے لیکن صلوۃ العصر کا لفظ یہ قرآن نہیں ہے اس سلسلے میں ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ آپ کو کیسے معلوم ہوتا ہے تو فرمایا کہ جب قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس کی شعاع سورج جیسی ہوتی ہے۔اور جب حدیث پاک بیان کی جاتی ہے۔تو اس کی شعاع اور روشنی چاند کی طرح ہوتی ہے۔

طلباء میں سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار کیسی تھی۔تو انہوں نے کشف کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلباء نے درخواست کی ہے کہ آپ کی رفتار اور چلنے کا انداز کس طرح ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند قدم چل دیئے،تو انہوں نے طلباء سے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح جا رہے تھے۔

عزیز طلباء کرام یہ لذت جب کسی کو حاصل ہو جائے۔تو اس سے بڑی

لذت پھر کہیں بھی نہیں ہے۔ علم تصوف تمام علوم کا خلاصہ ہے اسلئے کہا کہ اصل بات تو تعلق مع اللہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کی عبادت میں بندہ لگا رہے اور فنا فی اللہ کے مقام کو پہنچ جائے۔ اور یہ سب کچھ اللہ جل جلالہ کے فضل سے ہوتا ہے۔

عزیز طلباء کرام اس مختصر وقت میں صرف تذکرہ اور یاد دہانی کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور کامیاب وہ ہے جو اس کو اپنے پاس محفوظ کرلے۔ اور یہ عزم کرلے کہ میں اپنے اعمال کی تصحیح کرونگا۔ لیکن جب تک عزم نہ ہو ارادہ نہ ہو۔ تو اللہ جل جلالہ کسی پر جبر نہیں کرتے کیونکہ پھر تو امتحان رفع ہوجائیگا۔ برا کام ہر کسی سے برا ہوتا ہے لیکن علماء اور طلباء سے بہت زیادہ برا ہے۔ بہر حال اللہ جل جلالہ ہمیں دل کا درد نصیب کردے۔ کہ جب ہم سے کوئی بدعملی ہو تو ہمارے دل کو درد پہنچے۔

{مقالہ 17}

مہلکات کا بیان

صدائے دل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَمَّا الۡمُھۡلِکَاتُ فَھَوٰی مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَاِعۡجَابُ الۡمَرۡءِ بِنَفۡسِہٖ وَھِیَ اَشَدُّھُنَّ او کما قال علیہ السلام۔

عزیز طلباء کرام اللہ جل جلالہ نے یہ دنیا امتحان کی جگہ بنائی ہے۔اور یہاں اللہ جل جلالہ کی ابتلاء اور آزمائش ہے اور اس دنیا کی آزمائش میں اللہ جل جلالہ جس کو کامیاب کردے تو ان کی ہمیشہ کی زندگی اچھی ہوگئی اور اس کو ہمیشہ ہمیشہ کی راحت مل جاتی ہے۔اور اس امتحان میں جو ناکام ہوجائے جس طرح (العیاذ باللہ) کافر سب ناکام ہیں۔اس لئے کہ وہ شقی الایمان ہیں۔اور مؤمنوں میں بعض شقی العمل پیدا ہوتے ہیں۔ایمان کی سعادت تو انہیں نصیب ہوتی ہے۔لیکن شقاوت عملی کی وجہ سے آئندہ آفات اور مصائب میں مبتلاء ہوجاتے ہیں۔نبی کریم د اپنی امت پر بہت مہربان ہیں اور ان کا رحم بہت زیادہ ہے ہر وقت اپنی امت کو تنبیہ کرتے ہیں کہ وہ جان لیں اور اپنے آپ کو محفوظ کرلیں۔منہیات بھی ہیں اور مہلکات بھی ہیں لیکن سب سے اول بات یہ ہے۔کہ مہلکات سے اپنے آپ کو بچائیں اور پھر منافع بعد میں حاصل کریں۔یہ مہلکات ایسے مہلکات نہیں جو آپ کا جسم ختم کریں بلکہ ایسی مہلکات ہیں جو آپ کی آخرت خراب کردیتی ہیں۔آپ کے ایمان پر حملہ کرتی ہیں۔ نبی کریم د فرماتے ہیں۔کہ مہلکات کیا ہیں۔

ھویٰ متبع: وہ ہوائے نفس جس کی اتباع کی جائے یعنی جب بھی اس کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوجائے۔اس کی اتباع کرتا ہے اور نفس کو ناراض نہیں کرتا بلکہ نفس کو بہت زیادہ خوش رکھتا ہے۔

شحٌ مُطاع: ایسا بخل جسکی اطاعت کی جاتی ہو اسلئے تو قرآن مجید میں ارشاد ہے۔
وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْن۔
اعجاب المرء بنفسه: کہ آدمی کو اپنا نفس تعجب میں ڈال دے (یعنی خود پسندی)
وَهِيَ اَشَدُّهُنَّ: اور یہ ان تمام میں سے سخت ترین ہے۔ اور اعجاب المرء یہ نہیں ہے کہ آپ کو اللہ جل جلالہ نے نعمتیں دیں ہیں اب ان سب کو منجانب اللہ جل جلالہ شمار کرو۔ اور پھر شکر ادا کرو۔ الحمد للہ مجھے اللہ جل جلالہ نے بہت کچھ دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے علم دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے دنیا کی زندگی بھی اچھی برابر کی ہے۔ اور آسودگی کے تمام اسباب اللہ جل جلالہ کی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ اللہ جل جلالہ جب چاہے یہ لے بھی سکتا ہے۔ کیونکہ وہ فاعل مختار ہیں اور اس پر خوشی کرنا یہ شکر یہ ہے۔ اعجاب نفس نہیں ہے۔ اعجاب نفس اسے کہتے ہیں کہ یہ سب کام اپنے نفس کی طرف منسوب کرے اور اللہ جل جلالہ کو بھلا بیٹھے۔ اس کو اعجاب نفس کہتے ہیں۔ پہلے بھی میں نے آپ کے سامنے بیان کیا تھا۔ کہ کبر اور اعجاب نفس میں یہ فرق ہے کہ کبر میں دوسرے لوگوں کو ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ اور اعجابِ نفس میں دوسرے کے ذلت کی بات نہیں ہے لیکن اعجابِ نفس میں یہ بات بہت خطرناک ہے کہ آدمی اس خوبی کی نسبت اپنے نفس کی طرف کرتا ہے اس میں نفس کا بہت مکر چھپا ہوا ہے۔ اور یہ نفس بہت ذلیل اور خبیث ہے آدمی کو دھوکا دیتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ مثل شما دیگرے نیست اور انسان کا نفس بھی یہ چاہتا ہے کہ میں سب پر فوق رہوں۔ اور سب میں ممتاز اور مشارٌ الیہ بالبنان ہو جاؤں۔ العیاذ باللہ یہ بہت نقصان کی بات ہے۔

عزیز طلباء کرام صحابہ کرام سب بڑے عظیم لوگ ہیں۔ اور معیار حق

ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ، اصحابی کالنجوم فبأیھم اقتدیتم اھتدیتم ترجمہ: میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی سی ہے پس تم جس کی اقتداء کروگے ہدایت پاؤگے۔ لیکن ممتاز شخصیات جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق ص خلفاء راشدین مہدیین میں سے ہیں ۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات سنے ہونگے ان کو اللہ پاک نے کتنا رعب دیا تھا۔ لیکن ان کا طرز معاش کس طرح تھا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طرز معیشت

فتح بیت المقدس میں جب آپ جارہے تھے تو جب وہاں قریب ہوگئے تو غلام کی باری سواری کی تھی۔ اور امیر المؤمنین رض کا نمبر پیادہ چلنے کا تھا۔ تو غلام نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین رض اب تو شہر کے حدود شروع ہورہے ہیں۔ آپ سوار ہوجائیں اور میں اونٹ کا مہار پکڑ کر جاؤں گا۔ حضرت عمر فاروق رض نے کہا کہ نہیں نہ تو آپ مجھ سے سفر میں مضبوط ہیں اور نہ یہ بات ہے کہ میں آرام کا محتاج ہوں اور آپ آرام کے محتاج نہیں۔ آپ بھی محتاج ہیں اور میں بھی محتاج ہوں۔ آپ کی باری ہے تو آپ ہی سوار ہونگے۔ تو جب وہاں داخل ہورہے تھے تو جب اہل کتاب نے دیکھا کہ ان کی کتاب میں حضرت عمر فاروق رض کے جو نشانات بیان کئے گئے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ اس اونٹ سوار شخص پر تو ہماری کتاب کے نشانات منطبق نہیں ہوتے۔ تو صحابہ کرام رض نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رض نے اونٹ کا مہار پکڑا ہے اور تشریف لارہے ہیں۔ تو یہ ھوائے نفس کے ساتھ کتنا مقابلہ تھا ایک شخص امیرانہ رنگ میں ہو اور وہ اپنے

غلام کی سواری کا مہار پکڑے ہوئے ہو اور غلام اونٹ پر سوار ہے۔یعنی غلام سے آقا اور آقا سے غلام بن گیا ہے۔اس کو نفس کا پائمال کرنا کہتے ہیں۔

یک قدم بر نفس بنہ
و دیگرے برکوئے دوست

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرانے اور پیوند لگے کپڑے پہنے تھے کسی نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نئے کپڑے لائے کہ یہ پہن لیں۔کیونکہ یہ لوگ بہت عزت والے ہیں۔تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔{اعزنا الله بالایمان والاسلام} ترجمہ:ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور اسلام کی وجہ سے عزت بخشی ہے۔عزت کپڑوں میں نہیں ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو عزت دی ہے وہ ایمان اور اسلام کی وجہ سے دی ہے۔

عزیز طلباء کرام حضرت عمر فاروقؓ کے واقعات تو بہت ہیں اس مختصر وقت میں تو سب بیان نہیں کئے جاسکتے لیکن چند ایک بیان کر دیتا ہوں۔آپ خیال کریں اجمال تو یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ پاک نے عناصر اربعہ پر حکومت دی تھی۔

(۱) ہوا پر حکومت (۲) پانی پر (۳) مٹی پر (۴) آگ پر۔لیکن ہوا کا واقعہ مختصر اُسن لیں۔

{حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوا پر حکومت}

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔پانچ سو میل کے مسافت پر کفار کے ساتھ جہاد تھا۔خطبے کے دوران یا ساریۃ الجبل کہہ دیا۔اس آواز

کو ہوانے وہاں پہنچادیا اور ساریہ رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ یکدم فوج کو تقسیم کر دیا۔ بعض فوج کو پہاڑ کی طرف اور بعض کو دوسری طرف کیا۔ اور کفار نے یہ مکر کیا تھا، کہ مقابلہ میں ایک طرف سے آرہے تھے اور پیچھے پہاڑ کی طرف سے دوسری فوج روانہ کی تھی۔ جس طرح کہ جنگ اُحد میں یہ واقعہ ہوا تھا۔ پھر حضرت ساریہ ص نے فتح حاصل کی اور کفار بھاگ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ ہمارا مکر وفریب فاش ہوگیا ہے۔ کیونکہ جب مسلمان کی فوج پہاڑ کی طرف متوجہ ہوئی۔ تو انہوں نے جان لیا کہ ہمارا مکروفریب اللہ تعالیٰ نے انکو بتا دیا ہے۔ اور کفار نے شکست کھائی اور بھاگ گئے۔ پھر جب مسلمانوں وہاں سے واپس آئے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوران خطبہ یاساریۃُ الجبلَ کی آواز دی تھی۔ تو حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہاں اگر ہم اس مکر میں آجاتے تو دشمن ہمیں بالکل ختم کر دیتے۔ لیکن میں نے وہ آواز سنی کہ یاساریۃُ الجبل تو میں نے یہ آواز پہچان لی اور کہا کہ واللہ صوتُ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کی قسم یہ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز ہے۔ یکدم فوج کو پہاڑ کی طرف متوجہ کیا اور اس طریقے سے ہم کو اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی۔

اس واقعہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ آج تو آپ نے دوران خطبہ ایک نادر آواز دی اس کی کیا وجہ تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میں خطبہ دے رہا تھا اور میں نے دوران خطبہ دیکھ لیا کہ ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار نے دونوں طرف سے گھیر لیا ہے۔ تو میں نے سوچا کہ اگر یہ جماعت کفار کے درمیان میں آگئی۔ تو انہیں کفار ختم

کردیں گے پس یہ حالت دیکھ کر مجھ سے برداشت نہ ہوسکا اور "یا ساریۃُ الجبلَ" کہہ دیا۔

عزیز طلباء کرام یہ ہوائے نفس کا مقابلہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دورِ عمری میں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ تھے میں نے خواب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ اور پیچھے میں کھڑا ہوں۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیوار کی طرف تکیہ لگایا اور ایک عورت آئی اس کے ساتھ ایک طشت میں کھجور تھیں اس عورت نے کھجور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھجور مجھے عطاء فرمائی۔ اور باقی تقسیم کردیئے تو میں نے سوچا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایک اور کھجور دے تو بہت اچھا ہوتا۔ اس دوران میری آنکھ کھل گئی جب آنکھ کھلی تو یہ نماز کا وقت تھا، میں نماز کیلئے چلا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے میں نے جلدی سے اقتداء کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سلام پھیرا تو دیوار کی طرف تکیہ لگایا۔ جس طرح میں نے خواب میں دیکھا تھا ایک عورت آئی اور آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے کھجور رکھ دیئے اور کھجور تقسیم کرتے رہے جس طرح خواب میں میری خواہش تھی کہ ایک کھجور اور ملتی اس طرح میں نے یہاں بھی کہا کہ امیر المؤمنین! ایک کھجور اور عطاء فرمائیں، تو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری کھجور عطاء کی ہوتی تو میں بھی دے دیتا لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دی تو میں کیسے دوں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں حیران ہوگیا۔ کہ میرا خواب امیر المؤمنین کو کیسے معلوم ہوگیا۔ اور یکدم انہوں نے مجھے جواب دیا کہ { یَا عَلِیُّ اِنَّ

الْمُؤْمِنَ يَعْلَمُ بِنُوْرِ الْإِيْمَانْ} ۔ترجمہ: مومن نور ایمانی سے جان لیتا ہے۔کہ جس شخص کا ایمان کامل ہو اور اس کے ایمان میں انوارات ایمان ہو اسی شخص کو یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔آج ہم دیکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو جو کشف حاصل ہوتی ہے وہ کیوں؟ کیونکہ یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشف تھا۔کہ وہ خواب کا واقعہ اللہ جل جلالہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتادیا۔

عزیز طلباء کرام یہ واقعات اس لئے بیان کئے جاتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کی اتباع کریں۔اس میں شک نہیں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کی کامل اتباع کون کرسکتا ہے لیکن مشہور مقولہ ہے۔{مالا یدرك کله لا یترك کله۔} ترجمہ: جو چیز پوری کی پوری حاصل نہیں کی جاسکتی اس کو بالکلیہ ترک بھی نہیں کرنا چاہیے۔

{پیران پیر صاحب کا واقعہ}

ایک مرتبہ معلومات حاصل کی کہ لنگر میں کیا پکایا جارہا ہے تو مریدین نے عرض کیا کہ حضرت پلاؤ، مرغیاں، زردے پک رہے ہیں۔تو انہوں نے حکم دیا کہ فوراً بند کرو۔اور جو کی روٹی شروع کردو۔ایک ہفتہ تک جو کی روٹی پکائی لیکن ایک ہفتہ گزرنے کے بعد دیکھا کہ مریدین سے ذکر کی آواز بلند نہیں ہورہی تھی (کیونکہ سلسلہ قادریہ میں ذکر بالجہر کرتے ہیں۔) تو پیران پیر صاحب نے پوچھا کہ ذکر کی آواز نہیں آرہی۔تو مریدین نے کہا کہ سب بیمار ہوگئے ہیں۔یہ پیٹ جو پلاؤ، ترکاری، اور گوشت کے عادی بن گئے ہیں یہ جو کی روٹی کہاں برداشت کرسکتے ہیں۔ تو پیران پیر صاحب کو اس کا احساس ہوا کہ کہ مجھ سے خطاء ہوگئی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پوری اتباع چاہتا تھا۔لیکن پوری اتباع ہم کہاں کرسکتے ہیں۔

اب تو نقصان بہت زیادہ ہوگیا ہے۔صوفیاء کرام لکھتے ہیں کہ قلت طعام کا مجاہدہ اب ختم ہوگیا ہے۔ اب قویٰ بہت کمزور اور ناقص ہو گئے ہیں۔وہ قلت طعام کے مجاہدے کو برداشت نہیں کر سکتے ۔مقصود یہ ہے کہ جو ضروریات دین ہیں۔ ہم ان میں نقصان نہ کریں یعنی فرائض، واجبات، سنن مؤکدہ اس طرح باجماعت نماز پڑھنا بھی سنت مؤکدہ ہے {لَا يُخَالِفُهَا اِلَّا مُنَافِقٌ} یہ کتنی بڑی وعید ہے۔

عزیز طلباء کرام ہفتہ میں ایک مرتبہ بیان صرف ایک تذکرہ ہے اور توجہ دینا مقصود ہے کہ ہماری توجہ اس طرف ہوجائے پھر انسان کی اپنی محنت اور کوشش ہے۔ کیونکہ کامیابی اعمال کے ساتھ ہے اور یہ توجہ دینا انبیاء علیہم السلام کی میراث ہیں ۔انبیاء علیہم السلام یہ کام کرتے تھے کہ لوگوں کو تنبیہ دیتے کہ ایمان لے آؤ۔ مراقبہ میں ہمیشہ یہ سوچ ہونی چاہیے کہ {وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ...الآية} اس کو مراقبہ معیت اور مراقبہ فناء فی اللہ جل جلالہ کہتے ہیں۔ اس طرح اور بھی مراقبات ہیں۔ مراقبہ علم، مراقبہ موت، لیکن اس مراقبہ معیت کا حاصل یہ ہے کہ ہم ہر وقت یہ تصور کریں کہ اللہ د باعتبار علم ہمارے ساتھ ہیں۔ حتیٰ کہ یہ ہماری کیفیت اور ملکہ بن جائے۔ کہ ہم جو کام بھی کریں۔ تو یہ دھیان ہو کہ اللہ جل جلالہ ہمارے ساتھ ہیں۔ اب جب اللہ جل جلالہ کا حضور ہمیں حاصل ہوجائے۔ تو برا کام پھر صادر نہیں ہوتا۔ کیونکہ دنیا کے عارضی بادشاہ جب دیکھ رہے ہوں تو انکے احکام کی خلاف ورزی کوئی نہیں کرتا۔

اللہ جل جلالہ ہمیں ان صفات پر دوام اور استقامت نصیب فرمائے

امین ثم امین تمت بالخیر

{مقالہ 18}

اپنی گناہوں پر ندامت

صدائے دل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قال النبی ﷺ کلکم خطاء ؤن و خیر الخطائین التوابون۔

معزز حاضرین الحمد للہ آپ حضرات کو اللہ جل جلالہ نے علم جیسی عظیم الشان دولت سے نواز ہے لیکن اللہ جل جلالہ کے حضور میں یہ دعا بھی ضرور کیا کریں کہ اللہ جل جلالہ ہمیں اپنے علم پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمیں اتباع سنت بھی نصیب ہوجائے۔ یہ بات ہر کسی کو بہت محبوب ہے کہ میں ایک ایسا کام سرانجام دوں جو مجھے میرے محبوب تک پہنچادے اور جو راستہ اور کام تجھے محبوب سے دور کردے وہ بغض اور نفرت کا سبب بنتا ہے۔

معزز طلباء کرام مؤمن کا اصلی اور محبوب حقیقی اللہ جل جلالہ کی ذات عالیہ ہے اور خود اللہ جل جلالہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے، آیت :"واللہ ولی المؤمنین" الآیۃ اللہ مؤمنوں کا دوست ہے آپ پچھلی امتوں کے حالات پر غور کریں جنہوں نے اللہ جل جلالہ کی عبادت اور اطاعت کو ترک کردیا تھا اور گناہوں اور نافرمانیوں میں صبح وشام مشغول رہتے تھے اور ان بُرے اعمال نے انہیں اللہ جل جلالہ سے اتنا دور کردیا کہ ان کی وہ صورتیں مسخ کردی گئیں اور اللہ جل جلالہ نے ان کو بندر اور خنزیر بنادیا اللہ جل جلالہ خود اپنے کلام مجید میں یہودیوں کا حال بیان کرتا ہے۔

آیت "وجعل منھم القردۃ والخنازیر" الآیۃ

اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ اللہ جل جلالہ کی نافرمانی کرنے میں حد سے گزر گئے تھے۔

امت محمدیہ پر اجتماعی مسخ کا عذاب نہیں آئیگا

اندریں امت نبود مسخ بدن
لیک مسخ دل بود اے گل سخن

یہ تو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفی احمد مجتبی ﷺ کی دعاؤں کی برکت ہے کہ اس میں بدن کی مسخ کا عذاب اجتماعی طور پر نہیں آتا ورنہ ہمارے اعمال تو اس قابل ہیں کہ ہم کب کے بندر اور خنزیر بنا دیئے جاتے لیکن اس امت میں دل مسخ ہوتے ہیں کہ شکل وصورت سے تو انسان ہوگا لیکن اس کا دل بندر اور خنزیر کا ہوگا اور اس سے بندروں اور خنزیروں جیسے اعمال سرزد ہونگے ۔اور انفرادی مسخ اس امت میں بھی ممکن ہے جس سے اس امت کو تنبیہ دینا مقصود ہے۔

انفرادی مسخ کا ایک واقعہ

ایک کتاب میں یہ واقعہ لکھا تھا کہ ایک ولی اللہ حج پر گئے تو جب روضہ رسول ﷺ کی حاضری پر گئے اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں صلوۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اس بعد حضرات شیخین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبروں پر عشق اور محبت بھرا قصیدہ پیش کیا جب وہاں سے باہر آئے تو دروازے پر انہیں ایک شخص ملے اور ان سے کہا کہ آپ کو میں دعوت دیتا ہوں کہ آج کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں انہوں نے قبول کرلیا اور اس کے ساتھ روانہ ہوگئے جب اس کے گھر پہنچ کر اندر داخل ہوئے تو اس میزبان نے چاقو سے اس ولی اللہ کی زبان کاٹ دی اور یہ کہا کہ یہ اس لئے کاٹی ہے کہ یہ پھر کبھی اس زبان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی تعریف نہ بیان کرسکو، یہ ولی اللہ اسی حالت میں پھر روضہ مبارکہ کو واپس آئے وہاں بیٹھ گئے اور ان پر کچھ غنودگی سی

آ گئی'' یہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے کیفیات تھیں'' خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس شخص نے آپ کی زبان اس وجہ سے کاٹ دی کہ تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی تو انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کٹی ہوئی زبان ہاتھ میں لی اور اس کے زبان کے ساتھ اس کو جوڑ دیا جب وہ خواب سے بیدار ہوئے تو اس کی زبان اسی طرح صحیح وسالم تھی۔ پھر ایک سال کے بعد حج کے ارادے سے حرمین آئے اور عشق ومحبت کی عالم میں ایک مرتبہ پھر محبوب کے روضہ پر حاضری دی اور پچھلے سال کی طرح اس سال بھی وہ مدح بھرا قصیدہ پڑھا اور جب باہر نکلے تو اسی طرح ایک شخص نے ہاتھ سے پکڑا اور کہا کہ آج آپ کو میری دعوت ہے اور آپ اس کے ساتھ چل دیئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ پھر اسی دروازے کو پہنچے دل میں سوچا کہ یہ کیا بات ہے لیکن اللہ جل جلالہ پر اعتماد کر کے داخل ہو گئے جب اندر داخل ہوئے تو وہاں اس شخص نے اس کی بہت مہمان نوازی کی جب کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ میزبان اسے ایک کمرے کی طرف لے گیا اور ایک کمرے کا دروازہ کھولا جہاں ایک بندر باندھا ہوا تھا اس شخص نے ولی اللہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ولی اللہ نے جواب دیا کہ یہ بندر ہے اس نے کہا کہ یہ بندر نہیں ہے کہ میرے والد ہیں جن کی شکل اللہ جل جلالہ نے مسخ کر دی ہے اسلئے کہ اس نے پچھلے سال آپ کی زبان کاٹی تھی اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے اس کو بندر بنا دیا۔

(فائدہ) اصل قاعدہ تو یہ ہے کہ ممسوخ کی نسل نہیں چلتی اور وہ تین سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا لیکن بسا اوقات اللہ جل جلالہ لوگوں کی عبرت کے لئے اس

طرح کر دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس زمانے میں شکل وصورت مسخ نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کے دل مسخ ہوتے ہیں ۔حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے بازار میں ایک ولی اللہ ملے جو مجذوب تھے انہوں مجھ سے پوچھا کہ احمد علی! انسان کہاں رہتے ہیں؟ میں نے جو اب میں عرض کیا کہ یہ لوگ جو آپ کو نظر آرہے ہیں یہ سب انسان ہی تو ہیں تو اس نے ان لوگوں کی طرف ایک نظر اٹھائی تو اس نظر کر مجھ پر بھی اثر ہوا اور اس کے وجہ سے مجھے یہ کشف ہوا کہ وہاں بازار کے سارے لوگ مجھے مختلف جانوروں کتا، خنزیر، اور بندر کے شکل میں نظر آئے،

این کہ می بینی خلاف آدم اند
نیست آدم در غلاف آدم اند

یہ جتنے لوگوں آپ دیکھ رہے ہیں یہ انسان کے مخالف ہیں پس یہ تو انسان نہیں ہیں صرف انسان کے غلاف اور شکل وصورت میں ہیں (باقی اندرونی کیفیات سے تو یہ جانور ہیں)

پیارے طلباء کرام آپ تو خواص ہیں اور خواص کو بنسبت عوام کے سزا بھی زیادہ دی جاتی ہے اللہ جل جلالہ ہمارے ساتھ فضل وکرم والا معاملہ فرمائیں لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا کیا کریں حضرت آدم علیہ السلام جو کہ اللہ جل جلالہ کے نبی اور پیغمبر تھے جب انہوں جنت میں اس شجرہ ممنوعہ کا پھل کھالیا اس کی وجہ سے ان کو جنت سے باہر کر دیا حالانکہ آدم علیہ السلام کا یہ فعل نسیان کی وجہ سے تھا اور وہ اس سلسلے میں

معذور تھے اس لئے تو اس سے ان کی عصمت میں کچھ فرق نہیں آیا خود اللہ جل جلالہ کلام مجید میں فرماتے ہیں فنسی ولم نجد له عزماً الآية اور یہ بھی آدم علیہ السلام کے حق میں ان کو جنت سے باہر کرنے کا سبب بنا کیوں یہ بات تو مسلم ہے کہ ''حسنات الابرار سیئات المقربین'' اور شاعر کہتا ہے

بود آدم دیدۂ نورے قدیم
موئے دردیدہ بود کوہ عظیم

حضرت آدم علیہ السلام کی مثال عالم قدیم میں آنکھ کی طرح تھی اور آنکھ میں تو ایک بال بھی پہاڑ جتنا معلوم ہوتا ہے۔

اصلاح کے لئے صحبت شیخ ضروری ہے

اس لئے شیخ کی صحبت میں کچھ وقت گزارنا بہت ضروری ہے پہلے زمانہ میں جب علماء فارغ ہوجاتے تو اس کے بعد دو سال مزید کسی شیخ کی صحبت میں گزارتے تھے جس سے ان کے باطن کی خوب صفائی ہوجاتی تھی اب اس وقت بھی صلحاء کی صحبت میں وقت گزارنا بہت ضروری تا کہ آدمی انسان بن جائے،

عالم شدی ،فاضل شدی ولیک انسان نہ شدی

اور انسانیت سیکھنا بہت مشکل کام ہے۔

عزیز طلباء کرام ایک شخص بیمار تھا اس کے پاس ایک ولی اللہ اس کے عیادت کے لئے تشریف لائے اور ان سے پوچھا سے کیا حال ہے اس نے کہا کہ کیا پوچھنا گناہ گار ہوں اور چند منٹ بعد دنیا سے جانے والا ہوں اور کلمہ پڑھنا نصیب نہیں ہو رہا میری زبان کو تالا لگا ہوا ہے اس ولی اللہ نے ان سے کہا کہ کلمہ پڑھ لیں اس نے کہ میرے پاس چابی نہیں ہے اور چابی کسی اور کے ہاتھ میں

ہے، یہ ولی اللہ اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے اور فوراً اللہ جل جلالہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور دعائیں مانگتے رہے حتی کہ اللہ جل جلالہ نے اسے معاف کر دیا ،شاعر نے کیا خوب کہا ہے،

نگاہ مردمؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کہ ان اولیاء اللہ کی نظر سے تقدیریں تبدیل ہو جاتیں ہیں

تقدیر دو قسم پر ہے

(۱) تقدیر مبرم (۲) تقدیر معلق

اور یہاں اس تقدیر سے تقدیر معلق مراد ہے کیونکہ تقدیر مبرم سے وہ قطعی تقدیر مراد ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا اور تقدیر معلق یہ ہے جو کسی چیز مثلاً دعا وغیرہ کے ساتھ معلق کیا گیا ہو کہ اگر یہ ولی اللہ اس بیمار کے لئے دعا کریگا تو اس شخص کو شفاء مل جائے گی اور اگر یہ شخص یہ دوائی استعمال کرے گا تو اس کو شفاء ملے گی اسی طرح کسی کا ایمان معلق ہو ولی اللہ کی دعا کیساتھ کہ اگر یہ ولی اللہ اس شخص کے لئے ایمان کی دعا کرے گا تو اس کو ایمان نصیب ہوگا۔

الغرض جب اس ولی اللہ نے بیمار کی طرف دیکھا تو وہ ہنس پڑا اور بولا کہ الحمدللہ چابی مل گئی اور کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ لیا اور یہ کلمہ اولیاء کی صحبت کے برکت سے نصیب ہوا۔

عزیز طلباء کرام علم کا حاصل کرنا بہت ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اخلاق کا سیکھنا بہت ضروری ہے ایک بات کہتا ہوں ناراض نہیں ہونا ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں مانگ نکلی ہوئی ہے تو انہوں

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں مانگ نکالنا شروع کی لیکن ان کے بال چھوٹے تھے جس کی وجہ سے ان کی مانگ نہ نکل سکی وہ بہت پریشان ہوگئے کہ میں اس سنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے محروم ہوگیا پھر انہوں نے ایک اور ترکیب سوچھی وہ یوں کہ انہوں نے ایک سیخ گرم کی اور اپنے سر میں مانگ کی جگہ پر رکھ دی تو وہ اس جگہ موجود بال اور چمڑا اجل گیا لیکن سر کے درمیان میں ایک لکیر سی بن گئی جو مانگ کی طرح تھی کسی نے کہا کہ اتنی تکلیف اٹھانے کی کیا ضرروت تھی تو انہوں نے کہا کہ تکلیف تو اٹھالی لیکن اپنا سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کی طرح بنالیا آج آپ بہت سے خواص کو دیکھتے ہیں جو اپنے سر میں مانگ نہیں نکالتے بلکہ انگریزی بال رکھتے ہیں اسلئے تو فرمایا کہ ''الناس علی دین ملوکھم ''اور عوام تو اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں وہ تو ٹوپی بھی نہیں پہنتے اور تمام طرز زندگی یہود ونصاری کی طرح رکھتے ہیں۔

کشف وکرامات سے اتباع سنت بہتر ہے

کتابوں میں لکھا ہے کہ کشف وکرامات سے اتباع سنت بہتر ہے ہمیں ہمارے مرشد اور شیخ جن کا نام ہمارے اس دارالحدیث پر بھی لکھا ہوا ہے حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ معیار فضیلت کشف اور کرامات نہیں بلکہ اتباع سنت ہے، وہ فرماتے تھے کہ اگر آپ دیکھیں کہ ایک شخص ہوا میں اُڑ رہا ہے لیکن سنت کی اتباع نہیں کرتا تو یہ جادوگر ہے ولی اللہ نہیں ہے۔اس لئے ہمیں چاہیے کہ اپنے اعمال کو سنت نبوی ا کے مطابق کریں کیونکہ اگر ہم میں بھی اتباع سنت نہ آوے کہ ہم اس کام کے لئے گھر چھوڑ کر یہاں آئے ہیں تو یہ بہت ہی خطرے کی بات ہے۔

اور آخر میں آپ کی خدمت میں ایک عرض کیا کرتا ہوں کہ آج کل ہمارے معاشرہ میں دو گناہ بہت عام ہو گئے ہیں،

معاشرہ میں عام دو گناہ (۱) غیبت (۲) ترک جماعت

کیونکہ جب ہم آپس میں گپ شپ کے لئے بیٹھ جاتے ہیں تو فوراً کسی کی غیبت شروع کردیتے یہ بہت ہی ہلاکت کی بات ہے اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کریں اور اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھیں بلکہ اپنے آپ کو سب سے کم اور حقیر جانیں اور پھر اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ "من تواضع للہ رفعہ اللہ"

اور جو دوسری بات ہے وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا ہے اور جب ہم کبھی کبھار جماعت سے رہ جائیں تو اس پر افسوس ضرور کریں اور آج کے اس دور میں ہم پر حجت تام ہوگئی ہے کیوں کہ گھڑی ہاتھ پھر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اب نماز کا وقت ہوگیا ہے لیکن اس کے باوجود جب ہم نماز سے رہ جائیں تو پھر ہمارے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا، لہذا جب ایک دن آپ نماز سے رہ جائیں تو دوسرے دن کچھ پہلے اُٹھ کر اس کے لئے تیاری کرلیں تا کہ پھر جماعت سے نہ رہ جائیں۔

اللہ جل جلالہ ہم سب پر فضل و احسان کریں اور ہم سب کو دردِ دل نصیب کرے تا کہ ان باتوں سے ہمارے دل میں عمل کا داعیہ پیدا ہو جائے۔

{مقالہ 19}

تصوف کیا ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشيطٰن الرجيم بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

والذين اٰمنوا اشد حباً للّٰه الآية

طلباء کرام اس مختصر سے وقت کو اللہ جل جلالہ ہمارے لئے نہایت قیمتی بنادے اور حقیقت یہ ہے کہ تمام اوقات نہایت قابل قیمت ہیں اور انسان صاحب قدر اور عزت تب بنتا ہے جب وہ ان اعمال کو اختیار کرتا ہے جن پر اللہ جل جلالہ جو کہ محبوب حقیقی ہے ان کی رضامندی حاصل ہوجائے اور تمام تر دارومدار اعمال پر ہے۔

تصوف کیا ہے؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ تصوف کشف وکرامات سے عبارت نہیں اور نہ ہی تصوف اچھے خواب دیکھنے کا نام ہے اور نہ تصوف غیب کی باتیں جاننے کے لئے ہے بلکہ تصوف سے اصل مقصود اعمال اور احوال کی ترقی ہے کہ ہمارے تمام اعمال اور احوال اللہ جل جلالہ کے آئین اور قانون قرآن مجید کے احکامات کے مطابق ہوجائیں اور ہمیں صحیح اتباع سنت نصیب ہوجائے اور جس انسان میں یہ صفات موجود ہوں وہ صحیح کامیاب وکامران ہوجائے گا۔

اعمال تین قسم پر ہیں

پہلی قسم

ایک صاحب جو ولی اللہ اور جامع العلم والعمل تھے ایک دن راستہ پر جا رہے تھے کہ راستہ میں یہ خیال آیا کہ آج تو میں اس زمین کے اوپر چل رہا ہوں لیکن عنقریب میں اس زمین کے اندر ہوں گا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہم سب کا اصلی گھر قبر ہے، اور ظاہر سی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اس دنیا میں اپنے گھر پر مضرات سانپ اور بچھو وغیرہ لے جائے تو سارے گھر والے اس پر ملامت کریں گے کہ تو پاگل ہے یہ تم اپنے گھر کیا لائے ہو اللہ جل جلالہ نے تجھے عقل دی ہے اور یہ چیزیں تو تیرا سارا گھر تباہ وبرباد کر دیں گی۔

دوسری قسم

اور دوسرے وہ اعمال ہیں جو مباح کے درجہ میں ہیں جن کے کرنے میں کوئی فائدہ نہیں اور نہ کرنے میں کوئی نقصان نہ ہو اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص سارا دن گھر سے باہر گزار دے اور رات کو اپنے گھر پتھر جمع کر کے ایک تھیلے میں ڈال دے اور گھر لے آئے اب گھر میں اس شخص کی بیوی اس سے کہے کہ پتھر لانے کا کیا فائدہ ہے یہ شخص اسے جواب میں یہ کہے کہ آخر پتھر میں کیا نقصان ہے۔

اعمال کی تیسری قسم

اور تیسرے وہ اعمال ہیں جو مفید ہیں ان اعمال کی مثال ان تمام اشیاء کی سی ہے جو گھریلو زندگی میں کام آتی ہیں مثلاً گھی، آٹا، کپڑا وغیرہ کہ ان کے لانے پر سب گھر والے خوش ہوتے ہیں۔

پیارے طلباء اسی طرح آخرت کی زندگی کی مثال ہے کہ آپ جس طرح اعمال کریں گے اسی قسم کی اشیاء آپ کو بدلے میں دی جائیں گی، اور مراقبہ بھی اس لئے کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے بارے میں یہ سوچیں کہ میں تو ہمیشہ اس جہاں میں نہیں رہوں گا ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے اور مرنے کے بعد لوگ مجھے غسل دے کر کفن میں ڈال کر قبر میں رکھ دیں گے سب لوگ کھڑے ہوں اور مجھے قبر کی اندھیر کوٹھڑی میں اکیلا چھوڑ کر سب اعزہ واقارب چلے جائیں گے وہاں اپنے اعمال کے علاوہ اور کوئی ساتھی موجود نہیں ہوگا، اس فکر اور غم کو مراقبۂ موت کہتے ہیں اور اولیاء اللہ اس کے لئے قرآن مجید کی آیت ''کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربك ذی الجلال والاکرام'' اور یہ ولی اللہ یہ قبر کی زندگی کا تصور کر رہے تھے۔

اللہ جل جلالہ کی محبت کا حصول

عزیز طلباء کرام اللہ جل جلالہ کی محبت بہت قربانی چاہتی ہے، اور جب اللہ جل جلالہ کی محبت غالب ہوجاتی ہے تو پھر ہر قسم کی قربانی آسان ہوجاتی ہے اور اپنے ساتھ اللہ جل جلالہ کے احسانات کا مراقبہ بھی کرنا چاہیے کہ اللہ جل جلالہ نے مجھ پر بے شمار نعمتیں عطاء کی ہیں یعنی خوراک کی چیزیں، عزت، غرض یہ تمام اشیاء مجھے اللہ جل جلالہ نے عطاء کی ہیں اور ان احسانات کے یاد کرنے سے اللہ جل جلالہ کی محبت دل میں بڑھتی ہے ہم روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ جو شخص ہمارے ساتھ احسانات کرتا ہے جب وہ ہمارے سامنے آتا ہے تو بغیر ہاتھ ملائے اس سے منہ موڑ کر گزرنا دل گوارا نہیں کرتا کیوں کہ یہ محسن ہے اور محسن کا شکر ادا کیا جاتا ہے لیکن یاد رکھیں! کہ اس شخص کا احسان بھی درحقیقت اللہ جل جلالہ کا احسان ہے کیونکہ اس کے

دل کو آپ کی طرف اللہ جل جلالہ مائل کرتے ہیں اور اگر اللہ جل جلالہ اس کا دل آپ کی طرف مائل نہ کرتے تو وہ آپ کے ساتھ یہ احسانات نہ کرتا اسی وجہ سے اس وقت بھی اللہ جل جلالہ کا شکر گزار ہونا چاہئے اور اللہ جل جلالہ سے بہت زیادہ محبت رکھنی چاہئے۔

حضرت مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے ولی اللہ تھے، یہ تمام حضرات بڑے اولیاء اللہ تھے، یہاں پر ایک اور بات یاد آ گئی کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جو اِن کے پیر تھے وہ ایک دن بادشاہ کے ساتھ بیٹھے تھے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بادشاہ کے دربار میں موجود ایک شیر کی تصویر کی طرف دیکھا تو وہ حقیقۃً شیر بن گیا جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس تصویر سے شیر بنا دیا ہے اور یہ بادشاہ کی مجلس ہے ایسا نہ ہو کہ بادشاہ ناراض ہو جائے انہوں اس شیر سے پھر تصویر بنا دی ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہر کام اللہ جل جلالہ خود کرتا ہے کیونکہ اگر اللہ جل جلالہ خود نہ کرتا تو یہ کس کے بس کا کام تھا اس لئے تو فرمایا کہ "من کان للہ کان اللہ لہ"۔

حضرت مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ گورنر تھے لیکن اللہ جل جلالہ کے عشق ومحبت میں یہ گورنری چھوڑ دی اور ایسی توبہ کی کہ جو حقوق العباد ان کے ذمہ آئیں تھیں وہ سب واپس کر دیں اور کچھ لوگوں سے وہ حقوق معافی مانگ کر معاف

کرائے یہ اس لئے کیا کہ انسان اس وقت تک ولی اللہ نہیں بن سکتا جب تک اس کے ذمہ حقوق العباد موجود ہوں صحیح معنوں میں توبہ تائب ہوئے جس کو آپ توبۃ النصوح ''خالص'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ایک دن ان کی خدمت میں ایک نوجوان آئے اور ان سے عرض کیا کہ حضرت مجھے اللہ جل جلالہ سے ملادے تو مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے زور سے ''اللہ'' کہا اور اس کے ساتھ وہ نوجوان بے ہوش ہو گیا اور وفات پا گیا یہ اس لئے کہ ان کے دل میں سوز موجود تھا۔

دل میں سوز نہیں نگاہ پاک نہیں
پھر اس کے کیا عجب کہ تو بے باک نہیں

آپ کے دل میں سوزش نہیں آپ کی نظر پاک نہیں پھر اس پر کیا تعجب کرنا کہ آپ بے باک نہیں کیونکہ آپ میں سوز جگر اور سوز قلب موجود نہیں ہے، اس نوجوان کے گھر والوں نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر دعویٰ دائر کر دیا کہ انہوں نے ہمارا بیٹا ہلاک کر دیا ہے، مقدمہ درج کیا گیا جب قاضی تک یہ بات پہنچی تو وہ حیران رہ گیا کہ یہ تو عجیب عالم ہے کہ آواز سے آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے، جب حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ قاضی کی مجلس میں حاضر ہوئے تو قاضی نے بھرے مجلس میں عرض کیا کہ حضرت ایک مرتبہ اللہ جل جلالہ کا نام میرے سامنے لے لیں جب حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ''اللہ'' کہا تو اس کا قاضی پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے مقدمہ خارج کر دیا کہ اس آواز میں اللہ جل جلالہ نے اثر ڈالا ہے اس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔

عزیز طلباء اصل بات اعمال کی ہے ہمیں نہ تو اولیاء کے ان واقعات پر پورا یقین ہوتا ہے اور نہ ہم ان کے طرز زندگی پر عمل کرتے ہیں اللہ جل جلالہ ہم سب کو دردِ دل نصیب فرمائے۔

ولی اللہ کی بات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہلاکت

ایک جماعت کو مسجد میں ایک بزرگ سے ملاقات انہوں نے اس بزرگ سے درخواست کی کہ حضرت ہمیں کوئی نصیحت فرمادیں ہم سفر پر جارہیں ہیں ان کی زبان پر یہ جملہ آیا کہ ''ہاتھی کے بچے کا گوشت نہیں کھانا'' تو جماعت والے حیران رہ گئے اوران سے کہا کہ ہاتھی کا بچہ تو ہمارے وہم گمان میں بھی نہیں کہ ہم ہاتھی کے بچہ کا گوشت کھائیں یہ آپ نے ہمیں کیسی نصیحت کردی تو انہوں نے کہا کہ بس یہی بات ہے جو میری زبان پر جاری ہوگئی اسی پر عمل کرلو، جب یہ جماعت سفر پر روانہ ہوئی تو راستے سے بھٹک گئی اور جنگل اور بیابان میں پہنچ گئی اور وہاں ان کو بہت پیاس لگی اور بھوک سے بھی نڈھال ہورہے تھے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ہاتھی کا ایک بچہ پھر رہا ہے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس کا شکار کر کے اسے کھالیں گے کیونکہ ہمیں بہت زیادہ بھوک لگی ہے اسی دوران ان میں سے ایک ساتھی نے کہا کہ ولی اللہ نے تو ہمیں ہاتھی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا ساتھیوں نے نہیں مانا اور وہ گوشت کھالیا صرف ایک ساتھی جس نے انہیں منع کیا تھا اس نے وہ گوشت نہیں کھایا اوران سے ناراض ہوکر علیحدہ بیٹھ گئے شام کے وقت جب ہاتھیوں کا جُھنڈ واپس آیا تو اس مادہ ہاتھی کو اپنا بچہ نہ ملا آخر وہ اس کی تلاش میں ان کے پاس پہنچی انہیں دیکھا کہ سب سوئے ہوئے ہیں ان کے منہ کو سونگھا تو ان کے منہ سے اسنے اپنے بچہ کے بُو آئی تو وہاں جتنے بھی لیٹے تھے سب کے پیٹ چاک کرڈالے آخر اسی طرح وہ اس شخص کے پاس پہنچی جس نے اس کے بچہ کا گوشت نہیں کھایا تھا وہ بھی سویا ہوا تھا جب اس کا منہ سونگھا تو اس کے منہ سے اس کے بچہ کی بُو نہیں آئی تو اسکو اپنی سُونڈ میں

اُٹھالیا'' ان تمام حیوانات کو اللہ جل جلالہ نے بہت شعور اور احساس بخشا ہے اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں'' وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحہ '' تمام حیوانات کو اللہ جل جلالہ نے شعور دیا ہے) اور اس کو ایک میوہ دار درخت کے نیچے رکھ دیا وہاں اس شخص نے خوب میوے کھائے جب خوب سیر ہو گیا تو اس کو دوبارہ اپنی پیٹ پر اٹھایا اور صحیح راستہ پر لے آیا اور چھوڑ دیا تو معلوم ہوا کہ اکابر کی باتوں پر عمل کرنے میں سراسر خیر و برکت ہے اللہ جل جلالہ ہم سب کو احساس اور درد دل نصیب فرمائے اور قرآن وحدیث اور اولیاء اللہ کے ساتھ محبت نصیب فرمائے۔

آمین

{مقالہ 20}

صحبت صالح

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدیقین○

اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد وبارك علی سیدنا ومولانا محمد

افضل صلواتك بعدد معلوماتك وبارك وسلم وصل علیہ

معزز حاضرین اللہ جل جلالہ کا ہم سب پر بہت بڑا فضل وکرم ہے کہ اللہ جل جلالہ نے ہمیں ایک بہترین ماحول عطا کیا ہے یہ ایک ایسا ماحول ہے کہ اس میں اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ا کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے جب ماحول درست ہو تو انسان کی زندگی ماحول سے ٹھیک ہوتی ہے یہ تبلیغی جماعت والے جو مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنا گھر چھوڑ کر اللہ جل جلالہ کے راستے میں نکل جائیں اس کی وجہ یہ کہ وہاں ایک ماحول ہوتا ہے جو گھر میں اولاد اور دیگر گھریلو مصروفیات کے ساتھ نہیں مل سکتا کیونکہ گاؤں میں اپنے اقارب اور اعزہ کے ساتھ جو تعلقات ہوتے ہیں وہ تعلقات اللہ جل جلالہ کے ساتھ تعلق بنانے میں حائل ہوتے ہیں اسلئے جب وہ تعلقات ختم ہوجاتے تو پھر تعلق مع اللہ بن جاتا ہے

ایک طالب العلم کا خواب

ایک طالب علم جو میرے ساتھ مسجد میں رہتا تھا ایک دن وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ شیخ صاحب میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنا سر گنجا کر دیں تو پھر عالم بن جاؤ گے اور میں نے سر تو گنجا کر لیا ہے لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ اب عالم بنتا ہوں یا نہیں میں نے ان سے کہا کہ یہ تو خواب ہے اور خواب کی

تعبیر نکالی جاتی ہے بعینہ وہ تو مراد نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ بال آپ کے متعلقات میں سے ہیں تو اپنے تعلقات ختم کر دو صحیح عالم بن جاؤ گے۔

اس کے ضمن میں ایک بات اور سن لیں، ایک دن ایک عورت نے خواب کاغذ پر لکھ کر بھیج دیا اس نے لکھا تھا کہ میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ دو کتے ہیں ایک اپنا ہے اور دوسرا پرایا وہ میرے ہاتھ کی انگلیاں کھا رہے ہیں میں نے کہا کہ یہ اپنا کتا آپ کا اپنا شیطان ہے اور پرایا کتا پرایا شیطان ہے آپ اپنی انگلیوں پر ذکر کیا کریں تا کہ آپ کی انگلیاں شیطان کے قبضہ سے محفوظ رہیں۔

صحبت کا اثر

بہرحال محترم حاضرین یہ صحبت یہ ماحول یہ دینی مجالس بہت موثر چیز ہے لیکن کاش کہ ہم ان چیزوں کی طرف ذرا التفات اور توجہ بھی دیتے اور آپ اکثر مقامات پر قرآن مجید میں یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ "اِتَّقُوا اللّٰهَ" اور کبھی کبھار ایک آیت میں یہ حکم دو مرتبہ آتا ہے۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خوف خدا آسانی سے تو نصیب نہیں ہوتا اس کے حصول کے اسباب کیا ہیں جن کے اختیار کرنے سے ہم متقین بن جائیں؟ تو اللہ جل جلالہ نے حصول تقویٰ کا راستہ بتا دیا "وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" کہ تقویٰ کے اسباب میں سے بڑا سبب صادقین اولیاء اللہ کے ساتھ نشست و برخاست ہے اور اصدق الصادقین وہ سردار دوجہاں حضرت محمد مصطفی ﷺ تھے جو نبوت سے پہلے چالیس سالہ زندگی میں "الصدوق الامین" کے لقب کے ساتھ مشہور تھے تو یہاں پر "وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" میں الصدقین سے اولیاء اللہ اور صالحین مراد ہیں، شاعر کہتا ہے

گرہمی خواہی کہ می نشنی باخدا

تو پھر اولیاء اللہ کی صحبت میں وقت گزارو یعنی اولیاء اللہ کی صحبت میں حضور الٰہی آپ کو نصیب ہوجائیگی،

عزیز طلباء کرام ان اولیاء اللہ کے ساتھ ایک منظم ترتیب ہوتی ہے جس کے مطابق وہ اپنی زندگی گزارتے ہیں کیونکہ جب تک اوقات کی تعیین نہیں ہوتی اس وقت تک آدمی صحیح طور سے عمل نہیں کرسکتا اور جب آدمی اپنے لئے ایک نظام الاوقات بنالیتا ہے تو پھر اس کے مطابق اعمال کرنا بھی آسان ہوتا ہے اور اسی پر زندگی بن جاتی ہے اور اسی طرح ذکر الٰہی کے لئے بھی اوقات کا تعیین ضروری ہے طالب علمی کی زمانہ میں طلباء کے لئے اصل کام وہ کتاب کا مطالعہ کرنا ہے لیکن جب کتاب سے فارغ ہوجائیں تو پھر ذکر الٰہی کے لئے بھی وقت فارغ کرنا چاہئے پہلے زمانے میں دس سال تعلیم ہوتی تھی اور اس کے بعد دوسال صلحاء کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے اور اس کے بعد پھر چالیس دن پھر بعض حضرات ۲۲ دن اولیاء کی صحبت میں وقت گزارنے کے کا حکم کرتے تھے غرض مقصد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھنے سے انسان کے دل میں روشنی آجاتی ہے۔

بیعت کے باوجود اصلاح کیوں نہیں؟

عزیز طلباء یہ یاد رکھیں کہ ہمارے پاس بعض لوگ آتے ہیں وہ اپنے احوال کا بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بیعت بھی کی ہے اور ذکر بھی پابندی سے کرتے ہیں لیکن ہماری اصلاح نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اعمال تو کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ

برائیوں سے اجتناب نہیں کرتے بازار جاتے ہیں تو نظر کی حفاظت نہیں کرتے اس بات کو سمجھنے کے لئے ایک مثال سن لیں۔

مثلاً گرمی کے موسم میں آپ ایک ایئر کنڈیشن والی گاڑی میں بیٹھتے ہیں تو آپ اس ڈرائیور سے کہتے ہیں کہ ذرا ایئر کنڈیشن تو چلا دیں لیکن جب تک آپ اپنی کھڑکی بند نہیں کرتے اس وقت تک گاڑی ٹھنڈی نہیں ہوتی غالباً ایک ولی اللہ گاڑی میں بیٹھے تھے وہ گاڑی ٹھنڈی نہیں ہورہی تھی ولی اللہ نے پوچھا کہ یہ گاڑی کیوں ٹھنڈی نہیں ہورہی؟ ڈرائیور نے جواب دیا کہ حضرت آپ کی طرف جو کڑکی ہے اس کا شیشہ ذرا سا کھلا ہوا ہے ولی اللہ ارشاد فرمایا کہ معمولی سا شیشہ کھلا رہنے سے گاڑی ٹھنڈی نہیں ہورہی آپ نے اپنے دل کی طرف پانچ دروازے کھولے ہیں پھر دل کس طرح ٹھنڈا ہوگا۔ پہلا شیشہ آنکھ کا ہے، آنکھوں سے غلط دیکھتے ہو اس شیشے کو بند کردو اور بدنظری چھوڑ دو، دوسرا شیشہ قوتِ سامعہ کا ہے کہ کان سے غیبت اور دوسری ناجائز باتیں سنتے ہو اس کو بھی بند کردو اس کے بعد تیسرا شیشہ قوت ذائقہ ہے اس کو بھی آپ نے کھولا ہے اس کو بھی بند کردو اور چوتھا شیشہ قوت شامہ ہے اس کو بھی کھولا ہوا ہے اور حلال حرام معلوم نہیں کرتے اور پانچواں شیشہ قوت لامسہ ہے جس طرح ''العیاذ باللہ'' فاسق فاجر لوگ غلط لوگوں کے ساتھ بوس کنار کرتے ہیں انہوں نے بھی قوت لامسہ کا شیشہ کھول دیا ہے تو یہ کل پانچ شیشے ہوئے اور جب ان پانچ شیشوں سے گرم ہوا آتی رہے گی تو آپ کا دل کا ذکر کے ائر کنڈیشن سے کس طرح ٹھنڈا ہوگا؟ اور یہ "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" تب ہوگا جب معصیت نہ ہو لیکن یاد رکھیں کہ جب تک معصیت کی گرم ہوا آتی رہے گی دل میں وہ سکون اور

چین نہیں آسکتا جو اولیاء اللہ کو نصیب ہوتا ہے۔

عزیز طلباء شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے وہ ہمیشہ انسان کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے جب ایک طالب علم بیعت کر لیتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس سے گناہ کے کام صادر ہوتے ہیں تو شیطان خبیث اسے کہتا ہے کہ اس ذکر اور بیعت کا کیا فائدہ آپ اسی طرح گناہوں میں مبتلا ہیں۔ لیکن یاد رکھیں شیطان کی اس جال میں کبھی بھی نہیں آنا کیونکہ جو ذاکر ہے اور کبھی کبھار اس سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے یہ غافل سے زیادہ بہتر ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذاکر سے اگرچہ گناہ بھی سرزد ہوں لیکن اس کے دل میں ذکر کے کچھ تھوڑے بہت انوار ضرور ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ حق اور باطل میں فرق کر سکتا ہے، اور دوسرا وہ غافل ہے جو بالکل ذکر نہیں کرتا اس کی مثال اندھے کی طرح ہے کہ اس کو اندھیرے اور روشنی میں کوئی بھی فرق محسوس نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو نابینا ہے اور اس کے مقابلہ میں جو ذاکر ہے اس سے جب بھی کوئی غلطی ہوتی ہے اس کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ آج مجھ سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے پھر وہ فوراً توبہ تائب ہو جاتا ہے اور جب وہ اس کو ترقی دیتا ہے تو ایک دن یہ ایک درجہ کمال تک پہنچ جاتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث میں ہندو کا بیٹھنا

غالباً شاہ عبدالعزیز صاحب درس حدیث میں ایک ہندو بیٹھتا کرتا تھا وہ توہم پرستی کا عقیدہ رکھتا تھا جب سورج نکلتا تو وہ ہاتھ اُٹھا کر دعا اور عبادت میں مشغول ہو جاتا تھا شاہ صاحب نے اسے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ پہلے ایمان تو لے آؤ

اس کے بعد بخاری شریف کے درس میں بیٹھو۔شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ان کا درس بخاری میں بیٹھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے دل میں اللہ جل شانہ کی محبت ہے اور یہ محبت ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائے گی۔اسی نوع کا ایک اور واقعہ جو ہمارے علاقے میں میرے ساتھ پیش آیا کہ ہمارے محلے میں ایک شخص تھا جو داڑھی منڈھاتا تھا وہ مسجد میں اذان دیتا تھا لوگ مجھے ملامت کرتے تھے کہ آپ اس کو منع کیوں نہیں کرتے ؟ کہ یہ اذان نہ دے۔ تو میں نے جواب دیا کہ میں منع نہیں کرتا یہ میری مرضی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑوں کی نظریں دوررس ہوتی ہیں اور چھوٹے جذباتی ہوتے ہیں اور پھر اپنے بڑوں پر یہ فتوے لگاتے ہیں کہ یہ مداہن ہے ۔لیکن میری نظر تو اس بات پر تھی کہ اگر آج میں اس کو اذان دینے سے منع کروں گا تو کل یہ فرض نماز پڑھنے بھی نہیں آئیگا اور میں نے اس کو اسی وجہ سے کچھ نہیں کہا تھا کہ یہ ایک دن ضرور داڑھی رکھ لے گا اور یوں ہی ہوا کہ اس نے سنت کے مطابق صحیح داڑھی رکھ لی۔

تو اسی طرح اس ہندو کو بھی شاہ صاحب کچھ نہیں کہا کرتے تھے شاہ صاحب کی وفات کے بعد وہ شاہ صاحب کے بیٹوں کے پاس آئے اور ان کے سامنے کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھا اور کہا کہ میں ایمان لایا ہوں کسی نے کہا کہ کاش آپ شاہ کے سامنے ایمان لاتے تو اس نے کہا کہ ایمان میرے دل میں اس وقت سے آیا ہے لیکن اس کا ظہور اب ہوا ہے، یہ آپ کے والد صاحب کی درس بخاری کی برکات تھیں کہ میرے دل میں اسلام مضبوط ہوتا گیا۔

عزیز طلباء کرام یہ بات یقینی ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت کا انسان پر بہت ہی زیادہ اثر

صدائے دل

ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ ہم سب کو نیک لوگوں کی صحبت نصیب فرمائے۔

امین

گرہمی خواہی کہ گردی دردوعالم ارجمند
دائماً باشی غلام خاندان نقشبند
یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سال عبادت بے ریا
صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اذکار

ہر نماز کے بعد پڑھیں

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ تَعَالٰی رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

پھر

سُبْحَانَ اللّٰہِ (۳۳ بار) اَلْحَمْدُلِلّٰہِ (۳۳ بار) اَللّٰہُ اَکْبَرُ (۳۴ بار)

اور

ایک بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

پھر یہ دُرُود شریف ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ چالیس دن تک اور اس کے بعد گیارہ دفعہ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ وَ صَلِّ عَلَیْہِ۔

اور لفظ {اَللّٰہُ} چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم بارہ ہزار مرتبہ پڑھیں۔

حضرۃ حسن رضی اللہ عنہ کو تلقین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرۃ حسنؓ نے حضرۃ معاویہؓ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا کہ ہمارا جو معاوضہ ہے اس میں تاخیر ہوئی، اس دوران میں کہ مَیں خط لکھوں نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے حسن! آپ ہمارے نواسے ہو کر غیر اللہ سے نفع کی اُمید رکھتے ہو، صرف ایک اللہ سے توقع رکھو، حضرۃ حسنؓ نے عرض کیا کہ پھر کون سی دُعاء پڑھوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مندرجہ ذیل دُعاء ارشاد فرمائی، تو پھر بجائے ایک لاکھ کے بدلے کے 16 لاکھ مل گئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِيْ قَلْبِيْ رَجَائَكَ وَ اقْطَعْ رَجَائِيْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ. اَللّٰهُمَّ مَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِيْ وَ قَصُرَ عَنْهُ اَمَلِيْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَيْهِ رُغْبَتِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْئَلَتِيْ وَلَمْ يَجْرِ عَلٰى لِسَانِيْ مِمَّا اَعْطَيْتَ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ مِنَ الْيَقِيْنِ فَخُصَّنِيْ بِهٖ۔ اٰمِيْنَ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ

ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھیں۔ اوّل و آخر دُرود شریف سات سات بار پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَ شَرِّ عِبَادِهٖ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَ هَامَّةٍ وَ عَيْنٍ لَامَّةٍ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ مَا خَلَقَ۔

صدائے دل

یا ربّ یہ آرزو ہے دلِ بیقرار کی
خدمت ملے حبیبؐ خُدا کے کلام کی

دیدارِ مُصطفےٰؐ مجھے یا ربّ نصیب ہو
یا ربّ دُعا قبول ہو مجھ خاکسار کی

ہیں خُوش نصیب وُہی فقط اِس جہاں میں
لگے ہیں غلامی میں جو عالی وقارؐ کی

سند الحدیث

قال عبد بن المبارک الاسناد عندی من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء فاذا قیل من حدَّثک بقی ای سکت

قال حدثنا المکی ابن ابراهیم قال حدثنا یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من یقل علی ما لم اقل فلیتبوء مقعده من النار

من امیر المؤمنین فی الحدیث ابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ

بن المظفر الشیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ عبدالاول بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ السراج الحسین بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ احمد بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ ابراهیم بن احمد رحمۃ اللہ علیہ

شہاب الدین الشیخ احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ احمد زکریا بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

شمس الدین الشیخ محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ احمد بن عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ احمد القشاشی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ ابراهیم الکردی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ ابوالطاہر المدنی رحمۃ اللہ علیہ

محدث الہند الشیخ الشاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

منتقی الاسانید الشیخ الشاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ نصیرالدین الغور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ عبد المنان
دامت برکاتہم العالیة

سلسلة التصوف

شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین
سید الانبیاء والمرسلین
حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حضرت قاسم بن ابوبکر رضی اللہ عنہ

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

سلطان العارفین الشیخ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ الشیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ ابوعلی فارمیدی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ الشیخ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ الشیخ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ

سید الشیخ خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

سید الشیخ محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ محمد علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

ابن مجدد الشیخ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

شمس الدین الشیخ محمد محسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ نور محمد نور رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ مرزا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ شاہ ابوسعید احمدی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ شاہ احمد سعید المدنی رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ خواجہ حافظ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ مولانا عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ

الشیخ عبدالمنان
دامت برکاتہم العالیہ

کتابیات

المقالات فی اہل المراقبات
افادات
شیخ الحدیث حضرت مولانا
عبدالسنان صاحب
دامت برکاتہم
شیخ الحدیث انجمن تعلیم القرآن

انوار الفاتحہ (زیر طبع)
افادات
شیخ الحدیث حضرت مولانا
عبدالسنان صاحب
دامت برکاتہم
شیخ الحدیث انجمن تعلیم القرآن

مرتب: مفتی ناصر اقبال

تقریر جلالین (زیر طبع)
افادات
شیخ الحدیث حضرت مولانا
عبدالسنان صاحب
دامت برکاتہم
شیخ الحدیث انجمن تعلیم القرآن

درس قرآن (زیر طبع)
افادات
شیخ الحدیث حضرت مولانا
عبدالسنان صاحب
دامت برکاتہم
شیخ الحدیث انجمن تعلیم القرآن

ناشر:
جامعة العلوم الاسلامیه والشرعیه
دار العلوم انجمن تعلیم القرآن
پراچہ ٹاؤن کوہاٹ

صدائے دل

المسمی

بالمقالات فی اوائل المراقبات

اصلاحی بیانات کا حسین گلدستہ

از افادات

شیخ المشائخ پیر طریقت

شیخ الحدیث حضرت مولانا

عبد المنان

صاحب نقشبندی

دامت فیوضہم

مرتب

مفتی ناصر اقبال

فاضل و مدرس دار العلوم انجمن تعلیم القرآن

جامعة العلوم الاسلامية والشرعيه دار العلوم انجمن تعليم القرآن

پراچہ ٹاؤن کوہاٹ